عمران سیریز
لیڈی کلرز
مظہر کلیم ایم اے

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز مصنف پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— [redacted] / روپے
۹۵/-

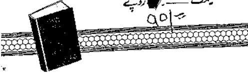

چند باتیں

معزز قارئین ! سلام مسنون ! عمران کا نیا ناول لیڈی کلر حاضر ہے یہ ان مجرموں کی کہانی ہے جو جرم کرتے ہوئے انسانیت کی معمولی سی رمق بھی اپنے اندر باقی نہیں رہنے دیتے۔ ان کا مطمع نظر صرف دولت ہوتی ہے۔ چاہے یہ دولت انسانی لاشوں سے گذر کر ہی کیوں نہ حاصل ہو۔ چنانچہ یہ مجرم بھی عورتوں کو قتل کر کے ان کے جسموں میں منشیات بھر کر انہیں سمگل کر دیا کرتے تھے ایک بالکل انوکھے اور عجیب انداز میں۔ اور پھر جولیا ان کے ہتھے چڑھ گئی۔ جی ہاں! جولیانا فٹز واٹر۔ اور اس کے بعد کیا ہوا یہ سب کچھ اس قدر حیرت انگیز اور دلچسپ ہے کہ مجھے یقین ہے کہ آپ آخری سطر تک پڑھے بغیر ناول کو ہاتھ سے نہ چھوڑ سکیں گے۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ آپکو منفرد اور متنوع کہانیاں پڑھنے کیلئے پیش کروں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ نئے طرز کی کہانی بھی آپکو بے حد پسند آئے گی۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جسے آپ پڑھنے کے متمنی رہتے ہیں لیکن ناول شروع کرنے سے پہلے ایک قاری کا خط بھی ملاحظہ کر لیجئے تاکہ میرے نام آنے والی ڈاک میں آپ بھی شامل ہو سکیں۔

سعید مختار صاحب گول چوک سرگودھا سے لکھتے ہیں کہ میں ان پڑھنے والوں میں سے ہوں جو صرف ابن صفی (مرحوم) کی کتابوں کے علاوہ کسی اور مصنف کی کتاب پڑھنا گناہ سمجھتے تھے لیکن پھر ایک دوست کے اصرار پر میں نے آپ کا ناول "ہیکل سلیمانی" خریدا اور اسے پڑھنے کے بعد واقعی میری

قسم ٹوٹ گئی اور میں اب تک آپ کے کم از کم پچاس ناول پڑھ چکا ہوں۔ واقعی آپ بے حد منفرد انداز میں ناول لکھتے ہیں اور کرداروں کے ساتھ کافی حد تک انصاف کرتے ہیں لیکن مجھے آپ سے چند شکایات بھی ہیں۔ آپکی کتابوں میں ایکشن اور مار دھاڑ کافی سے زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا اگر آپ عمران سے کوئی ایسا کیس حل کروائیں جسے وہ بے ضابطہ طور پر حل کرے۔ اور جس میں کوئی غیر ملکی مجرم یا تنظیم نہ ہو تو بہت لطف آئے گا۔

تو یہ ہے معزز قاری سعید مختار صاحب کا خط، جو گنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے سال چہارم کے طالبعلم ہیں۔ جہاں تک ایکشن اور مار دھاڑ کا تعلق ہے۔ اگر انہیں یہ بات پسند نہیں ہے اور وہ صرف خالصتاً شرلاک ہومز ٹائپ جاسوسی کہانیاں پسند کرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا مزاج ہے البتہ بطور میڈیکل طالبعلم انہیں اتنا ضرور معلوم ہوگا کہ جان بچانے کیلئے بعض اوقات جسم کے فاسد حصوں پر نشتر بھی چلانا ضروری ہو جاتا ہے اسی طرح جہاں ایک ملک کے کروڑوں افراد کی سلامتی کا تحفظ کرنا ہو تو وہاں اس سلامتی کے خلاف کام کرنے والے درندوں کا بھی صفایا کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔

جہاں تک عمران کے بے ضابطہ کیس حل کرنے کا مشورہ ہے تو میں کوشش کروں گا کہ ایک ناول اس انداز میں بھی لکھوں۔

اب آپ ناول پڑھیئے اور اپنی قیمتی آرا سے مجھے آگاہ کریں۔

والسّلام

مظہر کلیم ۔ ایم اے

عمران نے کار موڑی اور سوپر فیاض کے دفتر کے سامنے جاکر اس نے اتنے زور سے بریک لگائے کہ ٹائروں کی چیخوں کی آواز سے پوری عمارت گونج اٹھی۔ اور دفتروں میں سے لوگوں نے بے اختیار باہر نکل کر دیکھنا شروع کر دیا۔ مگر عمران بڑے اطمینان سے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور بر آمدہ کراس کر کے سوپر فیاض کے دفتر کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بس ویسے ہی تفریح کے لئے نکلا تھا کہ سڑک سے گزرتے ہوئے اس کی نظریں سنٹرل انٹیلی جنس کی شاندار عمارت پر پڑیں تو اس نے سوپر فیاض کو تنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور تنگ کرنے کا آغاز اس نے ٹائروں کی چیخوں سے کیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ فیاض کے دفتر تک پہنچتا اچانک ایک چپڑاسی تقریباً بھاگتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔

"چھوٹے صاحب! —— چھوٹے صاحب! —— آپ کو بڑے صاحب بلا رہے ہیں" —— آنے والے نے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران اُسے

دیکھتے ہی پہچان گیا کہ وہ سر رحمان کا چپڑاسی ہے۔

"تو بھئی بلا کر لے جاؤ چھوٹے صاحب کو بڑے صاحب کے پاس۔ میں تو نہ چھوٹا ہوں نہ بڑا ــــ بلکہ درمیانہ ہوں ــــ یقین نہ آئے تو کسی ڈاکٹر سے پوچھ لو ــــ میں نے تو بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ڈاکٹر مجھے لمبے قد والوں میں شمار کر لیں ــــ لیکن وہ اسی بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ تمہارا قد نہ چھوٹا ہے نہ بڑا بلکہ درمیانہ ہے" ــــ عمران نے رک کر باقاعدہ فلسفہ بگھارنا شروع کر دیا۔

"بڑے صاحب آپ کو بلا رہے ہیں" ــــ چپڑاسی نے کھیسیں نکالتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بوڑھا چپڑاسی طویل عرصے سے سر رحمان کے پاس تھا اس لئے عمران کی طبیعت اور مزاج کو اچھی طرح جانتا تھا۔

"مجھے ہا ــــ تو کیا اب تمہارے بڑے صاحب نے نجوم سیکھ لیا ہے۔ اور اندر دفتر میں بیٹھے زائچہ بناتے رہتے ہیں کہ کون باہر آ رہا ہے۔ اور کون جا رہا ہے" ــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی کار کی بریکوں کی آواز انہوں نے سن لی تھی اور مجھے بلا کر پوچھا کہ کس نے ایسا کیا ہے ــــ میں نے انہیں بتا دیا کہ چھوٹے صاحب یعنی آپ ہیں ــــ تو انہوں نے بڑے غصے میں کہا کہ بلا کر لاؤ" ــــ چپڑاسی نے پوری وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ــــ بڑے تیز کان ہیں ڈیڈی کے اس بڑھاپے میں بھی ــــ ورنہ اس عمر میں تو کان کے اندر بھی چیخ ماری جائے۔ تب بھی وہ سرگوشی سنائی دیتی ہے" ــــ عمران نے کہا اور کندھے اچکاتے ہوئے سر رحمان کے دفتر کی طرف مڑ گیا۔

"فیاض صاحب بھی وہاں موجود ہیں ــــ آج صبح سے ہی ان کو جھاڑیں پڑ رہی ہیں ــــ بڑے صاحب شدید غصے میں ہیں" ــــ چپڑاسی نے مزید معلومات مہیا کرتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

"اچھا ہا ــــ یک نہ شد دو شد ــــ چلو اسے بھی دیکھ لیتے ہیں ــــ سنا ہے کہ جھاڑیں کھانے کے بعد اس کا حسن نکھر آتا ہے۔ جس طرح فلمی ستاروں کا حسن ایک مخصوص صابن سے نکھر آتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بوڑھا چپڑاسی عمران کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا ایک بات بتاؤ اللہ بخش! ــــ جب فیاض کو جھاڑیں پڑتی ہیں تو تمہیں لطف کیوں آتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فیاض صاحب اکڑتے بھی تو بہت ہیں ــــ بڑے صاحب کے سامنے تو بھیگی بلی بنے رہتے ہیں ــــ لیکن وہ یوں چلتے ہیں جیسے ساری خدائی کے مالک ہوں ــــ میرا تو دل چاہتا ہے کہ بڑے صاحب سارے دفتر کے سامنے ان کو جھاڑا کریں تاکہ انہیں اپنی حیثیت کا تو علم ہو" ــــ بوڑھے چپڑاسی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور عمران ہنس پڑا۔ اب وہ سر رحمان کے دفتر کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ اس نے دروازے پر پڑا پردہ اٹھایا اور اندر داخل ہو گیا۔

"السلام و علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ یا بڑے و چھوٹے صاحبان ــــ! کیا بندہ صاحبان کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کر سکتا ہے" ــــ عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی رکوع کے بل جھکتے ہوئے بڑے بلیغ و فصیح عربی لہجے میں کہا۔

"کیا تم انسانوں کی طرح اندر نہیں آسکتے" ـــ سر عبدالرحمان نے انتہائی غصیلے لہجے اور میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"انسان کس طرح اندر آتے ہیں ڈیڈی! ـــ میرے خیال میں تو فیاض کو ہی آپ انسان سمجھتے ہیں ـــ اب مجھے فیاض سے آپ کے دفتر میں داخل ہونے کا طریقہ سیکھنا پڑے گا ـــ ویسے ڈیڈی! آجکل کی خودغرض دنیا میں اب انسان کہاں باقی رہ گئے ہیں ـــ اب تو کتابوں میں انسانوں کا ذکر ملتا ہے" ـــ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر میز کے سامنے پڑی کرسی کو زور سے گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی فیاض کرسی پر اکڑوں بیٹھا ہوا تھا اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

"شٹ اَپ نانسنس" ـــ سر عبدالرحمان نے شدید غصے سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"سوری ڈیڈی! ـــ آپ کو تو پتہ ہے کہ میں انگریزی میں ہمیشہ کمزور رہا ہوں ـــ اور جب بھی میں نے آپ سے انگریزی کا کوئی سوال پوچھنے کی کوشش کی ـــ آپ نے ہمیشہ نانسنس کہہ کر بات ٹال دی" ـــ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا اور سر عبدالرحمان کا چہرہ غصے سے مزید سرخ ہو گیا۔ انہوں نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ یقیناً اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"ڈیڈی! ـــ میں پرسوں کوٹھی گیا تھا تو ثریا بتا رہی تھی کہ آپ کا بلڈ پریشر بڑا ہائی رہتا ہے تو میں نے اُسے یہی مشورہ دیا تھا کہ سوپر فیاض کو مستقل گھر میں رکھ لیں ـــ یہ بھی ایک اچھا علاج ہے ـــ

ویسے آپ دفتر میں تو یہ علاج کرتے رہتے ہیں۔ گھر پر بھی سہی" ـــ عمران نے بڑے مخلصانہ انداز میں کہا۔

"تو تم میرا مضحکہ اڑا رہے ہو ـــ ہونہہ" ـــ سر عبدالرحمان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مضحکہ ـــ ڈیڈی اتنے ثقیل لفظ نہ بولا کریں ـــ ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے اور پھر آدمی کو چورن کی تلاش میں مارا مارا پھرنا پڑتا ہے" ـــ عمران نے مزید مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں آئے کیوں ہو ـــ؟ اور پھر تم نے کار کی اتنی قوت سے بریکیں کیوں لگائی ہیں ـــ؟ یہ دفتر ہے یا کوئی جھنگڑخانہ" ـــ سر عبدالرحمان اصل موضوع پر آ گئے۔ انہوں نے شاید جان بوجھ کر موضوع بدلا تھا تاکہ عمران کو جھاڑ پلانے کا موقع مل سکے۔ ورنہ وہ عمران کی عادت جانتے تھے کہ وہ فیاض کی موجودگی کا بھی لحاظ نہ کرے گا۔

"ڈیڈی! ـــ پہلے سوال کا جواب تو میں صرف سوپر فیاض کو ہی دے سکتا ہوں ـــ دراصل ڈیڈی! ـــ آپ نے تو کبھی پوچھا ہی نہیں کہ میرے ساتھ کیا گذرتی رہتی ہے ـــ وہ سلیمان ہی جان نہیں چھوڑتا باورچی خانے کا بل روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لئے مجبوراً مجھے دلالی کرنی پڑتی ہے" ـــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"دلالی ـــ کیا بکواس کر رہے ہو" ـــ؟ سر عبدالرحمان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولیئے ڈیڈی! ـــ اس میں آپ کی بھی بے عزتی ہے
آخر میرے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی تو آتا ہے ـــ چپڑاسی باہر
کھڑا ہے۔ سُن لے گا تو کیا کہے گا کہ سر رحمان کا اکلوتا لڑکا دلالی کر کے
پیٹ پالتا پھر رہا ہے" ـــ عمران نے کہا اور سر رحمان نے ایک
بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔ اب ان کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا
کہ وہ اس لمحے کو پچھتا رہے ہیں جب انہوں نے عمران کو اپنے دفتر میں
بلا لیا تھا۔

"میں پوچھتا ہوں یہ دلالی سے تمہارا کیا مطلب ہے ـــ اور تمہیں
سوپر فیاض کے پاس دلالی کے لئے آنا" ـــ سر رحمان کی آنکھوں
سے شعلے نکل رہے تھے جب کہ سوپر فیاض بیچارے کا برا حال ہو رہا
تھا۔ اس کی جان پر بن گئی تھی۔ اس کے ذہن میں شاید یہ خیال آ رہا
تھا کہ عمران اس کے معاشقوں کی تفصیل بتانی شروع کر دے گا اور
پھر سر رحمان نے جو حشر فیاض کا کرنا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

"مخبری کو دلالی ہی کہنا چاہیئے ڈیڈی! ـــ ادھر کی معلومات
اُدھر اور اُدھر کی ادھر" ـــ عمران نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا تو سوپر
فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے زرد پڑتے چہرے
پر تیزی سے اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ہوں تو تم سوپر فیاض کو معلومات فروخت کرتے ہو" ـــ سر رحمان
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"فروخت کہاں کرتا ہوں ڈیڈی! ـــ یہ ایک نمبر کنجوس آدمی
ہے ـــ ڈھیروں معلومات دو۔ تب جا کر دو چار روپے ڈھیلے کرتا

ہے ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم کس قسم کی معلومات مہیا کرتے ہو ـــ؟ فیاض نے تو
مجھے کبھی نہیں بتایا ـــ کیوں فیاض؟" ـــ سر رحمان نے کہا اور
فیاض سے مخاطب ہوئے۔

"یس سر ـــ یس سر ـــ معلومات سر ـــ یس سر" ـــ فیاض
نے اچانک مخاطب ہو جانے کی وجہ سے بوکھلا کر کہا۔

"کیا یس سر ـ یس سر کی رٹ لگا رکھی ہے ـــ کیسی معلومات
دیتے ہو تم اس بدمعاش سے ـــ؟" سر رحمان نے انتہائی غصیلے
لہجے میں کہا۔

"چھوٹا بھی کہیں ساتھ ڈیڈی! ـــ بڑے تو آپ ہیں" ـــ عمران
نے آہستہ سے کہا تو سر رحمان کے جیسے تن بدن میں آگ لگ گئی وہ اچھل
کر کھڑے ہو گئے۔

"نکل جاؤ ـــ ابھی اسی وقت دفع ہو جاؤ ـــ میری نظروں سے
دور ہو جاؤ بے ادب ـــ گستاخ ـــ ورنہ میں گولی مار دوں گا"
سر رحمان نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"گولی کیوں ضائع کرتے ہیں ڈیڈی! ـــ آجکل بہت مہنگی آ رہی
ہے ـــ اس کی رقم مجھے دے دیں تو میں اُسے سلیمان کے حوالے کر کے
خودکشی کر لوں گا" ـــ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں
کہا اور پھر یکلخت اچھل کر اٹھا اور بے اختیار دوڑتا ہوا دروازے سے
باہر نکل گیا۔ کیونکہ اس نے سر رحمان کو میز کی دراز کھولتے دیکھ لیا تھا
اور وہ جانتا تھا کہ سر رحمان سے کوئی بعید نہیں کہ وہ واقعی گولی مار دیں۔

دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ بڑے اطمینان سے سوپر فیاض کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ سر عبدالرحمان اب فیاض کو بھی وہاں سے بھگا دیں گے۔ کیونکہ جب ان کا غصہ ہائی گریڈ پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کا علاج یہی ہے کہ وہ تنہا ہو جائیں اور ہوا بھی ایسے ہی۔ عمران سوپر فیاض کے دفتر میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ سوپر فیاض کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ آخر تمہیں مصیبت کیا ہے ——— تم مذاق کرنے سے باز نہیں آ سکتے" ——— فیاض نے سر عبدالرحمان کا غصہ عمران پر جھاڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بازہ کا یہاں کیا کام سوپر فیاض! ——— وہ بیچارہ تو آسمان پر اڑ رہا ہے چڑیاں تلاش کرتا پھر رہا ہوگا ——— البتہ یہاں تو گدھے وغیرہ پائے جا سکتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم آج صبح صبح ادھر کہاں آ ٹپکے" ——— سوپر فیاض نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یار! ——— آج سلیمان نے ناشتہ دینے سے جواب دے دیا۔ بڑی منت خوشامد کی لیکن تم جانتے ہو کہ وہ آخر ڈیڈی کا باورچی رہا ہے ——— بس اکڑ گیا تو اکڑ ہی گیا ——— مجبوراً مجھے ہی ہار مان کر باہر نکلنا پڑا ——— کار میں پٹرول بھی کم تھا۔ بس تمہارے دفتر تک آنے اور پھر یہاں سے کسی پٹرول پمپ تک جانے کا تھا ——— میں نے سوچا کہ چلو مشکل وقت میں دوست ہی کام آتے ہیں" ——— عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو ——— میں تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں دے سکتا" ——— فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی ——— میں وہ معلومات ڈیڈی کو بیچ دوں گا۔ مجھے تو رقم ملنی ہی نہیں۔ چلو حکومت کا ہی فائدہ ہو جائے گا" ——— عمران نے بھی فیاض کی طرح ہی منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"معلومات! ——— کیسی معلومات" ——— ؟ سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہی نئے کھلنے والے ڈویلپمنٹ بنک میں ایک کھاتے کی جو کہ بیگم عائشہ رضا کے نام سے کھولا گیا ہے ——— اور جہاں تک مجھے یاد ہے کہ یہ نام تمہاری والدہ ماجدہ کا تھا جنہیں وفات پائے بھی عرصہ ہو گیا ہے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور سوپر فیاض عمران کو یوں دیکھنے لگا جیسے کرسی پر عمران کی بجائے کوئی بھوت بیٹھا ہو۔

"یہ بتاؤ عمران! ——— آخر تمہیں یہ معلومات کیسے مل جاتی ہیں" ——— ؟ سوپر فیاض کا لہجہ واقعی ایسا تھا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ عمران کوئی بہت بڑا نجومی ہے۔

"یہ پیشہ ورانہ راز ہے ——— ویسے تم دوست ہو اور مشکل وقت میں کام آنے والے دوست ہو۔ اس لئے چلو بتا دیتا ہوں ——— تم نے اس کھاتے پر ضمانت جس بنک افسر کی درج کرائی ہے۔ وہ افسر میرا دوست ہے ——— کل اس سے ہوٹل شیزان میں ملاقات ہو گئی باتوں باتوں میں تمہارا ذکر چل نکلا ——— اور پھر ظاہر ہے اس اکاونٹ

کی بات بھی سامنے آگئی ـــــ اب اس غریب کو کیا پتہ کہ میرا تو پیشہ ہی دلالی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور سوپر نیاض ایک طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔

"ایک تو یہ بڑی مصیبت ہے کہ جہاں بھی جا کر کوئی کام کرو ـــــ وہاں تمہارا کوئی نہ کوئی دوست بھی نکل آتا ہے ـــــ اور پھر وہ تم سے مل بھی لیتا ہے اور سب کچھ تمہیں بتا بھی دیتا ہے ـــــ آخر آدمی کرے کیا" ـــــ ؟ سوپر نیاض نے واقعی رو دینے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"معلومات خرید لیا کرے اور کیا کرنا ہے ـــــ منافع بخش دھندہ ہے ـــــ اب دیکھو کر جیسے ہی ڈیڈی کو پتہ چلے گا۔ اکاؤنٹ میں موجود لاکھوں روپیے حکومت کو ٹرانسفر ہو جائیں گے ـــــ تمہارے خلاف انکوائری شروع ہو جائے گی ـــــ نوکری سے ڈسمس ہو جاؤ گے ـــــ سڑکیں ناپتے پھرو گے ـــــ چپڑاسی بھی کسی نے نہیں رکھنا ـــــ آجکل ویسے بھی بے روزگاری کا دور ہے ـــــ اس سے بہتر یہ سودا ہے کہ تگڑا سا ناشتہ کراؤ ـــــ کار کی ٹینکی پٹرول سے فل کراؤ ـــــ اور بس معاملہ ختم" ـــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم مجھ سے رقم لے لو اور جا کر ناشتہ بھی کر و اور پٹرول بھی ڈلواؤ ـــــ میری جان چھوڑو" ـــــ فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا اور جیب سے بٹوہ نکال لیا۔

"سوری سوپر فیاض! ـــــ میں اکیلا ناشتہ کرنے کا قائل نہیں تمہیں ساتھ چلنا ہوگا ـــــ اور پھر ہوٹل میں ناشتہ ـــــ میری تو بل کے بارے

میں سوچ سوچ کر بھوک ہی ختم ہو جائے گی ـــــ ہر آئیٹم کا ریٹ مینیو کارڈ پر پڑھتا رہوں گا اور حساب جوڑتا رہوں گا ـــــ اور اتنا تو تم جانتے ہی ہو کہ میں حساب میں بڑا کمزور ہوں ـــــ اس لئے تمہارا ساتھ جانا ضروری ہے کہ میں اطمینان سے ناشتہ کروں اور تم بل جوڑتے رہنا ـــــ کیا خیال ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نہیں جا سکتا ـــــ تمہارے ڈیڈی نے میری جان کھا رکھی ہے کہ فوراً رپورٹ تیار کر کے پیش کرو کہ کتنی عورتیں پچھلے ایک ہفتے میں شہر میں ایسی فوت ہوئی ہیں جن کی لاشیں غیر ممالک کو بھیجی گئی ہیں" ـــــ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"عورتیں مری ہیں اور لاشیں غیر ممالک کو بھیجی گئی ہیں ـــــ کیا مطلب ـــــ کیا ڈیڈی نے ریٹائر ہونے کے بعد عورتوں کے کفن دفن کے انتظامات کا ادارہ کھولنے کا پروگرام تو نہیں بنا لیا" ـــــ عمران نے واقعی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

تمہیں نہیں معلوم کہ ہم کس عذاب میں آئے رہتے ہیں ـــــ ایک ہفتہ پہلے ولیشٹرن کارمن میں ایک ایسی لاش پکڑی گئی ہے جس کے پیٹ کے اندر منشیات بھری ہوئی تھی ـــــ اور یہ عورت کی لاش تھی اور اسے پاکیشیا سے ولیشٹرن کارمن بھجوایا جا رہا تھا ـــــ عورت بھی غیر ملکی تھی ـــــ جب اس رپورٹ پر یہاں تحقیقات کی تو کچھ پتہ نہ چل سکا ـــــ نہ اس عورت کے کوائف کا اور نہ اس کے بھیجنے والوں کا۔ سب پتے فرضی نکلے" ـــــ سوپر فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ عورت تو اصلی تھی" ـــــ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــــ وہ اصلی تھی ـــــ لیکن یہاں کہاں رہتی تھی ـــــ کون تھی بہت سر مارا لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا ـــــ اور اب سر رحمان نے جان عذاب میں ڈال رکھی ہے کہ فوراً اس گروہ کو تلاش کرو ـــــ اب تم خود بتاؤ کہ میں انہیں کہاں سے تلاش کروں" ـــــ فیاض نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اگر تگڑا ناشتہ کراؤ تو حل میں بتا دیتا ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حل! ـــــ اوہ ـــــ تم ناشتہ کہہ رہے ہو ـــــ میں تمہیں ڈنر کھلا سکتا ہوں ـــــ جلدی بتاؤ اس کا حل" ـــــ فیاض نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو میرے پیٹ میں نجومی چوہے بھوک کے مارے قلابازیاں کھا رہے ہیں ـــــ ناشتے کے بعد وہ اطمینان سے بیٹھیں گے زائچہ بنائیں گے، پھر ہی پتہ لگ سکتا ہے" ـــــ عمران نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"فراڈ تو نہیں کر رہے" ـــــ سوپر فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"فراڈ! ـــــ کیسا فراڈ ـــــ؟ اگر یقین نہ آئے تو ایک آدھ چوہا منتقل کر دوں تمہاری طرف" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آؤ" ـــــ سوپر فیاض نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا، اسٹینڈ پر لٹکی ہوئی پی کیپ اتار کر اس نے سر پر رکھی اور دفتر سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار اسے لئے ہوئے ہیڈ کوارٹر کی عمارت سے باہر نکل آئی۔

"یہاں قریب ہی ایک ریسٹورنٹ ہے وہاں ناشتہ اچھا ملتا ہے" ـــــ فیاض نے ایک رستے سے قریبی ریستوران کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! ـــــ میرے چوہے صرف شارٹن کا ناشتہ پسند کرتے ہیں ـــــ ورنہ ان کے نجوم میں گڑبڑ ہو جاتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سوپر فیاض نے یوں سیٹ کی پشت سے سر ٹکرا دیا جیسے اس کی ساری جائیداد حکومت نے ضبط کر لی ہو۔

"تم میرا بیڑہ غرق کرا کر ہی دم لو گے ـــــ غضب خدا کا شارٹن والے تو لٹیرے ہیں ـــــ وہ تو دس ڈنر کی قیمت میں ناشتہ دیتے ہیں ـــــ اور پھر اس کا مالک تمہارے ڈیڈی کا گہرا دوست ہے۔ وہ سر فضل چودھری ـــــ اس لئے میں بھی اس کا گلا نہیں دبا سکتا" فیاض نے رو دینے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب دیکھو نا سوپر فیاض! ـــــ میں تو تمہارے نقصان میں راضی نہیں ہوں ـــــ آخر تم میرے دوست ہو ـــــ مشکل وقت میں کام آتے ہو ـــــ لیکن ان چوہوں کا کیا کروں ـــــ بڑے مہذب چوہے ہیں۔ شارٹن سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لعنت ہے تمہارے ان چوہوں پر" ـــــ سوپر فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے انہیں غصہ آگیا تو زائچے میں گڑبڑ کر دیں گے" ——— عمران نے کہا اور فیاض نے اتنے زور سے ہونٹ کاٹے کہ خون رس آیا۔ عمران اس کی حالت اچھی طرح سمجھ رہا تھا اس لئے وہ اسے مزید چھیڑ رہا تھا۔ لیکن پھر شارٹن آگیا اور اس نے کار کی پارکنگ میں موڑ دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ شارٹن کے خوبصورت ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"یس سر" ——— باوردی ویٹر نے انتہائی مہذبانہ انداز میں قریب آکر کہا اور ساتھ ہی مینو بھی رکھ دیا۔

"چوہوں کا ناشتہ لے آؤ" ——— فیاض نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا۔

"جی! ——— کیا فرمایا آپ نے" ——— ؟ ویٹر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"دفعہ ہو جاؤ ——— ناشتہ لے آؤ ایک آدمی کا ——— اور سنو! ناشتہ لانا ناشتہ ڈنر نہ لے آنا" ——— فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر" ——— ویٹر نے مڑتے ہوئے کہا۔

"سنو ویٹر!" ——— عمران جو اب تک خاموش بیٹھا تھا اچانک بول پڑا۔

"یس سر" ——— ویٹر نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"صاحب کے لئے تو چوہے کا ناشتہ لے آؤ ——— اور میرے لئے شیر کا ——— آج ہماری دوستی ہو گئی ہے اور ہم سرکس والوں سے چھپ کر یہاں آگئے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ——— جی" ——— ویٹر کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔ وہ اس طرح عمران اور فیاض کو دیکھ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ یہ دونوں کہیں پاگل خانے سے تو فرار ہو کر نہیں آئے۔

"میں کہہ رہا ہوں ایک آدمی کا ناشتہ لے آؤ ——— جاؤ" ——— فیاض نے زور سے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

"چلو ایک کا ہی سہی ——— لیکن شیر کا ——— چوہے کا نہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا یوں تیزی سے بھاگا جیسے پاگلوں سے جان بچا کر بھاگ رہا ہو۔

چند لمحے بعد ایک سپروائزر تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔

"سر! ——— آپ نے کیا آرڈر دیا ہے ——— ویٹر سمجھ نہیں سکا سر! پلیز ذرا وضاحت کر دیجئے" ——— سپروائزر نے بڑے مہذبانہ انداز میں کہا۔

"کبھی شیر دیکھا ہے" ——— ؟ عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"یس سر ——— یس سر ——— دیکھا ہے" ——— سپروائزر کی آنکھیں بھی ویٹر کی طرح پھیلنے لگی تھیں۔

"کہاں دیکھا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"س ——— سر! ——— چڑیا گھر میں ——— سرکس میں" ——— سپروائزر نے بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے جواب دیا۔

"اسے ناشتہ کرتے دیکھا ہے" ——— ؟ عمران نے تیسرا سوال کیا۔ فیاض ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔

"ناشتہ کرتے ——— نہیں ——— نہیں سر" ——— سپروائزر اب پوری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"تو تمہیں یہاں سپروائزر کس نے بنا رکھا ہے ——— جاؤ پہلے

شیر کو ناشتہ کرتے دیکھ کر آؤ ۔۔۔ اس کے بعد سُپروائزری کرنا" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہارے پیٹ میں تو چوہے دوڑ رہے تھے ۔۔۔ یہ شیر کہاں سے آ ٹپکا" ۔۔۔ فیاض نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ شارٹن ہے سُوپر فیاض! ۔۔۔ اس کا نام ش سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں پہنچتے ہی چوہے بھی شیر بن جاتے ہیں۔ اور ابھی تو شکر کرو ایک شیر بنا ہوا ہے۔ ورنہ سارے شیر بن گئے تو ۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا! ۔۔۔ سُپروائزر جاؤ ۔۔۔ ناشتے میں جتنا بھی مینو ہے تمہارے پاس ۔۔۔ ایک آدمی کے لئے لے آؤ ۔۔۔ جلدی کرو۔ اباؤٹ ٹرن ۔۔۔ ورنہ میں تو مارا جاؤں گا" ۔۔۔ سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور سپروائزر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"چلو تم نے بچت ہی کر دی ہے تو ٹھیک ہے ۔۔۔ ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ سپروائزر کے بعد منیجر آئے گا ۔۔۔ پھر چیف منیجر ۔۔۔ پھر مالک ۔۔۔ اور اتنی دیر میں سارے چوہے شیر بن جائیں گے"۔ عمران نے کہا اور فیاض باوجود غصے کے ہنس پڑا۔

"ہاں! ۔۔۔ اب بتاؤ کہ تمہارے پاس کیا حل ہے" ۔۔۔ فیاض نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"بغیر ناشتے کے بتاؤں ۔۔۔ تو ایسا کرو کہ چوراہے پر کھڑے ہو جاؤ جو عورت نظر آئے۔ اس کا نام و پتہ نوٹ کرتے جاؤ ۔۔۔ اس کا فوٹو کھینچتے جاؤ ۔۔۔ پھر جب باہر سے اطلاع آئے کہ اس عورت کی لاش سے منشیات نکلی ہیں تو اپنی فائل سے اس کا نام و پتہ تلاش کر کے ڈیڈی کے آگے رکھ دینا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو ۔۔۔ سیدھی طرح بتاؤ" ۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سیدھی طرح ۔۔۔ تو ایسا کرو کہ کارپوریشن کے دفتر میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ شہر میں جتنی لڑکیاں پیدا ہوں۔ ان کی فائل بناتے رہو ۔۔۔ کبھی تو مریں گی ۔۔۔ پھر رپورٹ بھی بن جائے گی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور فیاض نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں جا رہا ہوں ۔۔۔ تم ناشتہ کرو اور بل بھی دو"۔ فیاض نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ۔۔۔ ناشتہ میں کر لوں گا ۔۔۔ بل ڈیڈی کے دفتر پہنچ جائے گا ۔۔۔ آخر تم وردی میں ہو اور تمہاری وردی سب پہچانتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم سے واقعی کچھ بعید نہیں ۔۔۔ نجانے کس لمحے تم سے ملاقات ہوئی تھی" ۔۔۔ فیاض نے بری طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا میز کے قریب پہنچ گیا اور اس نے پلیٹیں میز پر رکھنا شروع کر دیں۔ ان پلیٹوں کی تعداد اتنی تھی کہ ہر پلیٹ پر فیاض کا چہرہ بگڑتا جا رہا تھا۔ لیکن عمران اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

"بس اتنا ہی مینو ہے ۔۔۔ کمال ہے۔ اب شارٹن والے بھی کنجوس ہو گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے آخری پلیٹ رکھنے پر منہ بناتے ہوئے کہا

"میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں۔ سمجھے ـــ غضب خدا کا۔ ہوٹل کا پورا کچن ہی ناشتے میں آگیا ہے اور تم ابھی ـــ" فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

"جاؤ بل لے آؤ" ـــ عمران نے فیاض کی سنی ان سنی کرتے ہوئے ویٹر سے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"کیوں! ـــ ناشتے سے پہلے بل منگوانے کا کیا مطلب" ـــ؟ فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں ہے ـــ میں ناشتے میں مصروف ہوگیا اور تم بھاگ گئے تو" ـــ عمران نے کہا۔

"جلدی کرو۔ اسے ختم بھی کرو ـــ میں نے اور بھی کام کرنے ہیں"۔ فیاض نے کہا۔

"دیکھو فیاض! ـــ ناشتے کے وقت جلدی کا لفظ استعمال نہ کیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ زائچہ جلدی میں غلط بن جائے" ـــ عمران نے کہا اور پھر وہ ناشتے میں مصروف ہوگیا۔ دو سلائس اور ایک انڈا ہی اس نے کھایا تھا کہ ویٹر بل لے کر آگیا۔

فیاض نے ویٹر کے ہاتھ سے بل جھپٹا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک بار پھر غصے اور بے بسی سے پھیلنے لگیں۔

"اتنا بل ـــ یہ ناشتے کا بل ہے ـــ میں تمہاری انکوائری کراؤں گا" ـــ فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو۔ وہ زائچہ" ـــ عمران نے ایک اور سلائس پر مکھن لگاتے ہوئے کہا۔

"لعنت بھیجو زائچے پر ـــ میری آدھی تنخواہ اس ناشتے میں خرچ ہو رہی ہے اور تمہیں زائچے کی پڑی ہوتی ہے" ـــ فیاض نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور جلدی سے جیب سے بھاری اور پھولا ہوا بٹوہ نکال کر اس میں سے بڑے نوٹوں کی کافی تعداد کھینچ کر اس نے پلیٹ پر جیسے پھینک دی۔

ویٹر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

اور اسی لمحے عمران نے ہاتھ کھینچ لیا اور نیپکن سے ہاتھ صاف کرنے میں مصروف ہوگیا۔

"کیا ہوا" ـــ؟ فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"بس یار! ـــ یہ شارٹن والوں کا بس نام ہی چڑھا ہوا ہے۔ اچھا ناشتہ نہیں بناتے ـــ بھوک ہی مر گئی ہے ـــ میرے خیال میں اب تم مری ہوئی بھوک کا پیٹ چاک کر کے دیکھو۔ کہیں اس میں تو یار لوگوں نے منشیات نہیں بھر دیں" ـــ عمران نے کہا اور فیاض اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے بھوکا شیر معصوم ہرن کو دیکھ رہا ہو۔

"تت ـــ تت ـــ تم ـــ تمہیں آخر مجھ سے دشمنی کیا ہے"؟ فیاض کے منہ کے کونوں سے غصے کی شدت سے جھاگ سی نکلنے لگی۔

"دشمنی ـــ کمال ہے ـــ تم تو میرے دوست ہو۔ اور جس کے تم دوست ہو البتہ اس سے کسی نے کیا دشمنی کرنی ہے ـــ ہاں تو وہ زائچہ ـــ لیکن یار ناشتہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ اب زائچہ کیسے ٹھیک بنے گا ـــ میرے خیال میں فورسٹار نہ چلا جائے"

عمران نے بڑے مخلصانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور فیاض اس طرح جھٹکے سے اٹھا کر کرسی ایک دھماکے سے پیچھے جا گری اور دوسرے لمحے وہ پیر زور زور سے پٹختا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران مسکرا دیا۔

"سوچ لو ــــ مجھے اس عورت کے کوائف کا علم ہے جس کی لاش سے منشیات ملی ہیں" ــــ عمران نے اونچی آواز سے کہا تو سوپر فیاض یکلخت ایک جھٹکے سے مڑا۔ وہ چند لمحے ہونٹ بھینچے کھڑا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور ڈھیلے قدموں سے واپس آ کر کرسی پر ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھ گیا۔

"میں کسی روز خودکشی کر لوں گا ــــ یہ بات یاد رکھنا" ــــ فیاض نے انتہائی افسردہ سے لہجے میں کہا۔

"اچھا! ــــ نیکی اور پوچھ پوچھ ــــ یہ لو سارا ناشتہ کھا لو۔ امید ہے دوپہر تک فاتحہ خوانی کی نوبت آ جائے گی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس نے ویٹر کو بلایا۔

"یہ سب لے جاؤ" ــــ عمران نے کہا۔

"لل ــــ لیکن صاحب یہ تو سارا" ــــ ویٹر نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ سارا ــــ ایک ایک چیز اٹھا کر لے جاؤ ــــ تم نے مجھے انسان سمجھ رکھا ہے یا ہاتھی ــــ غضب خدا کا اتنا ناشتہ ایک آدمی کر سکتا ہے ــــ بلاؤ کہاں ہے تمہارا منیجر" ــــ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم ــــ مم ــــ مگر سر! ــــ آپ نے خود تو آرڈر دیا تھا" ــــ ویٹر نے اور زیادہ گھبراتے ہوئے کہا۔

"اگر میں آرڈر دوں کہ اپنے منیجر کو روسٹ کر کے لے آؤ تو لے آؤ گے"۔ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

ویٹر نے اس بار کوئی جواب دیئے بغیر خاموشی سے پلیٹیں اٹھا اٹھا کر واپس ٹرالی پر رکھنی شروع کر دیں۔ جب وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس لے گیا تو فیاض بری طرح پھٹ پڑا۔

"اگر تم نے کھانا نہیں تھا تو میری اتنی رقم انہیں دلانے کا فائدہ"؟ سوپر فیاض نے دوبارہ بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو کیا کرتا ــــ تمہارا منہ اتنا پھولا ہوا تھا کہ جیسے کسی مہاجن کا پیٹ۔ اور مجھے ایسے پھولے ہوئے لوگوں سے بے حد نفرت ہے ــــ مجھے یوں لگتا ہے جیسے نجانے اندر کتنے بے گناہ پھڑک رہے ہوں گے"! عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس سے تو اچھا تھا کہ تم خود لے لیتے ــــ فضل چوہدری کے موٹے پیٹ میں تو نہ گھس جاتے" ــــ فیاض اپنا مسئلہ بھول کر اس چکر میں پڑ گیا۔

"موٹے پیٹ ــــ کیا مطلب! ــــ سر فضل چوہدری تو بڑا سمارٹ آدمی ہے" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"خاک سمارٹ آدمی ہے ــــ کب دیکھا تھا تم نے اسے ــــ؟ فیاض نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کوئی چار پانچ سال تو ہو گئے ہوں گے" ــــ عمران نے کہا۔

"تو اب دیکھو ــــ ایسے لگتا ہے جیسے پیٹ میں پورے ایک درجن بچے ہوں" ــــ فیاض نے کہا۔

"یہ بات ہے ــــ پھر تو واقعی رقم اس کے پیٹ میں نہیں جانی چاہیئے" عمران نے کہا اور اس نے اتنے زور سے میز پر ہاتھ مارا کہ ہال میں بیٹھا ہوا ہر شخص چونک پڑا۔

عمران نے دوسری بار پہلے سے بھی زیادہ زور سے مکہ مارا اور ہال میں موجود ہر شخص کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار ابھر آئے۔ ظاہر ہے اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ اس قسم کی حرکت کو کیسے پسند کرتے اور وہ بھی شارٹن جیسے اعلیٰ ترین ہوٹل میں لیکن عمران تھا کہ مسلسل میز پر مکے مارے جا رہا تھا

"سر ــ سر! ــــ یہ آپ کیا کر رہے ہیں ــــ یہ اعلیٰ سوسائٹی کا ہوٹل ہے" ــــ اسی لمحے ویٹر نے دوڑ کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار تھے۔ اور چہرے سے ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا ہے ورنہ عمران کو کچا چبا جاتا۔

ہوٹل چاہے اعلیٰ سوسائٹی کا ہو یا ادنیٰ سوسائٹی کا۔ جب رقم دے دی جائے تو مجھے حق ہے کہ میں اسے جس طرح چاہوں استعمال کروں میں ماروں گا مکے ــــ آخر اتنی بڑی رقم دی ہے ہم نے" ــــ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز پر مکوں کی بارش کر دی۔

"پلیز! ــــ سر ــ سر" ــــ ویٹر نے ہونٹ دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے اس میں اتنی ہمت تو نہ تھی کہ وہ معزز گاہک کو زبردستی روک دے۔ جب کہ اس کے ساتھ پولیس کا اتنا بڑا افسر بیٹھا ہوا ہو۔

اسی لمحے سپروائزر اور اس کے پیچھے منیجر بھی بھاگتے ہوئے آگئے۔

"کیا بات ہے سر! ــــ یہ آپ کیا کر رہے ہیں" ــــ سپروائزر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میز پر مکے مار رہا ہوں ــــ کیا شارٹن میں آنکھوں سے نظر نہ آنے والوں کو سپروائزر رکھا جاتا ہے" ــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"چھوڑو عمران! ــــ ختم کرو" ــــ فیاض جو بے بسی سے بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا آخر بول پڑا۔ اسے لوگوں کی نظروں سے جھلکنے والی حقارت صاف نظر آ رہی تھی۔

"کیوں ختم کروں ــــ رقم نہیں حلال کرنی ــــ جتنی رقم ناشتے میں دی ہے اس سے اس جیسی دس میزیں آسکتی ہیں اور ناشتہ میں نے صرف ایک پائے جتنا کیا ہے ــــ لہذا دس میزیں اسی طرح مکے مار مار کر توڑ دوں گا ــــ البتہ ایک پایہ چھوڑ دوں گا۔ آخر انصاف بھی تو کوئی چیز ہے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی زور زور سے مکے مارنے شروع کر دیئے۔

"ختم کرو یہ بکواس! ــــ کیا تم نے اس ہوٹل کو ہنگڑ خانہ سمجھ لیا ہے"۔ اتنے میں منیجر نے قریب آکر بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"تم منیجر ہو" ــــ عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ــــ میں منیجر ہوں ــــ اور اب اگر تم نے میز پر مکہ مارا تو دھکے دے کر باہر نکلوا دوں گا ــــ یہ شارٹن ہوٹل ہے شارٹن" ــــ منیجر

نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کے سینے پر منیجر کا بیج لگا ہوا تھا۔

"شارٹن کے معنی جانتے ہو۔۔۔ ہماری زبان میں شارٹن بھنگڑخانے کو کہتے ہیں اور اس کے منیجر کو بھنگی کہا جاتا ہے ۔۔۔ سمجھے بھنگڑخانے کے بھنگی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اُدھیڑ عمر منیجر کا چہرہ اس قدر تیزی سے مسخ ہوا کہ جیسے ابھی پھٹ پڑے گا۔

"اکرم" ۔۔۔ منیجر نے مڑ کر بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولو بھنگی! ۔۔۔ کیوں گلا پھاڑ رہے ہو ۔۔۔ اور سنو! اپنے اس بڑے بھنگی کو بلاؤ ۔۔۔ ہیڈ بھنگی ۔۔۔ واہ جیسے ہیڈ ماسٹر ہوتا ہے" عمران نے بات کا مزہ لیتے ہوئے کہا

اور منیجر غصے کی شدت سے بری طرح ناچنے لگا۔ اسی لمحے ایک سینڈو سا نوجوان دوڑتا ہوا منیجر کے قریب آیا۔ تنگ اور آدھے بازوؤں والی بنیان میں اس کے بازوؤں کی مچھلیاں پھڑک رہی تھیں۔ اور چوڑا سینہ چٹان کی طرح نظر آرہا تھا۔

"یس باس" ۔۔۔ اکرم نے قریب آکر کہا۔

"اس بھنگی کو اٹھا کر ہوٹل سے باہر پھینک دو ۔۔۔ اور سنو! جا کر سر فضل چوہدری سے کہو کہ علی عمران آیا ہے اور وہ تمہیں ہال میں بلا رہا ہے ۔۔۔ جلدی جاؤ ۔۔۔ اباؤٹ ٹرن اینڈ کوئک مارچ" ۔۔۔ عمران نے منیجر کے بولنے سے پہلے دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ اکرم بے اختیار مڑ کر دوڑنے لگا۔

"علی عمران! ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ تو تم سر جہانگیر رحمان کے بیٹے ہو" ۔۔۔ اچانک منیجر نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ سر جہانگیر رحمان میرے والد ہیں۔ سمجھے" ۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو اس لئے آپ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں ۔۔۔ دیکھئے پلیز! یہ اعلیٰ سوسائٹی کا ہوٹل ہے" ۔۔۔ منیجر یکلخت تم سے نہ صرف آپ پر آگیا بلکہ اب پلیز کا لفظ بھی فقرے کے آخر میں لگ گیا۔

"تم دارالحکومت میں نئے آئے ہو۔ اس لئے اترا رہے ہو۔ بہرحال ابھی وہ تمہارا ہیڈ بھنگی آجائے ۔۔۔ پھر میں اس سے پوچھتا ہوں کہ اس نے تم جیسے منیجر کیوں بھرتی کر رکھے ہیں جنہیں معزز لوگوں سے گفتگو کا بھی سلیقہ نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری جناب! ۔۔۔ مجھے آپ سے تعارف نہ تھا۔ میں واقعی پہلی بار دارالحکومت آیا ہوں ۔۔۔ اس سے پہلے میں غیر ممالک میں رہا ہوں ۔۔۔ ویسے آپ کا تعارف میرے کانوں تک پہنچ چکا ہے" ۔۔۔ منیجر نے اس بار گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا تعارف تمہارے کانوں تک پہنچا ہے" ۔۔۔ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ کہ آپ بہت احمق" ۔۔۔ اوہ سوری! ۔۔۔ مطلب ہے کہ آپ مسخرے ۔۔۔ جج ۔۔۔ جی ۔۔۔ ویری سوری! ۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ آپ بڑی شوخ طبیعت کے مالک ہیں" ۔۔۔ منیجر نے بری طرح پھنسے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس سے تعارف ہے ۔۔۔ یہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ سنگ گھامڑ ہے ۔۔۔ دیکھو! کس طرح اپنی بے عزتی کروانے کے باوجود

منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھا ہے" ـــــ عمران نے سوپر فیاض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو سمجھانے کیوں خاموش اور مطمئن بیٹھا ہوا تھا شاید وہ نفسیاتی طور پر اسے اپنی رقم کا انتقام سمجھ رہا تھا۔

اسی لمحے ایک انتہائی موٹا آدمی چھڑی ٹیکتا ہوا ایک راہداری سے اندر داخل ہوا۔ اس نے بیحد قیمتی لباس پہن رکھا تھا اور چال ڈھال اور شکل و صورت سے ہی انتہائی متمول نظر آ رہا تھا۔ چھڑی کے پکڑنے والا حصہ خالص سونے کا بنا ہوا تھا۔

اس موٹے آدمی کے پیچھے وہ سینڈو اکرم بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا۔ یہ شارٹن جیسے عظیم الشان ہوٹل کا مالک اور دارالحکومت کا مشہور آدمی سر فضل چوھدری تھا۔ جس کے متعلق مشہور تھا کہ اس کے تعلقات صدر مملکت سے اس طرح کے ہیں کہ اگر وہ صدر کو اشارہ کر دے تو صدر، وزیر اعظم سے استعفا مانگ لیں۔

"کیا بات ہے مسٹر منیجر! ـــــ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟" ـــــ سر فضل چوھدری نے بڑے کڑکدار لہجے میں کہا۔

"یہ مجھے میز پر مکہ مارتے ہوئے دیکھ رہے ہیں" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ زور زور سے میز پر مکے مارنے شروع کر دیئے۔

"اوہ یہ کیا کر رہے ہو تم ـــــ کیا پاگل ہو گئے ہو" ـــــ سر فضل چوھدری نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"پاگل نہ ہوں تو اور کیا کروں ـــــ تین سلائس اور ایک انڈے کا بل پانچ ہزار روپے آتے تو پھر پاگل پن میں کوئی شک رہ جاتا ہے"

عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"پانچ ہزار کا بل ـــــ تین سلائس اور ایک انڈے کا ـــــ کیا مطلب ـــــ؟ میں سمجھا نہیں" ـــــ سر فضل چوہدری واقعی حیران رہ گئے۔

"پوچھ لیجیے اپنے ویٹر سے ـــــ میں نے تین سلائس اور ایک انڈا کھایا ہے ـــــ اور اس نے پانچ ہزار روپے وصول کئے ہیں یا نہیں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں منیجر! ـــــ کیا تم میرا ہوٹل بند کرانا چاہتے ہو" ـــــ سر فضل چوہدری کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"جناب! ـــــ انہوں نے پانچ ہزار روپے کے ناشتے کا آرڈر دیا تھا اور پھر کھایا صرف تین سلائس اور ایک انڈہ ـــــ باقی ناشتہ واپس کر دیا" ـــــ ویٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے مالک تو شاید پانچ ہزار کا ناشتہ کر سکتے ہیں۔ ان کا پیٹ دیکھا ہے ـــــ میں کیسے پانچ ہزار کا ناشتہ کر سکتا ہوں ـ میرا پیٹ تو کمر سے لگا ہوا ہے" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"منیجر! ـــــ عمران کو ساری رقم واپس کرو ـــــ یہ ہمارے بہترین دوست کا بیٹا ہے ـــــ گو نالائق اور بے ادب ہے ـ لیکن ہمیں سر رحمان کا منہ دیکھنا ہے ـــــ اور آئندہ بھی جو یہ کھایا کرے اس کا بل نہ لیا کرو" ـــــ سر فضل چوہدری نے منہ بناتے ہوئے بڑے تحقیرانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گئے۔

"پانچ کی بجائے دس لاکھ روپے دینے پڑیں گے ـــــ اور جب میں نے زیرو پوائنٹ کا ذکر ڈیڈی سے کر دیا تو آپ کی بجائے ڈیڈی آپ کا منہ دیکھنے دوڑے آئیں گے" ـــــ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور سر فضل چوہدری اس قدر تیزی سے مڑے جیسے انہیں لاکھوں وولٹیج بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

"کک ـــ کک ـــ تم کیا کہہ رہے ہو ـــ تم اٹھو یہاں سے اور میرے دفتر میں آؤ" ـــــ سر فضل چوہدری کی آواز یکلخت بھیک مانگنے جیسی ہو گئی۔ وہ انتہائی خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے چوراہے پر ان کا بھانڈا پھوٹ گیا ہو۔

"نہیں ـــ یہیں سودا ہو گا یہیں ـــ اسی میز پر ـــ بولو! دس لاکھ روپے دیتے ہو ـــ یا پھر ڈیڈی آپ کا منہ دیکھنے آئیں ـــ یہ تو آپ کو پتہ ہی ہو گا کہ ایسے معاملات میں ڈیڈی اپنی اولاد کا بھی لحاظ نہیں کرتے ـــ آپ تو صرف دوستی ہی کلیم کرتے ہیں" ـــــ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سس ـــ سس ـــ سنو! ـــ تم میرے بھتیجے ہو ـــ پیارے بھتیجے! جتنے چاہے پیسے لے لو ـــ پلیز منیجر! ـــ جلدی سے دس لاکھ کا چیک کاٹ کر لے آؤ ـــ اس کا تو پورا ہوٹل ہے" ـــــ سر فضل چوہدری نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے کرسی گھسیٹ کر عمران کے پاس بیٹھ گئے۔

فیاض حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا ویسے اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس نے سر فضل چوہدری کی حالت دیکھ

لی تھی اور اس کا ذہن بار بار زیرو پوائنٹ کی گردان کر رہا تھا وہ نجانے کب سے موقع کی تاڑ میں تھا۔ اور آج اس کے ہاتھ سر فضل چوہدری کی کمزوری آ گئی تھی۔ اور اسے معلوم تھا کہ اب سر فضل چوہدری کے موٹے پیٹ میں موجود تمام دولت خود بخود اس کے بینک میں پہنچنے لگ جائے گی۔

"تت ـــ تت ـــ تمہیں زیرو پوائنٹ کے متعلق کیا معلوم ہے۔ اور کیسے معلوم ہے" ـــــ سر فضل چوہدری نے اب اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اس لئے ان کے لہجے میں ہلکی سی سختی تھی۔

"بڑی اچھی فلم ہے ـــــ میں نے خود دیکھی ہے اور میں نے آپ کو بھی دیکھا تھا۔ آپ اپنی لیڈی سیکرٹری کے ساتھ باکس میں بیٹھے دیکھ رہے تھے ـــــ اور آپ کا یہ ہاتھ لیڈی سیکرٹری کی نازک کمر میں تھا ـــــ ویسے میرا دل تو چاہا تھا کہ بڑی بیگم کو فون کر کے بلاؤں ـــــ لیکن پھر میں نے سوچا کہ چلو ڈیڈی کے دوست ہیں۔ معاف کر دو۔ ویسے فلم کیسی تھی ـــــ سنا ہے کہ بڑی پٹاخہ فلم تھی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر فضل چوہدری کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا تھا اُدھر سوپر فیاض کا چہرہ بھی لٹک گیا تھا۔

"ہوں تو یہ بات ہے ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ سر فضل چوہدری نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے منیجر چیک لے کر ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"اب ضرورت نہیں ـــــ صرف ان کی رقم انہیں واپس کر دو" ـــ سر فضل چوہدری نے خشک اور سپاٹ لہجے میں کہا اور چیک لے کر اپنی جیب میں ڈال کر واپس مڑ گئے

"تو ٹھیک ہے ــــ بڑی بیگم کو وہ فلم پہنچا دیتا ہوں ــــ کمرہ نمبر چالیس پہلی منزل والی" ــــ عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سر فضل چوہدری ایک بار پھر جھٹکے سے مڑے۔

"تت ــــ تم ــــ تم کیا بلا ہو ــــ کیا مصیبت ہو" ــــ سر فضل چوہدری کے لہجے میں شدید بے بسی نمایاں تھی۔

"مجھے معلوم ہے یہ ہوٹل اور باقی جائیداد آپ کی والدہ بڑی بیگم کی ملکیت ہے ــــ اور وہ مزاج کی اتنی سخت ہیں کہ جب وہ فلم دیکھیں گی تو آپ کو زندہ دفن کرنے سے بھی نہ چوکیں گی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ــــ تم ــــ تم زندہ رہنے کے قابل نہیں ہو ــــ یہ لو چیک اور دفع ہو جاؤ یہاں سے ــــ اور سنو! ــــ آئندہ اگر میں نے تمہارے منہ سے ایسے الفاظ سُنے یا تم نے کوئی حرکت کی تو یقین رکھو دوسرا سانس نہ لے سکو گے" ــــ سر فضل چوہدری نے انتہائی تفصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ تو دھمکی بھی ساتھ دی جا رہی ہے ــــ اس کا مطلب ہے کہ مجھے اب کوٹھی نمبر تین سو تیرہ کی نشاندہی بھی کر دینی چاہیئے" ــــ عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سر فضل چوہدری کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ ان کا چہرہ یکلخت اس طرح زرد پڑ گیا تھا جیسے وہ صدیوں کے مریض ہوں۔

"یہ لیجیئے اپنا چیک" ــــ عمران نے چیک کو پھاڑ کر سر فضل چوہدری کے سینے پر اچھالا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سپروائزر

اس دوران پانچ ہزار کی رقم لے آیا تھا۔ سوپر فیاض نے جھپٹا مارا اور رقم اس کے ہاتھ سے لے کر جلدی سے عمران کے پیچھے چل پڑا۔

"رُک جاؤ ــــ میں کہتا ہوں رُک جاؤ" ــــ اچانک سر فضل چوہدری حلق کے بل دھاڑے۔

"یہ رعب اپنے ملازموں پر جھاڑا کیجیئے سر فضل چوہدری! ــــ میں آپ کا ملازم نہیں ہوں ــــ سمجھے! ــــ اور سنو! ــــ آج شام سے پہلے خودکشی کر لینا۔ ورنہ ــــ" عمران نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں مڑ کر کہا اور تیزی سے مین گیٹ کراس کر کے باہر نکل آیا۔ فیاض بھی اس کے پیچھے تھا۔

"یہ تمہیں آخر اس قدر معلومات کیسے مل جاتی ہیں۔ مجھے تفصیل بتاؤ ــــ جلدی سے پلیز ــــ میں اس موٹے کا ایسا پیٹ پھاڑ دوں گا کہ ــــ" فیاض نے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"جلدی سے نکل چلو ــــ تمہاری رقم مل گئی اور میں نے ناشتہ مفت کر لیا ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ فیاض نے دوسری طرف کی سیٹ سنبھال لی اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ ہوٹل کے گیٹ سے نکل کر وہ تیزی سے دائیں طرف کو مڑ گیا۔

"سر فضل چوہدری ناجائز دھندوں میں ملوث ہے۔ اور تمہیں سب اطلاعات ہیں ــــ پلیز مجھے بتاؤ" ــــ فیاض باقاعدہ خوشامد

پر اتر آیا۔

"اچھا تو تمہیں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا —— واہ میرے شیرا! اب تم اخبار میں تبدیلی نام کا اشتہار دے دو —— سوپر گھامڑ بہترین رہے گا" —— عمران نے کار چلاتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو —— سیدھی طرح بتاؤ" —— فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یار خود ہی تو کہتے ہو کہ ان عورتوں والا مسئلہ حل کرو جب میں نے حل کر دیا ہے تو کہتے ہو بکواس مت کرو" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سوپر فیاض اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی مورت ہو۔

اسی لمحے اچانک کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکا ہوا اور عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اُسے کسی نے کھولتے ہوئے تیل کے تالاب میں ڈبکی دے دی ہو اور اس کے بعد ذہن سے ہر احساس مٹ گیا۔ تاریک چادر سی ہر طرف پھیلتی چلی گئی موت کی سی تاریکی۔

جولیا بڑے اطمینان سے شاپنگ پلازہ میں شاپنگ کرتی پھر رہی تھی۔ اس کی عادت تھی کہ وہ جب فارغ ہوتی تو شاپنگ کو نکل کھڑی ہوتی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ خریدتی بہت کم۔ لیکن تقریباً ہر دکان گھومتی۔ شوکیسوں میں سجی ہوئی ہر چیز کو غور سے دیکھتی نئے سے نئے فیشن کے ملبوسات سے لے کر پرفیومز اور جیولری وغیرہ دیکھتی۔ ان کی قیمتیں معلوم کرتی۔ اور پھر اطمینان سے سب کچھ چھوڑ کر یوں آگے بڑھ جاتی جیسے وہ صرف جائزہ لینے آئی ہو۔ اُسے سیلز مینوں کے اس وقت چہرے دیکھ کر بے حد لطف آتا جب جولیا اس طرح پوز کرنے کے بعد کہ اس نے بے پناہ خریداری کرنی ہے اچانک سب کچھ چھوڑ کر آگے بڑھ جاتی۔

آج بھی وہ اسی طرح ونڈو شاپنگ میں مصروف تھی کہ اچانک اُسے چائے کی طلب سی محسوس ہوئی تو وہ بازار کے عین درمیان میں

موجود ایک ریستوران میں گھس گئی

"یس میڈم" ــــ ویٹر نے مودبانہ انداز میں پوچھا۔ ظاہر ہے جولیا شکل و صورت سے غیر ملکی تھی اور ویسے بھی اس وقت اس نے ایک شوخ رنگ کا سکرٹ پہن رکھا تھا۔

"چائے لے آؤ اور کچھ سینڈوچ بھی" ــــ جولیا نے اردو میں جواب دیا تو ویٹر اس طرح حیران ہو کر دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ غیر ملکی عورت واقعی اتنی صاف اردو بول رہی ہے۔

"جو میں نے کہا ہے وہ کرو ــــ میری شکل بعد میں دیکھ لینا بلکہ میں تمہیں اپنا فوٹو دے دوں گی۔ جی بھر کر دیکھتے رہنا" ــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ یس میڈم" ــــ ویٹر نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں" ــــ اچانک ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو جولیا نے چونک کر دیکھا۔ میز کے قریب ایک لمبا تڑنگا اور خاصا شکیل و وجیہہ غیر ملکی کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر بڑی فلرٹ قسم کی مسکراہٹ تھی۔

"اوہ! ــ تو تم یہاں بھی آ پہنچے ــــ ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ تم اتنی دیر سے میرے پیچھے کیوں چکراتے پھر رہے ہو" ــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ واقعی وہ کافی دیر سے اس غیر ملکی کو اپنے تعاقب میں دیکھ رہی تھی۔ لیکن اس نے اُسے اس لئے نظر انداز کر دیا تھا کہ شاید وہ اُسے غیر ملکی عورت

سمجھ کر اس سے دوستی کرنا چاہتا ہے۔

"شکریہ مس ــــ" غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جولیانا فٹز واٹر" ــــ جولیا نے اپنا نام بتایا۔

"اوہ تو آپ سوئس ہیں ــــ میرا نام جیمز مرفی ہے اور میں آک لینڈ کا رہنے والا ہوں ــــ یہاں ایک انجینئرنگ فرم سے متعلق ہوں ــــ آپ کو میں نے دیکھا تو یقین کیجئے میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا" ــــ جیمز مرفی نے بڑے کھلے لہجے میں کہا۔

"اچھا! ــ تو آپ نے ای سی جی کرائی ــــ؟" جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ای۔ سی۔ جی ــ کیا مطلب مس جولیانا ــــ میں سمجھا نہیں"۔ جیمز نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جب دل زور زور سے دھڑکنے لگے تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ پر دل کا دورہ پڑنے والا ہے ــــ چنانچہ بہتر یہی ہے کہ آپ فوراً کسی ہارٹ سپیشلسٹ سے رجوع کریں۔ سمجھے مسٹر جیمز مرفی! ــــ اور دوسری بات یہ کہ میں فلرٹ نہیں ہوں اس لئے پلیز! ــ آپ یہاں سے اٹھ کر کسی دوسری میز پر بیٹھ جائیں" ــــ جولیا کا لہجہ تلخ سرد پڑ گیا۔

اسی لمحے ویٹر نے چائے اور سینڈوچ لا کر رکھ دیئے اور یوں انتظار میں کھڑا ہو گیا جیسے وہ جیمز کے متعلق آرڈر لینا چاہتا ہو۔

"یہ دل کے مریض ہیں اس لئے ڈاکٹر نے انہیں کھانے پینے سے منع کر دیا ہے ـــــ تم جاؤ" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"آپ کی شگفتگی مجھے بے حد پسند آئی ہے مس جولیانا۔ ویسے مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ چائے پی رہی ہیں جب کہ سوئس لڑکیاں تو شیری پانی کی طرح پیتی ہیں" ـــــ جیمز جو بھی شاید پرلے درجے کا ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔

"میں سوئس لڑکی نہیں ہوں مسٹر جیمز مرفی! ـــــ پاکستانی ہوں یہاں کی شہری ہوں۔ سمجھ گئے" ـــــ جولیا نے کہا اور پھر اطمینان سے سینڈوچ کھانے میں مصروف ہو گئی۔

"اوہ تو یہ بات ہے ـــــ لیکن یہاں آپ کیا کرتی ہیں" ـــــ جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں میں ایک فرم میں سٹینو گرافر ہوں" ـــــ جولیا نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے ـــــ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی رہائش گاہ پر آسکتا ہوں ـــــ یقین کیجئے مجھے سوئس لڑکیاں بے حد پسند ہیں ـــــ میں کافی عرصہ سوئٹزرلینڈ میں رہا ہوں" ـــــ جیمز واقعی ایک نمبر ڈھیٹ ثابت ہو رہا تھا۔ یا پھر ان کی معاشرت ہی ایسی تھی۔

"کتنی لڑکیوں سے آپ کی دوستی رہی ہے" ـــــ؟ جولیا نے پوچھا۔

"بے شمار لڑکیاں ـــــ میں بے حد اچھا دوست ثابت ہوتا ہوں"۔ جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ ویری گڈ! ـــــ لیکن اتنی لڑکیوں سے دوستی کے بعد تو آپ کا دل بھر جانا چاہیئے" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اب لطف لینے کے موڈ میں آگئی تھی۔

"آپ کو دیکھنے سے پہلے مجھے بھی یہی محسوس ہوتا تھا۔ لیکن جیسے ہی میں نے آپ کو دیکھا ـــــ یقین کریں دل پورے کا پورا خالی ہو گیا" ـــــ جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ ـــــ ویری گڈ! ـــــ تو آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے دوستی کر لوں ـــــ آپ کو اپنی رہائش گاہ پر بلاؤں" ـــــ جولیا نے دوسرا سینڈوچ کھاتے ہوئے پوچھا۔

"یہ میری خوش بختی ہو گی مس جولیانا" ـــــ جیمز نے خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــــ آپ شام کو کنگ روڈ فلیٹ نمبر دو سو پر آجائیں وہاں میرا ملازم علی عمران اور باورچی سلیمان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور موجود ہو گا ـــــ اگر میں نہ موجود ہوں تو آپ وہاں میرا انتظار کریں گے ـــــ میں بہرحال آجاؤں گی" ـــــ جولیا نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کنگ روڈ۔ فلیٹ نمبر دو سو ـــــ ٹھیک ہے۔ لیکن کیا یہ فلیٹ بہت بڑا ہے کہ آپ کا ملازم بھی وہیں رہتا ہے" ـــــ؟ جیمز نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ چھ کمروں والا لگژری فلیٹ ہے ——— ملازم بے چارہ احمق سا آدمی ہے ——— پڑا رہتا ہے ایک کونے میں ——— ا باورچی ظاہر ہے کچن میں ہوتا ہے ——— لیکن ہاں! ایک بات ڈوں گی کہ میرا ملازم علی عمران عقل سے بالکل خالی ہے۔ وہ ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے کہ میں اس فلیٹ کا مالک ہوں اور سلیمان میرا باورچی ہے ——— آپ اس کی باتوں پر کان نہ دھریں بلکہ اس سے سختی سے پیش آئیں ——— جیسے ہی آپ سختی کریں گے وہ سیدھا ہو جائے گا ——— آخر آپ میرے دوست ہیں" ——— جولیا نے پورا ڈرامہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کتنے بجے پہنچوں" ——— ؟ جیمز نے دانت نکالتے ہوئے کہا

"میں ڈیوٹی سے آٹھ بجے فارغ ہوتی ہوں۔ آپ ساڑھے سات بجے پہنچ جائیں ——— کیونکہ اگر میں پہلے فلیٹ پر پہنچ گئی تو پھر میری عادت ہے کہ میں بعد میں آنے والے سے کسی صورت نہیں ملتی بس یہ میری عادت ہی ہے ——— اور ہاں! اگر آپ پہلے وہاں پہنچ گئے تو پھر خوب گپیں ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ میں رات کو بھی آپ کو واپس نہ جانے دوں۔ کیونکہ کل دفتر سے چھٹی ہے" جولیا اب پوری طرح شرارت پر آمادہ ہو چکی تھی۔

"اوہ شکریہ مس جولیانا! ——— آپ واقعی بہت اچھی ہیں۔ آپ کے پاس بیٹھنے کے بعد جانے کو دل ہی نہیں چاہتا ——— بہرحال میں ٹھیک ساڑھے سات بجے پہنچ جاؤں گا۔ او کے۔ ٹھیک ہے" جیمز نے خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر اُٹھ کر تیزی سے

گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا چائے پیتی ہوئی شرارت بھرے انداز میں اُسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ وہ تصور ہی تصور میں اس سچویشن سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ جب جیمز عمران کے پاس پہنچے گا اور پھر اس سے سختی سے بھی پیش آئے گا اور اپنے آپ کو جولیا کا دوست بھی بتائے گا۔ پھر صحیح لطف آئے گا۔ اس نے ویسے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ٹھیک ساڑھے سات بجے پچھلے دروازے سے اندر داخل ہو کر ان کی باتیں چھپ کر سنے گی۔ یہ سوچتی ہوئی وہ اٹھی اور اس نے بل ادا کیا اور پھر ریستوران سے باہر نکل کر وہ اس پارکنگ کی طرف بڑھ گئی جدھر اس کی کار موجود تھی۔ اس نے جیمز کو کن انکھیوں سے تلاش کیا لیکن وہ وہاں موجود نہ تھا۔ اس نے کار نکالی اور سیدھی اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔

کار جولیا نے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں بند کی اور پھر سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر چل دی۔ لاک کھول کر وہ فلیٹ میں داخل ہوئی اور پھر لباس بدلنے کے لئے باتھ روم میں چلی گئی۔ اور پھر باتھ روم سے واپس آکر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ صرف یہ کنفرم کرنا چاہتی تھی کہ عمران آجکل شہر میں بھی موجود ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر تک گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"کون صاحب ہیں" ——— ؟ سلیمان کی آواز رسیور پر ابھری۔

"سلیمان! ——— میں جولیا بول رہی ہوں ——— عمران کہاں ہے"؟ جولیا نے کہا۔

"معلوم نہیں مس صاحبہ! ـــــ آجکل بس وہ آوارہ گردی کر رہتے ہیں ـــــ صبح ناشتہ کر کے نکلے ہیں. پھر ان کی کوئی اطلاع نہیں" ـــــ سلیمان نے جواب دیا۔

"شام کو کتنے بجے تک آجاتا ہے" ـــــ ؟ جولیا نے پوچھا

"میں کیا کہہ سکتا ہوں ـــــ مرضی کے مالک ہیں" ـــــ سلیمان نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اوکے ـــــ اچھا سنو! ـــــ آج شام ساڑھے سات بجے ایک شخص جیمز مرفی آئے گا عمران سے ملنے ـــــ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے ـــــ وہ کوئی تھرڈ کلاس ٹائپ آدمی ہے اس اس کو فلیٹ سے بھگا دینا" ـــــ جولیا نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اب ڈرامہ پوری طرح مکمل ہو چکا ہے۔ اب جیمز انہیں ملازم سمجھے گا اور وہ اسے بھگانے کی کوشش کریں گے۔

ابھی جولیا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سن کر جولیا چونک کر اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے" ـــــ ؟ جولیا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"آپ کا ٹیلیگرام ہے مس ـــــ سوئٹزرلینڈ سے" ـــــ ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

"سوئٹزرلینڈ سے میرا ٹیلیگرام" ـــــ جولیا نے حیرت بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے چٹخنی کھول کر دروازہ کھولا

دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑی. دروازے پر جیمز ہاتھ میں مشین گن لئے کھڑا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی جیمز انتہائی تیزی سے جولیا کو دھکیلتا ہوا اندر آیا تو اس کے پیچھے ایک اور غیر ملکی بھی اندر آگیا جس کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا پستول تھا۔

"ہوں تو تم یہاں رہتی ہو ـــــ اور مجھے ڈاج دے کر کہیں اور بھیجنا چاہتی تھی" ـــــ جیمز نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت ایسی سختی اور سفاکی تھی کہ جولیا ایک لمحے میں سمجھ گئی کہ جیمز کا تعلق کسی مجرم تنظیم سے ہے۔

"کیا مطلب! ـــــ تم اس طرح یہاں کیوں آئے ہو" ـــــ جولیا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے سوئٹزرلینڈ میں تمہارے رشتے داروں کا پتہ چاہیئے" ـــــ جیمز نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"لیکن کیوں" "وجہ" ؟ جولیا نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

وجہ اور کیوں کا جواب نہیں دیا جا سکتا ـــــ جو کچھ میں پوچھ رہا ہوں وہ بتا دو تو شاید میں تمہیں کچھ کہے بغیر واپس چلا جاؤں ـــــ ورنہ میں زبردستی بھی کر سکتا ہوں" ـــــ جیمز کے لہجے میں بے پناہ کرختگی عود کر آئی تھی۔

سنو جیمز! ـــــ یا جو بھی تمہارا نام ہے ـــــ تم مجھے کوئی عام لڑکی نہ سمجھ لینا ـــــ میں زندہ رہنے کے گر جانتی ہوں۔ البتہ اگر تم اپنے سوال کی کوئی معقول وجہ بتا دو تو شاید میں پتہ بھی بتا دوں" ـــــ جولیا نے

بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تو تم نہیں بتانا چاہتی ـــــ مارکر" ـــــ جیمز نے کہا اور ساتھ ہی وہ اپنے ساتھ کھڑے ساتھی سے مخاطب ہوا۔

"یس ماسٹر" ـــــ مارکر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا سنبھلتی، مارکر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پسٹول کا ٹریگر یکلخت زور سے دبا دیا۔

ریوالور سے نہ کوئی دھماکہ ہوا اور نہ ہی کوئی گولی نکلی بلکہ دھوئیں کا ایک مرغولہ سا نکل کر سیدھا جولیا کی ناک سے ٹکرایا اور پھر پلک جھپکنے میں جولیا کا جسم یکلخت شل سا ہو گیا۔ اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ ریت کی خالی ہوتی بوری کی طرح اپنی ٹانگوں پر نیچے گر رہی ہو۔

دوسرے لمحے مارکر نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا اور اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ جولیا کا جسم مفلوج ہو چکا تھا گو اس کی آنکھیں کھلی تھیں ذہن کام کر رہا تھا لیکن وہ نہ خود اپنے جسم کو حرکت دے سکتی تھی اور نہ بول سکتی تھی۔

"تم اسے لے جا کر ویگن میں ڈالو ـــــ میں یہاں کی تلاشی لے کر آ رہا ہوں ـــــ شاید ہمیں اپنے مطلب کی چیزیں یہیں مل جائیں" جیمز نے کہا اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر وہ الماری کی طرف بڑھا مارکر جولیا کو کاندھے پر ڈالے فلیٹ سے باہر نکلا اور تیزی سے سیڑھیاں اتر کر سڑک پر آیا جہاں ایک بند باڈی کی ویگن موجود تھی۔ ویگن کا پچھلا دروازہ کھلا ہوا تھا اور ویگن کو اس طرح پارک

کیا گیا تھا کہ اس کا عقبی حصہ کھلا ہوا اور سیڑھیوں کے ساتھ بالکل ملحق تھا۔ مارکر جولیا کو اٹھائے ویگن کے عقبی حصے میں داخل ہوا اس نے اسے سیٹ پر لٹا کر ایک طرف پڑا کمبل اٹھا کر اس پر ڈال دیا۔ صرف جولیا کا چہرہ کھلا ہوا تھا اور پھر وہ تیزی سے واپس پلٹا اور ویگن سے اتر کر اس نے عقبی دروازہ بند کر دیا۔

جولیا مفلوج حالت میں پڑی یہ سوچ رہی تھی کہ آخر یہ لوگ کون ہیں اور کیوں سوئٹزر لینڈ میں اس کے رشتہ داروں کا پتہ پوچھنا چاہتے ہیں اس سے ان کا اصل مقصد کیا ہے اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آ رہی تھی البتہ اسے اتنا ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ مارکر اور جیمز کا تعلق کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سے ہے کیونکہ مارکر نے جس پسٹل سے اسے مفلوج کیا تھا وہ انتہائی جدید ترین تھا اور عام مجرم اس قسم کے ہتھیار نہیں خرید سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے جیمز کی آنکھوں میں سے جھلکنے والی شیطانی چمک کا بھی احساس ہو رہا تھا اور اس چمک کی وجہ سے جولیا کا دل ڈوبا جا رہا تھا کیونکہ وہ مرد کی آنکھوں سے جھلکنے والی اس شیطانی چمک کے معنوں سے اچھی طرح واقف تھی۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ایک بھاری چہرے والے غیر ملکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ بھاری چہرے والے کے لہجے میں فطری کرختگی موجود تھی۔

"ڈلی بول رہا ہوں باس! ۔۔۔ شارٹن ہوٹل والے دونوں افراد کو اغوا کر کے بلیو ہاؤس میں پہنچا دیا گیا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"تفصیل بتاؤ" ۔۔۔ باس نے اسی طرح کرخت لیکن سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"باس! ۔۔۔ آپ کا حکم ملتے ہی ہم نے پہلے ہی پلاننگ کر لی تھی۔ جیسے ہی ان کی گاڑی ہمارے مطلوبہ سپاٹ پر پہنچی ہم نے کار پر الیکٹرو راڈ فائر کر دیا ۔۔۔ اور کار جام ہوتے اور اس میں موجود دونوں

افراد کے بیہوش ہوتے ہی ہم منصوبے کے مطابق فوراً پہنچے۔ اور انہیں اپنی ایمبولینس میں ڈال کر یہی ظاہر کر کے کہ ہمارا تعلق جنرل ہسپتال سے ہے۔ انہیں ساتھ لے کر بلیو ہاؤس پہنچ گئے۔ ہم نے تعاقب کا خیال رکھا ۔۔۔ کوئی تعاقب میں نہ تھا۔ ایرک نے منصوبہ کے مطابق کار کو ٹریفک ٹرک کے ساتھ باندھ کر ایک ویران علاقے میں چھوڑ دیا ہے ۔۔۔ کار کی تلاشی لی گئی ہے لیکن اس میں کچھ موجود نہیں ہے" ۔۔۔ ڈلی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ۔۔۔ انہیں سٹرانگ روم میں رکھو ۔۔۔ میں تھوڑی دیر بعد پہنچ جاؤں گا ۔۔۔ میں خود ان سے پوچھ گچھ کروں گا"۔ باس نے کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ کر اس نے پہلے اپنے سامنے کھلی ہوئی فائل بند کر کے میز کی دراز میں رکھی اور پھر دوبارہ رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ہوٹل شارٹن" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

"سر فضل چوہدری سے بات کراؤ ۔۔۔ میں ڈوک بول رہا ہوں"۔ باس نے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر! ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا اور باس نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"یس چوہدری سپیکنگ" ۔۔۔ چند لمحوں بعد سر فضل چوہدری کی آواز سنائی دی۔

"ڈوک بول رہا ہوں مسٹر چوہدری" ۔۔۔ ڈوک نے کرخت لہجے

میں کہا۔

"اوہ یس باس! — حکم باس" — سر فضل چوہدری کا لہجہ یکلخت بھیک مانگنے جیسا ہو گیا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے سر کہ آج صبح تمہارے ہوٹل میں دو ان... آئے تھے جن میں سے ایک سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ تھا، دوسرا کوئی علی عمران — انہوں نے وہاں کھلے عام زیرو پوائنٹ اور کوٹھی نمبر تین سو تیرہ کا ذکر کیا — اور پھر تم نے انہیں زندہ سلامت بھیج دیا — بلکہ مجھے رپورٹ ہی نہیں کی —" ... کا لہجہ بے پناہ کرخت ہو گیا۔

"اوہ! — اوہ! — سر میں سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کو تفصیل بتاؤں — لیکن ایک پارٹی آجانے کی وجہ سے بات نہ ہو سکی۔ وہ سر! — علی عمران یہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا لڑکا ہے — ناخلف اور احمق سا نوجوان ہے۔ سر رحمان نے اسے گھر سے نکالا ہوا ہے اور وہ سوپر فیاض سے دوستی کر کے اس سے خرچہ وغیرہ لے کر گذارہ کرتا ہے — وہ بالکل قطعی غیر اہم اور لاابالی سا نوجوان ہے — اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے سر" — سر فضل چوہدری نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"اگر اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے — تو اسے زیرو پوائنٹ اور کوٹھی نمبر تین سو تیرہ کا کیسے علم ہو گیا مسٹر چوہدری" — ڈک نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"وہ سر! — یہ سب کچھ ایک غلط فہمی کی بنا پر ہوا۔ زیرو پوائنٹ ایک فلم ہے جسے دیکھتے ہوئے اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ سر! وہ میری سیکرٹری ساتھ تھی — اور سر! — آپ جانتے ہیں کہ اگر میری والدہ کو علم ہو گیا تو وہ مجھے عاق کر دے گی — وہ بے حد سخت مزاج ہے — وہ اسی کی دھمکی دے رہا تھا۔ اور سر! — کوٹھی نمبر تین سو تیرہ پہلے میری نشاط گاہ تھی — آپ کی تنظیم میں شامل ہونے کے بعد وہ کوٹھی میں نے تنظیم کے حوالے کی ہے — اسے موجودہ پوزیشن کا علم نہیں ہے سر" — سر فضل چوہدری نے تیز تیز لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — فی الحال تو میرا اطمینان ہو گیا ہے۔ لیکن میں اس کی مکمل انکوائری کراؤں گا — ویسے فوری طور پر میں نے زیرو پوائنٹ اور کوٹھی نمبر تین سو تیرہ کو بند کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں — تم محتاط رہنا" — ڈک نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"یس باس! — ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رالف کو حکم دے دو کہ سر فضل چوہدری کا خاتمہ کر دے۔ اور ایکسیڈنٹ شو کیا جائے تاکہ انکوائری نہ ہو سکے" — ڈک نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سر فضل چوہدری سر — ہوٹل شارٹن والا سر" — دوسری طرف

سے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"ہاں وہی ۔۔۔ اس کا آج ہی خاتمہ ضروری ہے ۔۔۔ لیکن جس طرح میں نے کہا ہے بالکل اسی طرح" ۔۔۔ ڈک نے کرخت لہجے میں کہا اور بٹن آف کر دیا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور ڈک نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ ڈک نے کرخت لہجے میں کہا۔

"جیمز بول رہا ہوں باس ! ۔۔۔ میں نے ایک نیا شکار منتخب کر لیا ہے باس ! ۔۔۔ سوئس لڑکی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی۔

"سوئس لڑکی ! ۔۔۔ پوری تفصیل بتاؤ" ۔۔۔ ڈک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

اور جیمز نے اُسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح ایک لڑکی اُسے بازار میں نظر آئی اور پھر اس نے کنگ روڈ پر ایک فلیٹ کا پتہ بتایا کہ وہاں اس کا ملازم علی عمران اور باورچی سلیمان رہتا ہے۔ اس کی اس بات سے میں کھٹک گیا کہ ایک غیر ملکی عورت ایک مقامی ملازم عام طور پر نہیں رکھا کرتی ۔۔۔ چنانچہ میں نے مارکر کی مدد سے اس کا تعاقب کیا تو وہ ایک اور فلیٹ میں رہتی تھی۔ میں اور مارکر اُسے وہاں سے اغوا کر کے لے آئے ہیں ۔۔۔ میں نے اس کے فلیٹ کی تلاشی لی ہے ۔۔۔ وہ غیر شادی شدہ ہے اور اکیلی رہتی ہے۔ اس کے فلیٹ سے اسلحہ بھی ملا ہے ۔۔۔ میں اسے ایلٹروڈ سے مفلوج کر کے بلیو ہاؤس لے آیا ہوں۔ میرے خیال میں یہ بہترین شپمنٹ رہے گی ۔۔۔ سوئٹزرلینڈ سے ہمیں آرڈر بھی ملا ہوا ہے" ۔۔۔ جیمز نے کہا۔

"تم نے کیا نام لیا تھا ابھی ۔۔۔ علی عمران" ۔۔۔ ڈک نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس ! ۔۔۔ اس نے یہی نام بتایا تھا" ۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔

"اوہ ! ۔۔۔ یہ معاملہ تو انتہائی گڑبڑ لگ رہا ہے ۔۔۔ یہ علی عمران ہر طرف سے ٹپک رہا ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فوراً اس فلیٹ سے جہاں علی عمران رہتا ہے، تفصیلات پتہ کرو کہ وہ علی عمران کون ہے ۔۔۔ کیا یہ شخص وہی ہے جو یہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے ۔۔۔ یا کوئی اور ہے" ۔۔۔ ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر باس" ۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔

"فوراً تفصیلات معلوم کر کے مجھے اطلاع دو ۔۔۔ اس کے بعد میں بلیو ہاؤس پہنچوں گا تاکہ اس بات کا جائزہ لے سکوں کہ کیا واقعی یہ لڑکی شپمنٹ کے لئے مناسب ہے یا نہیں" ۔۔۔ ڈک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں سی ابھر آئی تھیں وہ علی عمران کی وجہ سے بری طرح اُلجھ گیا تھا۔

عمران نے کی آنکھیں کھلیں تو درد کی ایک تیز لہر اس کے جسم میں دوڑتی چلی گئی۔ یہ درد اتنا شدید تھا کہ بے اختیار عمران کے منہ سے سسکی سی نکل گئی۔ اسی لمحے اسے قریب ہی سوپر فیاض کے چیخنے کی آواز سنائی دی تو اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا جسم ایک ستون سے بندھا ہوا تھا۔ لیکن اس طرح کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر ستون سے منسلک لوہے کے کنڈوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور اسی طرح اس کے دونوں پیروں کو بھی ستون کے ساتھ منسلک کنڈوں سے جکڑ دیا گیا تھا۔

اس نے سر گھما کر دیکھا تو پاس ہی دوسرے ستون سے سوپر فیاض بھی اسی طرح بندھا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے منہ سے اب کراہیں نکل رہی تھیں۔

یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا جس کی سائیڈوں میں الماریاں موجود تھیں ایک آدمی ہاتھ میں انجکشن سرنج اٹھائے پیچھے ہٹ رہا تھا۔ عمران نے سر جھکا کر اپنا جسم دیکھا تو وہ صحیح سلامت تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ دھماکے میں کار تباہ نہیں ہوئی بلکہ کسی مخصوص انداز میں بیہوش کیا گیا ہے اور اب انجکشن لگنے کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف کی جو تیز لہر دوڑی ہے اس کی وجہ سے اس کا شعور بیدار ہوا ہے۔

انجکشن لگانے والا کمرے کر تیزی سے باہر نکل گیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر گیا۔

"عم ۔۔۔ عمران! ۔۔۔ ہم کہاں ہیں" ۔۔۔ سوپر فیاض نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو یہ جہنم ہی لگتا ہے ۔۔۔ شکر کرو کہ قبر میں آنکھ نہیں کھلی سیدھے جہنم میں ہی پہنچ گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ درد کی شدت ویسے بھی اب کافی کم ہوگئی تھی لیکن عمران تو ظاہر ہے کہ شدت کے باوجود بھی اپنے آپ پر کنٹرول کرنا جانتا تھا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ کون لوگ ہیں ۔۔۔ دھماکہ تو اتنا خوفناک ہوا تھا کہ میں یہی سمجھا تھا کہ میرے جسم کے پرخچے اڑ گئے ہیں" ۔۔۔ فیاض نے آہستہ سے کراہتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے اڑ گئے ہوں اور انہوں نے اکٹھا کر کے انہیں گوند سے جوڑ دیا ہو ۔۔۔ اور یہاں ہمیں باندھ بھی اسی لئے دیا ہو تاکہ گوند سخت ہو جائے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے عمران

کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ ایک آدمی ایک اسٹریچر دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا اور اسٹریچر پر جولیا لیٹی ہوئی تھی۔ جولیا کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور چہرے پر اس طرح اطمینان تھا جیسے وہ خود اپنی مرضی سے لیٹی ہوئی ہو۔

"جولیا! — یہ تو جولیا ہے" — اسی لمحے فیاض کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

لیکن جولیا پر اس آواز کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور نہ ہی وہ چونکی اور نہ اس نے سر موڑا۔

عمران حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس وقت واقعی اس کا ذہن بھونچال کی زد میں تھا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ چکر کیا چل رہا ہے۔

سٹریچر کو لانے والے نے سٹریچر کو ایک سائیڈ پر لگایا اور عمران اور فیاض کے سامنے ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چونکہ اب جولیا کا چہرہ سائیڈ پر ہو گیا تھا اس لئے اس کی اور عمران کی نظریں ملیں اور دوسرے لمحے جولیا کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار ابھرے لیکن اس کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ اور نہ کوئی حرکت کی۔ تو عمران سمجھ گیا کہ جولیا کے جسم کو کسی مخصوص دوا یا گیس سے مفلوج کر دیا گیا ہے۔

عمران نے بجائے کچھ کہنے کے فوراً ہی پلکیں تیزی سے اور مخصوص انداز میں جھپکانا شروع کر دیں وہ آئی کوڈ میں جولیا سے پوچھ رہا تھا کہ

یہ سب کچھ کیا ہے۔

جواب میں جولیا نے بھی پلکیں جھپکنا شروع کر دیں اور پھر کچھ دیر تک ان کے درمیان آئی کوڈ کے ذریعے باتیں ہوتی رہیں۔ اور جولیا نے مختصر طور پر اپنے ساتھ گذرنے والے واقعات آئی کوڈ میں عمران کو بتا دیئے اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ جولیا کے بتائے ہوئے واقعات نے اُسے ایک مخصوص انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور خاصے لمبے چوڑے اور ٹھوس جسم کا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ اس قدر بھاری تھا کہ وہ بلڈاگ کی طرح لگتا تھا۔ اس کے پیچھے تین افراد تھے جن میں سے دو کے پاس مشین گنیں تھیں وہ بڑے مودبانہ انداز میں اس بلڈاگ کے پیچھے چل رہے تھے۔ عمران کو اس بھاری چہرے والے شخص کی شکل کچھ جانی پہچانی سی لگتی تھی لیکن ذہن میں کوئی واضح بات نہ آ رہی تھی۔

"ان میں سے عمران یہ ہے — ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا بیٹا" — بلڈاگ چہرے والے نے عمران کی طرف سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس! — یہی علی عمران ہے — اور میں نے تحقیقات کر لی ہے باس! — جولیا نے واقعی اس شخص کو اپنا ملازم ظاہر کیا تھا — یہی کنگ روڈ کے فلیٹ میں رہتا ہے — اور یہ دوسرا سپرنٹنڈنٹ فیاض ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ"۔

بلڈاگ کے پیچھے خالی ہاتھ کھڑے شخص نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے عمران کو جولیا کی پلکیں مخصوص انداز میں جھپکتی نظر آئیں تو اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جولیا اُسے بتا رہی تھی کہ یہ بولنے والا جیمز مرفی ہے جو اُسے ریستوران میں ملا اور پھر اُسے اغوا کر کے لایا تھا۔

"اور یہ سوئس لڑکی ہے جولیانا فٹز واٹر" — بھاری چہرے والے باس نے جولیا کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس! — اس نے انکوائری کر لی ہے — یہ اکیلی اس فلیٹ میں رہتی ہے — اور شاید یہ عمران اس کا بوائے فرینڈ ہے" — جیمز مرفی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی فلیٹ کی تلاشی لی — سوئٹزرلینڈ میں اس کے رشتہ داروں کا اتہ پتہ" — باس نے جولیا کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے خود مکمل اور تفصیلی تلاشی لی ہے باس — لیکن ابھی کوئی پتہ دستیاب نہیں ہوا" — جیمز مرفی نے جواب دیا۔

"ہوں — تو پیمنٹ کس پتے پر بھیجا جائے گا" — باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس! — پارٹی کا ڈائریکٹ نام ہی کیوں نہ دے دیا جائے" — جیمز مرفی نے کہا۔

"نہیں! — یہ تنظیم کے اصولوں کے خلاف ہے۔ پیمنٹ اس

کے اپنے رشتہ داروں کا ہی ہونا چاہیے — وصول بیشک پارٹی ہی کرے گی" — باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس سے پوچھ لیتے ہیں باس! — اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سے خصوصی پوچھ گچھ کر لوں" — جیمز مرفی نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں! — اس لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا — مجھے یہ مسئلہ اتنا سیدھا نظر نہیں آ رہا۔ جتنا تمہیں دکھائی دے رہا ہے" — باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ حکم کریں باس" — جیمز نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسے الیون زیرو تھرٹی کا انجکشن لگا دو — یہ طوطے کی طرح بول پڑے گی۔ اور میں خود اس سے سوال جواب کرنا چاہتا ہوں" — باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ٹھیک ہے باس" — جیمز مرفی نے کہا اور اس نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے دو مسلح افراد میں سے ایک کو اشارہ کیا تو وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"یار! — کیوں اتنا قیمتی انجکشن ضائع کرنا چاہتے ہو — مجھ سے پوچھو۔ میں بتا دیتا ہوں — انجکشن کی آدھی قیمت مجھے دے دینا۔ چلو کچھ روز دال روٹی چل جائے گی" — عمران نے پہلی بار زبان کھولی۔ لہجے میں وہی مخصوص حماقتیں جلوہ گر تھیں اور باس اس کی آواز سن کر تیزی سے مڑا اور قدم بڑھا کر عمران کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم سے اور باتیں پوچھنی ہیں — پہلے یہ بتا دو کہ تم فضل ہو یا محی

ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوگیا ہے ____ اور میں سر فضل چوہدر
نہیں ہوں کہ تمہاری فلم والی بات سے بہل جاؤں ____ میرا نا
ڈک ہے ڈک" ____ اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈک! ____ اوہ تو تم وہی ڈک ہو ڈاگ مین کے اسسٹنٹ" ____
عمران نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا اور ڈک کو عمران کو بات سن
کر اس طرح جھٹکا لگا جیسے کسی نے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو۔ ا
کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"تم مجھے اور ڈاگ مین کو کیسے جانتے ہو" ____ ڈک نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے ڈاگ مین مر گیا ہے ____ ورنہ کم از کم وہ تمہیں
اس قسم کی نیچ حرکتوں کی اجازت نہ دیتا" ____ عمران کے لہجے
یکلخت سنجیدگی عود کر آئی۔

"تمہارا یہ خیال تو درست ہے کہ ڈاگ مین مر گیا ہے اور اب
میں ڈاگ مین تنظیم کا چیف باس ہوں ____ لیکن نیچ حرکتوں
تمہارا کیا مطلب ہے" ____ ڈک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہی عورتوں کو ہلاک کر کے ان کے مردہ جسم میں منشیات بھر
انہیں ڈیڈ باڈی کے طور پر غیر ممالک میں منتقل کرنا ____ یہ نہ صرف
نیچ قسم کا جرم ہے بلکہ انتہائی گھٹیا حرکت بھی ہے ____ کم از
ڈاگ مین اس قسم کا آدمی نہ تھا ____ یہ تمہاری ایجاد لگتی ہے ا
تمہاری اس حرکت سے مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم کسی گھٹیا خاندا
کے آدمی ہو" ____ عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہوگیا۔

"اوہ! ____ تم تو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی باخبر لگتے ہو۔ اور سنو!
مجھے ان باتوں پر غصہ نہیں آیا کرتا ____ یہ واقعی میرا اپنا آئیڈیا ہے
اور آج تک انتہائی کامیاب بھی رہا ہے ____ لیکن اب تمہیں
مرنے سے پہلے یہ ضرور بتانا ہوگا کہ تمہیں یہ سب تفصیلات کیسے
معلوم ہوئیں" ____ ڈک نے جواب دیا۔

"بڑی معمولی سی اور سیدھی سی بات ہے۔ تمہاری ایک شپمنٹ
پکڑی گئی ____ اس کے بعد کیس انکوائری کے لئے سنٹرل انٹیلی جنس
کے پاس آگیا۔ فیاض آجکل اسی کیس پر تحقیقات کر رہا ہے اور تمہارا
آدمی جیمز مرفی جس طرح جولیا کو اغوا کرنے کے لئے آیا ہے اور یہاں
تم نے جو باتیں کی ہیں ان سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ تم جولیا کو بھی اسی
مقصد کے لئے اغوا کر کے لائے ہو ____ اور جہاں تک ڈاگ مین اور
تمہارا تعلق ہے۔ میں نے تمہیں ایک بار ڈاگ مین کے ساتھ دیکھا
تھا۔ اس لئے مجھے تمہاری کچھ کچھ شکل یاد آ رہی تھی۔ لیکن جب تم
نے اپنا نام بتایا تو مجھے یاد آگیا کہ ڈاگ مین نے تمہارا تعارف اس نام
سے کرایا تھا۔ اور یہ کہا تھا کہ یہ میرا اسسٹنٹ ہے" ____ عمران
نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تم ڈاگ مین سے کب ملے تھے اور کس حیثیت سے" ____ ؟
ڈک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو ڈاگ مین زندہ ہوتا تو وہ تمہیں بتاتا کہ میری کیا حیثیت ہے
البتہ اتنا بتا دوں کہ جب ڈاگ مین سونے کی تلاش کے چکر میں بلیو سٹار
کے ہاتھوں پھنس گیا تھا تو میں نے ہی اپنی جان پر کھیل کر اس کی جان

بچائی تھی اور ڈاگ مین نے میرے پیر چھو کر قسم کھائی تھی کہ وہ مجھے ہم اپنا محسن سمجھے گا" ۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ تم کہیں پرنس آف ڈھمپ تو نہیں ہو ۔۔۔۔ مجھے ہے کہ ڈاگ مین علیوسٹار کا قصہ اکثر سنایا کرتا تھا اور وہ بتاتا تھا پرنس آف ڈھمپ نے اس کی جان بچائی تھی اس طرح کہ اسے آج تک یقین نہیں آتا کہ کوئی شخص دوسرے کی خاطر اس قدر خطرے میں لے آپ کو ڈال سکتا ہے" ۔۔۔۔ ڈک کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی

"یہ میرا پرانا نام ہے ۔۔۔۔ بہرحال میں نے سوپر فیاض سے وعدہ کیا تھا کہ اسے زائچہ بنا کر اس کیس کے بارے میں بتاؤں گا اور اب میں کم از کم اس سے سرخرو ہو گیا ہوں ۔۔۔۔ زائچہ تو ایک طرف میں نے تو اصل مجرم مع ثبوت اس کے سامنے کھڑے کر دیئے ہیں عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو! ۔۔۔ میرا نام ڈک ہے ڈک ۔۔۔ میں ایسے معاملات میں صرف بزنس پر نظر رکھتا ہوں ۔۔۔۔ اگر تم نے ڈاگ مین کی جان بچائی تھی تو ڈاگ مین مر چکا ہے۔ اس لئے ڈاگ مین کا نام لے کر مجھ سے کوئی رعایت حاصل نہیں کر سکتے ۔۔۔۔ اور اب تمہارا زندہ رہنا چونکہ میرے اور میری تنظیم کے لئے خطرناک ہو گیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں اور تمہارے ساتھی سوپر فیاض دونوں کو موت کی سزا دیتا ہوں" ۔۔۔۔ ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔

"تمہارا خیال غلط ہے ۔۔۔ میں نے کبھی کسی مجرم سے کوئی رعایت طلب نہیں کی ۔۔۔۔ اور تم تو ویسے بھی ذلیل ترین اور کمینگی کی حد تک

گھٹیا مجرم ہو ۔۔۔ تم سے بات کرنا بھی میں اپنی توہین سمجھتا ہوں"۔ عمران نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ۔۔۔ سزا پر عمل درآمد کیا جائے" ۔۔۔۔ ڈک نے یکلخت مڑ کر مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد ٹھنڈا تھا۔ وہ واقعی انتہائی سرد مزاج مجرم تھا اور عمران کے نقطہ نظر سے اس قسم کے مجرم سب سے خطرناک مجرم ہوتے ہیں۔

"یس باس" ۔۔۔۔ اس مسلح شخص نے کہا اور اس نے مشین گن یکلخت سیدھی کر کے اس کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔ اور اس کی انگلی تیزی سے ٹریگر کی طرف رینگی۔

عمران اسی طرح بے بسی کے سے انداز میں بندھا ہوا مشین گن کی نال کے سامنے کھڑا تھا۔ فیاض اور جولیا دونوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ دوسرے لمحے مشین گن چلنے کی آواز میں انسانی چیخ کی آواز بھی شامل ہو گئی۔

ٹائیگر نے اپنی موٹر سائیکل رالسن بار کے سامنے روکی اور پھر اچھل کر نیچے اترا۔ اور تیزی سے قدم اٹھاتا بار کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس وقت وہ غنڈوں کے مخصوص لباس میں تھا۔ چست اور آدھے بازوؤں والی بنیان، جینز کی تنگ پتلون اور گلے میں سرخ رنگ کا رومال اور پھر چہرے کا میک اپ ایسا کہ دیکھتے ہی محسوس ہو جاتا کہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ اس کی یہ عادت سی بن گئی تھی کہ وہ جب بھی فارغ ہوتا۔ زیر زمین دنیا کی سرگرمیوں میں باقاعدہ حصہ لیتا۔ اور اب تو اس نے یہ میک اپ مستقل طور پر اپنا لیا تھا اور اس میک اپ میں اس کا نام بلیک کوبرا تھا۔ اور کئی ماہ تک مسلسل اودھم مچانے کے بعد اب زیر زمین دنیا میں اس نے اپنی ایک باقاعدہ حیثیت منوالی تھی۔ اور اچھے اچھے لوگ اب بلیک کوبرا کے نام اور سرگرمیوں سے واقف ہو چکے تھے لیکن یہ اور بات ہے

کہ وہ ہمیشہ ہاتھ پیر بچا کر کام کرتا اور بظاہر تو وہ رعب داب بنائے رکھتا لیکن اس نے عملی طور پر ایسی کسی سرگرمی میں حصہ نہ لیا تھا جس سے وہ ملک و قوم کا مجرم بن جاتا۔ کیونکہ اُسے پوری طرح علم تھا کہ اگر وہ کسی ایسی سرگرمی میں ملوث ہو گیا اور عمران کو اس کا پتہ چل گیا تو اس نے ایک لمحے میں اس کی گردن اپنے ہاتھوں سے توڑ دینی ہے۔ وہ عمران کی فطرت اور اس کے اصولوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ زیر زمین سرگرمیوں میں بھی وہ صرف اس لئے حصہ لیتا تاکہ عمران کے کسی مشن کے لئے وہ کوئی کام کر سکے اور اس دنیا سے متعلق ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ایسی باتیں اس کے کانوں تک پہنچ جاتی تھیں جو باہر کا آدمی کسی صورت بھی نہ سن سکتا تھا۔

گذشتہ کئی ماہ سے وہ قطعی فارغ تھا۔ عمران نے اس سے رابطہ قائم نہ کیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ عمران صرف ضرورت کے وقت ہی اس سے رابطہ قائم کرے گا۔ ورنہ وہ فارغ تھا۔ گذشتہ کئی ماہ سے بلیک کوبرا زیر زمین دنیا میں خاصا سرگرم تھا۔ آج بھی وہ حسب معمول رالسن کلب میں وقت گذارنے آیا ہوا تھا۔ یہ کلب اسے اس لئے پسند تھا کہ یہاں زیادہ تر زیر زمین دنیا کے گرگے آتے جاتے رہتے تھے۔ اور بوڑھا رالسن جو اس بار کا مالک تھا، وہ بلیک کوبرا سے خاصا متاثر تھا۔ اس لئے وہ اپنا زیادہ تر وقت رالسن کلب میں ہی گذرتا تھا۔

بار روم میں داخل ہوتے ہی وہ جیسے ہی اپنی مخصوص میز کی طرف

بڑھا جو رالنسن کے حکم کے مطابق اس کے لئے مستقل طور پر رہتی تھی، کہ ایک ویٹر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"آپ کو بڑے باس یاد کر رہے ہیں" ــــــ ویٹر نے مودبانہ لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ بڑے باس سے اس کا مطلب رالنسن تھا۔

"اوہ اچھا! ــــ کہاں ہیں وہ" ــــــ؟ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اپنے دفتر میں ہیں ــــ انہوں نے کہا تھا کہ جیسے ہی آپ آئیں آپ کو پیغام دے دیا جائے" ــــ ویٹر نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــ ٹھیک ہے" ــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے اختتام پر رالنسن کا دفتر تھا۔ دفتر کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو میز کے پیچھے بیٹھا بوڑھا رالنسن ٹیلیفون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ ٹائیگر سائیڈ پر رکھی کرسی پر جا کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

اسی لمحے رالنسن نے گفتگو ختم کر کے رسیور رکھ دیا اور پھر غور سے ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

"تم آ گئے کوبرا! ــــ میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا" رالنسن نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"بات کیا ہے" ــــ؟ ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بات بڑی گہری ہے ــــ ایک شرط پر بتاتا ہوں کہ اگر تم سے یہ بات چیت نہ بن سکے تو تم نے اسے لیک آؤٹ نہیں کرنا" ــــــ رالنسن نے اس طرح تذبذب بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ بات کرتے ہوئے ہچکچا رہا ہو۔

"تم کھل کر بات کرو رالنسن! ــ بلیک کوبرا کا سینہ رازوں کا مدفن ہے" ــــ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یہاں ایک غیر ملکی پارٹی ایک نیا دھندہ کر رہی ہے اور وہ اس میں کافی کامیاب جا رہی ہے ــــــ اس کی مخالف پارٹی نے مجھ سے بات کی ہے ــــــ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں توڑ کر اس دھندے پر خود قبضہ کیا جائے" ــــــ رالنسن نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آگے کی طرف جھک کر بڑے رازدانہ انداز میں کہا۔

"تمہیں تو کسی جاسوسی فلم میں کوئی کردار ادا کرنا چاہئے رالنسن! ـ تم اب خواہ مخواہ کا سسپنس پیدا کرنے کے عادی ہو گئے ہو ــ سیدھی طرح بات کرو۔ کیا دھندہ ہے ــــ کونسی پارٹی ہے ــــ ہم نے کیا کرنا ہے ــــ کتنی رقم کی آفر ہے" ــــ ٹائیگر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈاگ مین کا نام کبھی سنا ہے" ــــ؟ رالنسن نے اور زیادہ دھیمے لہجے میں کہا۔

"ڈاگ مین! ــ وہ کون ہے ــــ؟ میں نے تو یہ نام کبھی نہیں سنا ــــ اور ویسے بھی کچھ عجیب سا نام ہے" ــــ ٹائیگر نے چند لمحے سوچنے کے بعد انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کچھ عرصہ پہلے ڈاگ مین یورپ کا ایک نامی گرامی مجرم تھا۔ اس کی تنظیم کا نام بھی ڈاگ مین تھا ——— ہر قسم کے جرائم کا شہنشاہ سمجھا جاتا تھا ——— اب وہ مر چکا ہے اور ڈاگ تنظیم کا سربراہ اس کا اسسٹنٹ ڈک بن چکا ہے ——— اور ڈک نے گذشتہ چند سالوں میں صرف منشیات کی سمگلنگ میں اپنے آپ کو مخصوص کر لیا ہے۔ اور وہ اس دھندے میں خاصا کامیاب بھی رہا ہے ——— اب اس نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے منشیات کی سمگلنگ کا ——— انتہائی عجیب و غریب" ——— رائسن نے کہا:

"کیا طریقہ نکالا ہے" ——— ٹائیگر نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ یہ اس کے مطلب کی باتیں تھیں۔

"انتہائی عجیب و غریب اور انتہائی کامیاب ——— وہ ایسی عورتیں ڈھونڈتا ہے جن کا اتہ پتہ پوچھنے والے کم ہوں۔ پھر انہیں ہلاک کر کے ان کے پیٹ سے ہر چیز صاف کر دیتا ہے۔ اس کے بعد اس عورت کے پیٹ میں منشیات بھر کر پیٹ کو بڑے ماہرانہ انداز میں سی دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ لاش باقاعدہ غیر ممالک کو ڈیڈ باڈی کی صورت میں بھیجی جاتی ہے ——— جہاں اس کے فرضی رشتہ دار اسے وصول کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد باقاعدہ تمام کارروائیاں کرنے کے بعد اسے دفن کر دیا جاتا ہے اور دفن کرنے کے بعد رات کو قبر کھود دی جاتی ہے، منشیات نکال لی جاتی ہیں اور قبر دوبارہ بند کر دی جاتی ہے ——— اس طرح کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی اور مال سمگل ہو جاتا ہے ——— اس تابوت میں کوئی مشتبہ چیز ہوتی ہی نہیں ——— پھر وہ عورت اصل ہوتی ہے اور تازہ مردہ ہوتی ہے ——— اس کے علاوہ دوسری بات یہ کہ انسانی جلد کی وجہ سے منشیات کو چیک کرنے والے آلات بھی فیل ہو جاتے ہیں ——— اور آخری بات یہ کہ کسی کے تصور میں بھی یہ نہیں آسکتا کہ اس عورت کے پیٹ میں منشیات بھر کر باقاعدہ سمگلنگ کی جا رہی ہے ——— ہر شخص مردے کو احترام دیتا ہے زیادہ سے زیادہ چیکنگ بھی ہوتی ہے تو تابوت کی۔ اور بس" ——— رائسن نے کہا اور ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ واقعی اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس حد تک کمینگی پر بھی کوئی اتر سکتا ہے

"اوہ! ——— بڑا ہی عجیب اور ظالمانہ طریقہ ہے رائسن" ——— ٹائیگر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— کسی حد تک اسے ظالمانہ بھی کہا جا سکتا ہے ——— لیکن تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کے لئے کسی کو مارنا یا خود مر جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا ——— انسانی جان کی بجائے مال ہماری نظروں میں میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے ——— اور تم خود سوچ سکتے ہو کہ ایک شپمنٹ کے ذریعے کتنا بڑا مال آسانی سے سمگل ہو جاتا ہے"۔ رائسن نے کہا۔

"بالکل ہو جاتا ہے ——— بڑا کامیاب اور محفوظ طریقہ ہے ان لیڈی کلرز کا" ——— ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیڈی کلرز! ——— اوہ اچھا نام ہے ——— بہرحال ڈاگ مین تنظیم آجکل یہی دھندہ کر رہی ہے اور انتہائی کامیابی سے۔ آج تک

ان کی ایک شپمنٹ بھی نہیں پکڑی گئی ـــــ ایک شپمنٹ پر ذرا سا مسئلہ ہوا تھا تو ڈاگ مین کے آدمیوں نے وہاں سارا معاملہ ہی صاف کر دیا تھا اور یہ بھی بتا دوں کہ ڈاگ مین یہ دھندہ یہاں پاکیشیا میں کر رہی ہے" ـــــ رالسن نے کہا۔

"یہاں پاکیشیا میں ـــــ اچھا" ـــــ ٹائیگر اس اطلاع پر واقعی چونک پڑا۔

"ہاں یہاں! ـــــ اور تمہیں معلوم ہے کہ یہاں سے اگر منشیات کی ایک بھاری کھیپ بھی یورپ یا ترقی یافتہ ممالک میں سمگل کی جائے تو کتنا بڑا مال بن جاتا ہے" ـــــ رالسن نے کہا۔

"میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں ـــــ اب آگے بولو! ڈاگ مین یا ڈک تو یہ دھندہ کر رہا ہے ـــــ تم یا تمہاری پارٹی کیا چاہتی ہے کیا وہ بھی یہی دھندہ کرنا چاہتی ہے ـــــ؟" ٹائیگر نے کہا۔

"میری پارٹی کو اس کامیاب دھندے کی اطلاعات مل گئی ہیں۔ گو وہ پارٹی بھی منشیات میں ملوث ہے لیکن وہ ڈاگ مین تنظیم سے بہرحال کم درجے کی ہے ـــــ اس لئے وہ ڈاگ مین کے مقابلے میں یہ دھندہ نہیں کرنا چاہتی ـــــ کیونکہ بات ظاہر ہوتے ہی ڈاگ مین اسے پیس کر رکھ دے گی۔ اس لئے وہ یہ چاہتی ہے کہ اس دھندے کی کسی سرکاری آدمی کو بھی اطلاع نہ ہو اور ڈاگ مین کا پتہ بھی صاف کر دیا جائے ـــــ اس کا خاتمہ ہوتے ہی اس دھندے پر میری پارٹی کام کرنا چاہتی ہے" ـــــ رالسن نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم نے ڈاگ مین تنظیم کا اس طرح خاتمہ کرنا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو" ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ مطلب یہی ہے ـــــ ہماری پارٹی کا تعلق بھی یورپ سے ہے اور اس کا باس کسی زمانے میں میرا بہترین دوست رہا ہے اور وہ میری صلاحیتوں سے بھی اچھی طرح واقف ہے گو میں اب بوڑھا ہو کر خود عملی زندگی چھوڑ چکا ہوں ـــــ لیکن وہ جانتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ڈاگ مین کا خاتمہ کرا سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے مجھ سے بات کی ہے اور میں نے حامی بھر لی ہے کیونکہ یہ میرے مطلب کا کام ہے اور آفر بھی بہت لمبی ہے ـــــ اور کام بھی محدود سا ہے" ـــــ رالسن نے کہا۔

"کام کیسے محدود ہو گیا ـــــ ڈاگ مین جیسی بین الاقوامی مجرم تنظیم کا خاتمہ محدود کام ہے ـــــ؟" ـــــ ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ـــــ پوری تنظیم کا خاتمہ تو ناممکن ہے ـــــ ہم نے تو صرف اس کے چیف باس ڈک کا خاتمہ کرنا ہے ـــــ ڈک کا خاتمہ ہوتے ہی اس تنظیم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اکیلے اس تنظیم کو چلا سکے ـــــ چنانچہ تنظیم لامحالہ خود بخود ٹوٹ جائے گی۔ اور چونکہ میری پارٹی ڈاگ مین کے بعد نمبر ٹو ہے اس لئے لازماً اس کے علاوہ ڈاگ مین کے باقی دھندوں پر بھی وہ قبضہ کر لے گی" ـــــ رالسن نے جواب دیا۔

"تو ڈک کا خاتمہ کرنا ہے" ـــ ٹائیگر نے کہا۔
"ہاں! ـــ صرف ڈک کا ـــ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ ڈک ڈاگ
کا اسسٹنٹ رہا ہے ـــ انتہائی ٹھنڈے دماغ کا سفاک
مجرم ہے ـــ ذہنی طور پر حد سے زیادہ شاطر اور عیار آدمی ـــ
بڑے بڑے مجرم اور بڑی بڑی تنظیمیں اس سے ٹکرا کر ختم ہو چکی
اس لئے ڈک کا خاتمہ کوئی معمولی بات نہیں ـــ میرے خیال
دنیا کا سب سے کٹھن کام ہے" ـــ رالنس نے باقاع
ڈک کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔
"اچھا ہو گا ـــ اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو" ـــ ٹائیگ
منہ بناتے ہوئے کہا۔
"بات یہ ہے کہ میں اس سلسلے میں کسی گھٹیا درجے کے آدمی
بھی نہیں ڈالنا چاہتا ـــ اور کسی گروپ کے ذمہ بھی یہ کام نہ
لگانا چاہتا ـــ یہ ایسے آدمی کا کام ہے جو فری لانسر بھی ہو ـــ
اصول پسند بھی ہو ـــ اور تیزی سے کام کرنے کی صلاحیتیں بھ
ہو ـــ اور ان سب باتوں کو سوچتے ہوئے میرے ذہن میں
نام آیا ہے اس لئے میں نے تم سے بات کی ہے ـــ اگر تم ا
کام کی حامی بھر دو تو ٹھیک ہے ـــ ورنہ پھر میں اور کوئی لائحہ
سوچوں گا" ـــ رالنس نے کہا۔
"کتنی رقم دو گے" ـــ؟ چند لمحے سوچنے کے بعد ٹائیگر نے ا
"ایک لاکھ ڈالر ـــ مجھے دو لاکھ ڈالر کی آفر ہوئی ہے۔ ایک
لاکھ تمہارا ایک میرا ـــ اور باقی جو کوئی بھی اخراجات ہوں گے

بھی میں ادا کروں گا ـــ بولو منظور ہے" ـــ رالنس نے کہا۔
"دیکھو رالنس! ـــ آفر تو خاصی معقول ہے اور میں تمہاری
طبیعت سے بھی واقف ہوں کہ تم کھرے اور صاف آدمی ہو۔ اس
لئے تم جھوٹ بھی نہیں بول رہے ـــ لیکن تم نے آفر ہی بہت
کم قبول کی ہے ـــ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کے سربراہ کو ٹریس
کرنا ہی اصل مسئلہ ہے ـــ وہ کوئی عام یا مشہور آدمی تو نہیں
ہے کہ بس جا کر اس کے سینے میں گولی مار دی جائے گی ـــ اس
لحاظ سے یہ آفر بہت کم ہے" ـــ ٹائیگر نے کہا۔
"تمہاری بات درست ہے ـــ لیکن مسئلہ صرف خاتمے کا
ہے ٹریس کرنے کا نہیں ـــ میری پارٹی کا ایک آدمی ڈاگ مین
تنظیم میں شامل ہے ـــ تم جانتے ہو کہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس
لئے اس آدمی کے ذریعے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ ڈاگ مین نے
یہاں ماڈل کالونی کی ایک کوٹھی کو اپنا خفیہ اڈا بنا رکھا ہے اسے
وہ لوگ بلیو ہاؤس کہتے ہیں ـــ لیکن ڈک خود کہاں رہتا ہے۔
اس کا علم نہیں ہے۔ البتہ وہ بلیو ہاؤس میں آتا جاتا ضرور رہتا
ہے۔ اس لئے اگر کسی طرح بلیو ہاؤس کو کور کر لیا جائے تو ڈک
کو آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے" ـــ رالنس نے کہا۔
"اگر یہ اتنا ہی سیدھا کام ہے تو رالنس! ـــ کم از کم ریوالور کا ٹریگر
دبانا تو تم بھی جانتے ہو ـــ پھر ایک لاکھ ڈالر کی رقم ضائع کرنے
کا کیا فائدہ" ـــ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
"یہ بات نہیں! ـــ ڈک انتہائی شاطر آدمی ہے وہ ہر طرف

سے ہوشیار رہتا ہے۔ اس لئے آسے ٹریس کر لینے کے باوجود [illegible] یہ ڈک کا فوٹو ـــــ ویسے وہ میک اَپ کا ماہر ہے۔ اور ہاں ! ـــــ یہ قتل کرنا آسان نہیں ہے ـــــ اس کیلئے زبردست اعصابی جنگ [illegible] بھی بتا دوں کہ اُسے آسان شکار سمجھنے کی کبھی غلطی نہ کرنا ـــــ اس کی ضرورت ہے اور میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں ـــــ بہر حال اگر [illegible] کا نشانہ بے خطا ہے ـــــ اور وہ مارشل آرٹ کے ٹاپ ماہرین میں تم یہ کام نہیں کرنا چاہتے تو مجھے بتا دو" ـــــ رالنن نے اس [illegible] سے ایک ہے ـــــ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ پُشت پر بھی قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔ [illegible] آنکھیں رکھتا ہے" ـــــ رالنن نے میز کی دراز کھول کر ایک

"اس کام کے لئے وقت کی پابندی تو نہیں ہے" ـــــ ؟ ٹائیگر [illegible] بریف کیس باہر نکالا اور میز پر رکھ کر اسے کھول دیا۔ بریف کیس میں نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔ [illegible] نوٹ بھرے ہوئے تھے۔

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے ـــــ اور مجھے معلوم ہے کہ اگر تم [illegible] "کارڈ اور فوٹو اس کے اوپر رکھے ہوئے ہیں ـــــ مجھے وقتاً یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا تو پھر یہ میرے تصور سے بھی جلد ہو جائے [illegible] فوقتاً رپورٹ دیتے رہنا" ـــــ رالنن نے بریف کیس ٹائیگر کی طرف گا ـــــ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف ہے" ـــــ رالنن [illegible] کھسکاتے ہوئے کہا۔

نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "او کے ! ـــــ ویسے بار بار رپورٹ دینے کی ضرورت نہ پڑے

"او کے ! ـــــ ٹھیک ہے ـــــ اس کوٹھی کا پتہ بتاؤ ـــــ [illegible] گی ـــــ میرے خیال میں ایک ہی رپورٹ فائنل ہو گی" ـــــ ٹائیگر میرے حوالے کرو ـــــ اور اس ڈاگ مین تنظیم کے سربراہ ڈک کا حلیہ [illegible] نے مسکراتے ہوئے کہا اور بریف کیس بند کر کے وہ اٹھا اور پھر تیزی بتا دو ـــــ میں اس کام کے لئے تیار ہوں" ـــــ ٹائیگر نے ایک [illegible] سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ بار سے باہر آ کر ٹائیگر نے بریف کیس کو موٹر سائیکل کی سائیڈ میں

"ویری گڈ ! ـــــ مجھے یقین تھا کہ تم ضرور یہ کام کرنے کی حامی [illegible] اٹک کیا اور دوسرے لمحے وہ موٹر سائیکل لے کر آگے بڑھ گیا۔ اس بھرو گے ـــــ اور اب میں مطمئن ہوں کہ کام ہو جائے گا ـــــ میری [illegible] کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ منشیات کی سمگلنگ تو بہر حال ساری عمر اسی دھندے میں گذری ہے ـــــ مجھے تمہاری ان [illegible] جرم تھا ہی ـــــ لیکن اس طرح بے گناہ عورتوں کو قتل کر کے منشیات صلاحیتوں کا بھی علم ہے جن کا شاید تمہیں بھی علم نہ ہو گا ـــــ بہر حال [illegible] کی سمگلنگ اس کے نزدیک انتہائی گھٹیا اور ناقابل معافی جرم تھا۔ اصول کے مطابق آدھی رقم پہلے ـــــ اور آدھی کام ہو جانے کے [illegible] اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ نہ صرف وہ اس ڈاگ مین کا خاتمہ کرے بعد ـــــ اور یہ لو آدھی رقم ـــــ یہ اس کوٹھی کے پتے کا کارڈ ـــــ ا [illegible] گا۔ بلکہ بعد میں وہ رالنن کی پارٹی کے خلاف بھی کام کرے گا۔ لیکن

وہ پہلے اس سلسلے میں عمران سے بات کر لینا چاہتا تھا۔ اگر ع
نے دلچسپی لی تو پھر ظاہر ہے وہ اس کی ہدایات کے تحت ہی کا
لیکن اگر اس نے دلچسپی نہ لی تو پھر وہ اکیلا ہی یہ کام سرانجام دیگ
ایک پبلک فون بوتھ کے قریب جاکر اس نے موٹر سائ
اور نیچے اتر کر وہ بوتھ میں داخل ہوگیا۔ اس نے سکے ڈال کر
کے فلیٹ کا نمبر گھمایا۔ لیکن دوسری طرف سے سلیمان نے ا
کہ عمران موجود نہیں ہے۔ تو وہ رسیور رکھ کر باہر آگیا۔ پہلے
نے موٹر سائیکل اپنے ہوٹل کی طرف موڑ دی تاکہ وہ تم بھی محفوظ
اور پوری تیاری کر کے ماڈل کالونی جائے۔ لیکن پھر ایک خیال
آتے ہی اس نے موٹر سائیکل کو ماڈل کالونی کی طرف موڑ دیا
اس کو مٹی کو دیکھ لے اس کے بعد اطمینان سے پلاننگ کر

عمران نے بڑے اطمی
بندھا ہوا ابھرا ڈل
ساتھی کی انگلی مشین گن کے ٹریگر کی طرف بڑھتی دیکھ رہا تھا۔
ویر نیاض اور جولیا دونوں نے خوف کی شدت سے آنکھیں بند
لی تھیں۔ کیونکہ صورت حال ایسی تھی کہ اس صورت میں عمران کے
بچ جانے کا ایک فیصد بھی امکان نہ تھا۔ لوہے کے کڑوں کو بہرحال
کڑوں میں لگے ہوئے بلیڈوں سے نہ کاٹا جا سکتا تھا۔ لیکن عمران
کے چہرے پر اس طرح گہرا اطمینان تھا جیسے مشین گن کا رخ اس
کی طرف ہونے کی بجائے کسی اور کی طرف ہو۔
ڈک بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا اور پھر
اس لمحے جب عمران نے محسوس کیا کہ ڈک کے ساتھی کی انگلی
حرکت کرنے والی ہے تو عمران نے یکلخت دائیں پیر میں
موجود سے اوٹ کے پچھلے حصے کو ستون سے مارا۔ اور عین اسی

لمحے مشین گن کا ٹریگر بھی دب گیا اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے س
ہی ڈک کا ساتھی یکلخت بری طرح چیخ پڑا۔ عمران کے بوٹ
نوک سے نکلنے والی ایک باریک سی سوئی بندوق سے نکلنے والی گ
طرح اس آدمی کی پنڈلی سے ٹکرائی تھی اور اچانک جھٹکا لگنے
سے مشین گن کا رخ بے اختیار ایک جھٹکے سے اوپر کو ہو گیا
مشین گن سے نکلنے والی گولیاں عمران کو لگنے کی بجائے چھت
جا ٹکرائیں۔ جب کہ وہ آدمی بری طرح چیختا ہوا اچھلا اور پھر
نیچے فرش پر جا گرا۔ مشین گن اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گ
اور وہ فرش پر پڑا بری طرح تڑپنے لگا۔

ڈک اور جیمز حیرت سے بت بنے اپنے ساتھی کو فرش پر
تڑپتا دیکھ رہے تھے۔ ان کے ذہنوں نے اس سچوئشن کو
فوری طور پر سمجھنے سے انکار کر دیا تھا۔

عین اسی لمحے گھڑگھڑاہٹ کی آواز ابھری اور ڈک اور ج
یکلخت چونک کر عمران کی طرف دیکھا تو عمران کے ہاتھ ان
سے آزاد ہو چکے تھے اور دوسرے لمحے عمران کا جسم کٹے
شہتیر کی طرح فرش کی طرف گرا۔ اور پھر اس سے پہلے ک
کچھ سمجھتا، عمران کے آگے کی طرف پھیلے ہوئے ہاتھ جیمز
سے ٹکرائے، عمران کے جسم کو ہلکا سا آگے کی طرف جھٹکا لگا
بری طرح چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ عمران نے
دونوں پنڈلیاں پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے گھسیٹ لیا تھا
کے ساتھ ہی عمران کا اکڑا ہوا جسم تیزی سے واپس سیدھا ہو

کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھوں کو بازیگروں کی طرح پلٹی دی اور فضا میں اٹھا ہوا ڈک کا بھاری جسم یکلخت کسی لٹو کی طرح گھوما اور ڈک کا الٹا جسم یکلخت سیدھا ہو کر عمران کے سینے سے آلگا۔ اب وہ عمران کے آگے اس طرح کھڑا تھا کہ عمران کا ایک بازو اس کی گردن میں اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد مضبوطی سے جما ہوا تھا۔

"خبردار ۔۔۔ اگر غلط حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا" ۔۔۔ عمران نے یکلخت غراتے ہوئے کہا اور گردن میں موجود بازو کو زور سے جھٹکا دیا۔

لیکن دوسرے لمحے ڈک کا جسم اس طرح تڑپا جس طرح مچھلی پانی سے باہر نکلنے پر پہلی بار تڑپتی ہے اور وہ عمران سمیت اچھل کر منہ کے بل نیچے فرش پر گرا۔ اس بار عمران کا جسم اس کے اوپر تھا۔

اسی لمحے جیمز یکلخت حرکت میں آیا۔ اس نے تیزی سے ریوالور نکال کر عمران کی پشت پر فائر کرنا چاہا۔ لیکن نیچے گرتے ہی یکلخت عمران کا جسم مڑ گیا۔ حالانکہ اس کے دونوں پیر بدستور کنڈوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ اس طرح اس کی ٹانگیں تو مڑ گئیں لیکن اس کا جسم نیچے آگیا اور ڈک الٹ کر اس کے اوپر آگیا اور جیمز نے یکلخت ہاتھ روک لیا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے پوری قوت سے عمران کی پسلیوں پر ضرب لگائی۔ عمران کے جسم نے تیزی سے جھٹکا کھایا۔ لیکن بھرپور ضرب کے باوجود اس کے منہ سے سسکی بھی نہ نکلی اور اس نے ڈک کے گرد جمے ہوئے اپنے بازو بھی ڈھیلے نہ کئے ڈک بار بار تڑپ کر نکلنا چاہتا تھا۔ لیکن عمران اپنی ٹانگوں کے بری

طرح مُڑ جانے اور ٹوٹ جانے کے خطرے کے باوجود ڈک کو بار بار اُلٹا کر پھر اپنے اوپر لے آتا۔

اسی لمحے جیمز نے یکلخت جھک کر عمران کے سر پر ریوالور کا دستہ مارنا چاہا۔ مگر عمران کا جسم یکلخت ڈک سمیت نیم دائرے کی صورت میں گھوم کر جیمز کی ٹانگوں سے ٹکرایا اور جیمز نے اچھل کر بچنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر چیختا ہوا پیچھے کی طرف گرا اور اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور اچانک فضا میں اچھلا اور نیچے گرنے لگا کہ یکلخت عمران نے ڈک کے جسم کو اُلٹی طرف زور سے دھکیلا اور اس نے اس ہاتھ کے فارغ ہوتے ہی جس سے اس نے ڈک کے نچلے جسم کو قابو میں کیا ہوا تھا نیچے گرتا ہوا ریوالور جھپٹ لیا اور پھر یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور عمران کی پنڈلیوں کے گرد موجود کنڈوں کی سائیڈیں گولیوں سے اُڑ گئیں۔ صرف کنڈے ہی رہ گئے اور عمران یکلخت قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا۔ مگر پھر اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا۔ کیونکہ ڈک نے اپنے جسم کے آزاد ہوتے ہی یکلخت اچھل کر اس کے پیٹ میں ٹکر مار دی تھی۔ یہ ٹکر اس قدر اچانک اور شدید تھی کہ عمران سنبھل نہ سکا اور وہ خود بھی پشت کے بل نیچے گرا۔ بلکہ ریوالور بھی اس کے ہاتھوں سے نکل کر دُور جا گرا۔ لیکن پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر اٹھا اور اس بار جیمز اس سے پہلے اٹھ کر مشین گن کی طرف بھاگا۔ ادھر ڈک بھی عمران کی طرح ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح عمران کا جسم فضا میں بلند ہوا اور اس کے ساتھ ہی ڈک کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا جسم کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا اسی ستون

سے جا ٹکرایا جس سے چند لمحے پہلے عمران بندھا ہوا تھا۔ عمران نے فضا میں اچھل کر پوری قوت سے اپنے نچلے جسم کو فضا میں اینٹی کلاک صورت میں گھمایا تھا اور اس کی دونوں ٹانگیں جڑ کر پوری قوت سے ڈک کے پہلو سے ٹکرائی تھیں۔ یہ اس خوفناک اور حیرت انگیز ضرب کا نتیجہ تھا کہ ڈک کا بھاری جسم کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا ستون سے جا ٹکرایا تھا۔ عمران کا نچلا جسم لہرانے کے باوجود اس کا اوپر والا جسم کسی پرندے کی طرح آگے بڑھتا ہوا جیمز پر جا گرا۔ جو اس وقت مشین گن اٹھانے کے لئے جھکا ہوا تھا اور جیمز چیختا ہوا منہ کے بل گھسٹ کر مشین گن کے اوپر ہی گر گیا۔

عمران کا نچلا جسم جیسے ہی توازن میں آیا۔ وہ کہنیوں کے بل پر قلابازی کھا گیا۔ لیکن وہ اپنے ساتھ ہی جیمز کے جسم کو بھی اٹھاتا ہوا لے گیا۔ اور پھر جب عمران کی پشت فرش سے لگی، جیمز بُری طرح چیختا ہوا الٹ کر پچھلی دیوار سے جا لگا۔ اور عمران ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اکڑوں بیٹھا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا تو فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ لیکن اس دوران ڈک ستون سے ٹکرا کر نہ صرف فرش سے اٹھنے میں کامیاب ہو چکا تھا بلکہ اس نے کسی عقاب کی طرح بیرونی دروازے کی طرف چھلانگ بھی لگا دی تھی اور عین اسی لمحے جب اس کا جسم دروازے میں پہنچا۔ اس کا وہ ساتھی جو جولیا کے لئے انجکشن لینے گیا تھا دروازے پر نمودار ہوا اور عمران نے بھی اسی لمحے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ لیکن ڈک واقعی حیرت انگیز ذہنی صلاحیتوں کا مالک تھا وہ

یکلخت اپنے ہی آدمی کو پکڑ کر تیزی سے گھوما اور عمران کی مشین گن
سے نکلنے والی گولیاں آنے والے کے سینے پر پڑیں جب کر ڈک اس
کی پشت پر ہونے کی وجہ سے بچ گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ
عمران دوسرا برسٹ مارتا، ڈک نے اپنے گولیاں کھائے ہوئے
آدمی کو عمران کی طرف اچھالا اور عمران کا دوسرا برسٹ اپنی طرف
اڑ کر آتے ہوئے ڈک کے ساتھی کے جسم میں پیوست ہو گیا اور اس
دوران ڈک دروازے سے غائب ہو گیا۔ اڑ کر آنے والا ڈک
کا ساتھی گولیوں کا دوسرا برسٹ کھا کر آدھے راستے میں ہی فرش
پر گر گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے گھو
اور پھر دیوار سے ٹکرا کر نیچے فرش پر گٹھڑی کی صورت میں پڑے
جیمز کے جسم میں گولیوں نے راستہ بنا لیا۔
جیمز کا جسم پورا برسٹ کھا کر دیوار سے ٹکرایا اور پھر اس طر
کھل گیا جس طرح بندھا ہوا بستر کھلتا ہے۔
عمران ایک بار پھر گھوما اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ
دروازے میں ایک لمحے کے لئے رکا۔ دوسرے لمحے اس
راہداری میں برسٹ مارا اور اچھل کر راہداری میں آ گیا۔ اور بے تحاش
دوڑتا ہوا آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں
دور سے کسی کار کے انجن سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ راہداری
کا اختتام سیڑھیوں پر ہوتا تھا جو کافی بلندی تک چلی گئی تھیں عمران
دو دو سیڑھیاں اکٹھی پھلانگتا ہوا جب اوپر پہنچا تو وہ برآمدے میں
تھا۔ اور سامنے کھلے پھاٹک سے نیلے رنگ کی کار باہر نکل کر دا

طرف کو مڑ گئی تھی۔
عمران نے ایک لمحے کے لئے دانتوں سے ہونٹ کاٹے اور پھر ادھر
ادھر دیکھ کر وہ واپس سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔ باقی کوٹھی خالی پڑی
تھی۔ ڈک فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ٹائیگر ماڈل کالونی کی اس کوٹھی کے قریب پہنچا جس کا پ
رالنسن نے اُسے دیا تھا تو اس نے کوٹھی کا پھاٹک کھلتے اور پھر ایک
نیلے رنگ کی کار کو انتہائی بے تحاشا انداز میں موڑ کاٹتے ہوئے دا
طرف کو مڑتے دیکھا۔ وہ چونکہ اسی سائیڈ سے آرہا تھا جس طرف
کار مڑی تھی۔ اس لئے چند لمحوں بعد کار تقریباً اڑتی ہوئی اس
قریب سے آگے نکل گئی۔ اور ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ کیو
رالنسن نے جو فوٹو اُسے دیا تھا۔ کار چلانے والا ہو بہو ویسا ہی تھا
البتہ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور وہ خاصا ڈسٹرب معلوم ہوتا تھ
جب کار آگے جا کر ایک موڑ گھوم گئی تو ٹائیگر نے موٹر سائیکل
اور اس کے پیچھے ڈال دیا۔ وہ یہ تو سمجھ گیا تھا کہ جانے والا ڈک
ہے۔ لیکن چونکہ اُسے سوائے اس کوٹھی کے ڈک کے کسی اور ٹھکا
کا علم نہ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اس موقعے کو ہاتھ سے نہ جا

دیا جائے۔ یہ کوٹھی تو بعد میں بھی چیک کی جا سکتی ہے۔ اگر ڈک کسی اور ٹھکانے پر جا رہا ہے تو اس کا یہ ٹھکانہ پہلے معلوم کرنا چاہیے چنانچہ وہ بڑے محتاط انداز میں نیلے رنگ کی کار کے تعاقب میں مصروف ہو گیا۔ کار کی نمبر پلیٹ پر اس کی کئی بار نظریں پڑی تھیں وہ بار بار اُسے اس لئے دیکھ رہا تھا تاکہ اس کا نمبر ذہن میں اچھی طرح محفوظ کرے۔

کار اب نارمل انداز میں دوڑ رہی تھی۔ ٹائیگر موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا کبھی اس سے آگے نکل جاتا اور کبھی اس کے پیچھے چلنے لگتا۔ ایک چوک پر پہنچ کر کار اچانک دائیں طرف مڑ گئی جب کہ ٹائیگر جو اس وقت آگے نکل چکا تھا اُسے ٹرن لینے میں کافی وقت لگ گیا اور پھر جب وہ ٹرن لے کر چوک سے اس سڑک پر مڑا جدھر وہ نیلے رنگ کی کار گئی تھی تو سیدھی جاتی ہوئی سڑک دُور دُور تک خالی پڑی تھی یہ سڑک شہر سے باہر ویران کھنڈرات کی طرف جاتی تھی۔ یہ کھنڈرات محکمہ آثار قدیمہ کی تحویل میں تھے اور اسی لئے کبھی کبھار اِکّا دُکّا کاریں اس طرف آتی جاتی رہتی تھیں۔ ورنہ اور کوئی ٹریفک نہ ہوتی تھی۔ ٹائیگر موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا جا رہا تھا لیکن ڈک کی کار اُسے کہیں نظر نہ آرہی تھی۔

"یہ اچانک کہاں غائب ہو گیا" —— ٹائیگر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سڑک کی دونوں اطراف میں سوائے درختوں کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ اور اگر کار ان درختوں میں چھپی ہوتی، تب بھی اس کی جھلک تو بہر حال اُسے ضرور نظر آجاتی۔

ابھی ٹائیگر یہی سوچتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا کہ اچانک اس
جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا جسم فضا میں قلابازیاں کھ
ہوا اچھل کر ایک زوردار دھماکے سے نیچے سڑک پر گرا جب کہ
سائیکل اس کے نیچے سے نکل کر پہلے تو اسی طرح تیز رفتاری
دوڑتا چلا گیا۔ پھر وہ اچھل کر سڑک کے نیچے آیا اور اس کے بعد ا
زوردار دھماکے سے کسی گہرائی میں گر گیا۔

ٹائیگر اس قسم کے حادثے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھا۔ اس
لئے جب وہ نیچے گرا تو اس کا سر سڑک سے پوری قوت سے ٹ
اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اندھیرے پھیلتے چلے گ

پھر درد کی ایک تیز لہر کی وجہ سے اس کی آنکھیں کھل گئیں
اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک ط
سانس لے کر رہ گیا۔ کیونکہ اس کا جسم ایک سٹریچر پر چمڑے کی بیلٹ
سے بندھا ہوا تھا اور اس کے سر اور چہرے پر شفاف شیشے کا
بڑا سا خود موجود تھا۔ جس کے قریب ایک کافی بڑی اور قدرے
سی مشین موجود تھی اور ٹائیگر کے سر پر چڑھے ہوئے خود میں
تاریں نکل کر اس مشین سے منسلک ہو رہی تھیں۔ ایک لمبا سا
سفید کوٹ پہنے اس مشین پر جھکا ہوا تھا۔ مشین کے بے شمار ڈائل
میں سوئیاں حرکت کر رہی تھیں اور مختلف رنگوں کے بلب تیز
سے جل بجھ رہے تھے۔

"باس! ___ اب آپ پوچھ سکتے ہیں ___ اس کا ذہن ا
پوری طرح بیدار بھی ہے اور کنٹرول میں بھی ہے" ___ ایک

بھاری سی آواز سنائی دی۔

"تمہارا نام کیا ہے" ___ ؟ اچانک ایک اور آواز ٹائیگر کے
کانوں میں پڑی۔ یہ آواز پہلے سے مخالف سمت سے آ رہی تھی اس
لیے ٹائیگر نے نظریں موڑ کر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔
کیونکہ اس طرف ڈک ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ
میں ایک عجیب سی ساخت کا مائیک تھا۔

"ٹائیگر" ___ اچانک ٹائیگر کے منہ سے لفظ خود بخود پھسل گیا۔
حالانکہ وہ شعوری طور پر جواب میں اپنا نام بلیک کوبرا بتانا چاہتا تھا۔

"تم کس لئے میرا تعاقب کر رہے تھے" ___ ڈک نے دوسرا
سوال کیا۔

"تمہارا نیا ٹھکانہ معلوم کرنے کے لئے" ___ ٹائیگر کے منہ
سے ایک بار پھر یہ الفاظ اس طرح پھسلے کہ وہ خود بھی حیران رہ گیا۔
حالانکہ وہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کا تعاقب نہیں کر رہا تھا۔ وہ دل
ہی دل میں حیران ہو رہا تھا کہ آخر الفاظ خود بخود اس کے منہ سے
کیوں پھسل جاتے ہیں۔

"کیوں" ___ ؟ ڈک نے پوچھا۔

"تاکہ تمہیں قتل کر سکوں" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔ وہ واقعی
بے بس ہو چکا تھا۔ اس کا ذہن سوچتا اس کی مرضی سے ضرور تھا لیکن
اس کے منہ سے الفاظ اس کے سوچ کے مطابق نہ نکلتے تھے۔

"تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو ___ تفصیل بتاؤ" ___ ڈک
نے تیز لہجے میں پوچھا۔

جواب میں ٹائیگر نے بلاکم وکاست رالسن سے ہونے والی تمام
بات چیت بتا دی۔

"ہونہہ! ـــــ تو ریڈ سرکل اب ان اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی
ہے ـــــ میں رالسن کو جانتا ہوں۔ وہ پہلے ریڈ سرکل میں ہی تھا"
ڈک کی بڑبڑاہٹ اس کے کانوں میں پڑی۔ لیکن وہ خاموش
رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے ـــــ کس کے ماتحت ہو؟
کیا رالسن کے ماتحت ہو ـــــ؟" ڈک نے پوچھا۔

"میں علی عمران کا ماتحت ہوں" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا اور
ڈک علی عمران کا نام سنتے ہی یوں اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ جیسے اسے
بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو علی عمران ـــــ کون علی عمران ـــــ؟ تم تو
رالسن کی بات کر رہے تھے" ـــــ ڈک نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"میں رالسن کا ماتحت نہیں ہوں ـــــ صرف کبھی کبھار اس کے
لئے کام کرتا ہوں ـــــ اور وہ بھی صرف اس لئے تاکہ زیر زمین سرگرمیوں
سے واقف رہوں ـــــ میں ماتحت علی عمران کا ہوں۔ وہ میرا
باس ہے ـــــ علی عمران جو ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان
کا بیٹا ہے" ـــــ ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا علی عمران اور رالسن کا آپس میں کوئی تعلق ہے ـــــ"
ڈک نے پوچھا۔ وہ ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"نہیں! ـــــ علی عمران بہت بڑا آدمی ہے۔ وہ اس قسم کے
چھوٹے موٹے بدمعاشوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا" ـــــ ٹائیگر
نے جواب دیا۔

"کیا میرے متعلق تمہارے مشن کا علی عمران کو علم ہے" ـــــ؟
ڈک نے پوچھا۔

"نہیں! ـــــ یہ میرا پرائیویٹ کام ہے ـــــ ویسے میں نے رالسن
بار سے نکل کر علی عمران کے فلیٹ میں فون کیا تھا۔ لیکن وہ موجود
نہیں تھے" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہوں ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ ڈک نے چند لمحے خاموش
رہنے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کھٹک کی آواز
سنائی دی اور پھر ڈک نے اٹھ کر مائیک اس سفید کوٹ والے
کو دے دیا۔

"سنو! ـــــ سپیشل لائننگ پر اس شخص سے علی عمران کے متعلق
تمام تفصیلات ٹیپ کرو کہ یہ علی عمران سے کس طرح ملتا ہے ـــــ
کس طرح باتیں کرتا ہے ـــــ وہ اس سے کس طرح ڈیل کرتا
ہے ـــــ مکمل تفصیلات ـــــ اس کا پتہ وغیرہ ـــــ پوری تفصیل
ٹیپ کرنے کے بعد اسے ہلاک کر دینا ـــــ اور پھر یہ سپیشل
ٹیپ میرے دفتر بھجوا دینا" ـــــ ڈک نے تیز تیز لہجے میں اس
سفید کوٹ والے کو ہدایات دیں اور اس کے اثبات میں سر ہلانے
پر وہ مڑ کر چلتا ہوا ٹائیگر کی نظروں سے غائب ہوگیا۔

"مسٹر ٹائیگر! ـــــ باس بے حد سخت آدمی ہے۔ اور تم نے جس

لیا ہوگا کہ اس نے تمہیں ہلاک کر دینے کا حکم دیا ہے اور اس (کے بعد) تم قطعی بے بس ہو ۔۔۔ تم اپنی مرضی سے اپنی انگلی بھی نہیں (ہلا) سکتے ۔۔۔ لیکن اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو میں تمہیں زندہ چھ(وڑ سکتا) ہوں" ۔۔۔ سفید کوٹ والے کی آواز سنائی دی۔

"کس قسم کے تعاون کی بات کر رہے ہو" ۔۔۔ ؟ ٹائیگر (نے) پوچھا۔

"صرف اتنا کہ جو کچھ میں پوچھوں اس کا تفصیل سے جواب (دیتے) جاؤ" ۔۔۔ سفید کوٹ والے نے کہا۔

"وہ تو تم ویسے بھی پوچھ سکتے ہو ۔۔۔ میرا دماغ تمہارے (قبضے) میں ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے ۔۔۔ میں تم سے سب کچھ (پوچھ) سکتا ہوں۔ لیکن میں ایک اور لائن پر سوچ رہا ہوں ۔۔۔ تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے رانسن کے متعلق تفصیلات بتاتے ہوئے (یہ) بتایا ہے کہ ریڈ سرکل کا آدمی ڈاگ مین ہے اور اسی نے ریڈ (سرکل) کو ڈک نس کا فوٹو بھی مہیا کیا ہے اور بلیو ہاؤس کا پتہ بھی اور (اس کا) مشن بھی ۔۔۔ میں اس آدمی کو ٹریس کرنا چاہتا ہوں۔ اور (چونکہ) رانسن نے تمہیں اس کے متعلق نہیں بتایا اور میرے خیال میں رانسن (کو) بھی اس کا علم نہیں ہے ۔۔۔ لیکن اب چیف باس پاگل کتے (کی) طرح اس آدمی کو ٹریس کرنے میں لگ جائے گا اور میں اس (آدمی) کو اس لئے ٹریس کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں خود ریڈ سرکل میں شا(مل) ہونا چاہتا ہوں لیکن خاص شرائط کے تحت ۔۔۔ اس لئے

میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں تو کیا تم میرے ساتھ ایک معاہدہ کرتے ہو کہ تم رانسن کے ذریعے اسے ٹریس کر کے مجھے اطلاع دے دو گے" ۔۔۔ سفید کوٹ والے نے کہا۔

"سوری! ۔۔۔ رانسن انتہائی بااصول آدمی ہے ۔۔۔ وہ مر تو سکتا ہے۔ لیکن اپنی پارٹی کے مفاد کے خلاف کام نہیں کرے گا۔ اس لئے اس شرط کا پورا ہونا ناممکن سمجھو ۔۔۔ باقی تم مالک ہو۔ جو چاہو کرو ۔۔۔ اگر میری موت اسی طرح لکھی ہے تو مجھے منظور ہے ۔۔۔ ورنہ تم کیا ۔۔۔ تمہارا چیف باس کوئی بھی مجھے نہیں مار سکتا" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس وقت اس کا ذہن مکمل طور پر آزاد تھا اور وہ جو سوچ رہا تھا وہی کچھ اس کے منہ سے بھی نکل رہا تھا۔

"گڈ! ۔۔۔ بس میں یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے تمہارے ذہن کو آزاد کر دیا تھا ۔۔۔ کیونکہ تمہارے لاشعور میں رانسن کے متعلق یہ بات موجود نہ تھی۔ میں نے چیک کر لیا تھا ۔۔۔ اس لئے میں تمہارے شعور کو کھنگالنا چاہتا تھا" ۔۔۔ سفید کوٹ والے نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کا اطمینان بھرا لہجہ سن کر ہی اچانک ٹائیگر کے ذہن میں خیال پیدا ہوا۔

"تم بے فکر رہو مسٹر! ۔۔۔ تمہارا چیف باس پتہ نہیں لگا سکتا۔" ٹائیگر نے اسی خیال کے تحت ایک داؤ کھیلتے ہوئے کہا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو" ۔۔۔ سفید کوٹ والے

کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں ۔۔۔ تم ہی وہ آدمی ہو جو ریڈ سرک[ل] سے متعلق ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے خیال کا اظہار بڑے پُر یقین لہجے میں کیا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ تمہارے ذہن میں یہ بات کیسے آگئی" ۔۔۔ سفید کوٹ والے کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے کوئی ناممکن اچانک ممکن ہو گیا ہو۔

"تم ذہن کو کنٹرول کرنے والی مشین کے ماہر ضرور ہو گے۔ لیکن تم بہرحال ذہن پڑھنے کے ماہر نہیں ہو ۔۔۔ تمہارے آخری فقر[ے] سے جھلکنے والے اطمینان اور تمہارے سوالات نے مجھے بتا دیا کہ تم وہی آدمی ہو" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی اعلیٰ دماغ کے مالک ہو ۔۔۔ اچھا اب میری بات سنو ۔۔۔ اب جبکہ یہ بات سامنے آ ہی گئی ہے تو اب مجھے بتا دو کہ میں کیا کروں ۔۔۔ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ تم اس گروپ کے لئے کام کر رہے ہو تو میں یقیناً گھبرا جاتا ۔۔۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تم اس چکر میں ہو" سفید کوٹ والے نے کہا۔

"تو سنو ۔۔۔ جہاں تک تمہارے چیف باس کے احکامات سے میں سمجھا ہوں۔ وہ دراصل میرے میک اپ میں اپنے کسی آدمی کو عمران کے پاس بھیجنا چاہتا ہے اور میرے تعلقات کو استعمال کر کے عمران کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ یہ مجھے نہیں معلوم ک[ہ]

عمران کو وہ کیوں ختم کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ لیکن علی عمران کا نام آنے پر وہ جس طرح کرسی سے اچھلا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علی عمران نہ صرف اس کی راہ پر لگ گیا ہے ۔۔۔ بلکہ وہ اس سے ٹکرا بھی چکا ہے ۔۔۔ اور میری یہ بات لکھ لو کہ اب دنیا کی کوئی طاقت عمران کے ہاتھوں اس شخص یا اس تنظیم کو نہیں بچا سکتی۔ باقی تم بے شک اس کی ہدایات کے مطابق تمام تفصیلات ٹیپ کر لو ۔۔۔ اور اگر اس کے بعد تم مجھے آزاد کر دو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس وقت تک سامنے نہ آؤں گا جب تک عمران اور تمہارے باس کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا ۔۔۔ اور ہو سکتا ہے کہ میں پہلے ہی تمہارے باس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"سوری ۔۔۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتا کہ تمہیں چھوڑ دوں۔ اس طرح تو میری ذات براہ راست سامنے آجائے گی۔ اس لئے مجبوری ہے ۔۔۔ تمہیں بہرحال مرنا ہی پڑے گا۔ البتہ میں برائن کو خفیہ کال کے ذریعے تفصیلات بھی بتا دوں گا ۔۔۔ اور تمہاری موت کی اطلاع بھی دے دوں تاکہ وہ اپنا بندوبست کر لے" سفید کوٹ والے نے جواب دیا۔

"اچھا اگر یہ بات ہے تو میری آخری ایک خواہش ضرور پوری کر دینا ۔۔۔ اور وہ صرف اتنی ہے کہ مجھے گیس یا کسی سائنسی آلات سے نہ مارنا ۔۔۔ بلکہ میری پشت میں گولی یا گولیاں اتار دینا۔ تاکہ کل اگر میری لاش عمران کو ملے تو کم از کم میری روح

سر خرد ہو کر میں نے پشت پر گولی کھائی ہے" —— ٹائیگر نے کہا
"اوہ اچھا اچھا! —— میں تم مشرقیوں کی جذباتیت کو اچھی طرح سمجھ
ہوں —— حالانکہ مرنے کے بعد تمہارا اس بات سے کوئی تعلق نہ
گا کہ گولی تمہاری پشت پر لگی ہے یا سامنے۔ یا تم کس طرح ہلا
ہوئے ہو —— لیکن تم لوگوں کی جذباتیت کو چونکہ میں جانتا ہو
اور تم میری پارٹی کے لئے کام کرتے رہے تھے۔ اس لئے میں تمہا
آخری خواہش ضرور پوری کردوں گا" —— سفید کوٹ وال
نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے انداز میں ہنس کر کہا۔

"شکریہ! —— بس میں یہی چاہتا ہوں —— چاہے تم اسے
جذباتیت کا نام دے لو یا کچھ اور —— کم از کم میری روح کو
سکون حاصل ہو جائے گا" —— ٹائیگر نے واقعی بڑے پرسکون
لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے —— تمہاری آخری خواہش ضرور پوری ہوگی ——
فی الحال میں اپنا کام پورا کر لوں" —— سفید کوٹ والے نے کہا
اس کے ساتھ ہی وہ مشین پر جھک گیا۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر کے ذہن پر یکلخت ایک پٹاخہ سا چھوٹا
اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری کھا
میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ اور اس کے بعد اس کے حواس اس کا
ساتھ چھوڑ گئے۔

پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں اور ہوش میں آیا تو وہ بدستور سٹریچر
بندھا ہوا پڑا تھا۔ لیکن اس کے سر سے وہ شفاف شیشے کا خود ہٹ

چکا تھا۔ سفید کوٹ والا اب مشین کو بند کرنے میں مصروف تھا اس نے
ختلف بٹن دباتے اور پھر ٹائیگر کی طرف مڑا۔

"ہاں تو مسٹر ٹائیگر! —— میں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ اب
باقی رہ گیا ہے تمہارے خاتمے کا مسئلہ —— تو اگر تم یہ آخری
خواہش نہ کرتے تو اسی بیہوشی میں ہی تمہارا خاتمہ ہو جاتا اور مجھے
صرف ایک بٹن دبانا پڑتا اور بس —— لیکن اب چونکہ میں وعدہ
کر چکا ہوں۔ اس لئے مجبور ہوں" —— سفید کوٹ والے نے
ٹائیگر کے چہرے پر اپنا چہرہ جھکاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر —— ٹائیگر نے اسی طرح مطمئن لہجے
میں کہا۔

"گڈ! —— تم واقعی ایک بہادر انسان ہو —— اور مجھے
خوشی ہے کہ میں ایک بہادر انسان کی آخری خوشی پوری کر رہا
ہوں" —— سفید کوٹ والے نے کہا اور پھر وہ ایک
الماری کی طرف مڑ گیا۔

اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک رسی نکالی اور ایک
ریوالور نکال کر واپس ٹائیگر کی طرف مڑ آیا۔

ٹائیگر خاموش پڑا رہا۔ سفید کوٹ والے نے ریوالور ایک طرف
رکھا اور پھر اس نے پہلے ٹائیگر کی پنڈلیوں پر بندھی ہوئی چمڑے
کی بیلٹ کو سٹریچر کے نیچے سے کھولا اور اس کے بعد اس
نے رسی ٹائیگر کی پنڈلیوں کے گرد باندھ دی اس کے بعد اس
نے درمیانی بیلٹ کھولی اور باقی رسی ٹائیگر کے درمیانی جسم کے گرد

باندھ کر اس نے ٹائیگر کے سینے اور گردن کے گرد بندھی ہوئی
کھول دی ۔ اور سٹریچر کے سائیڈ راڈ سے ٹائیگر کے کلپ شدہ
بھی آزاد کر دیئے ۔

"اب اٹھ کر بیٹھ جاؤ ۔۔۔ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پشت پر باندھ
دوں" ۔۔۔ سفید کوٹ والے نے کہا اور ٹائیگر ایک جھٹکے
اٹھ کر بیٹھ گیا ۔ اس کی ٹانگیں اور پیر اب سٹریچر کے ساتھ رسی
سے جکڑے ہوتے تھے لیکن اوپر والا آدھا جسم آزاد تھا ۔

سفید کوٹ والے نے جو ذرا سا پیچھے کھڑا تھا آگے بڑھ کر
اس کے بازو پکڑے تاکہ انہیں پیچھے کر کے باندھ سکے کہ اچانک
وہ چیختا ہوا الٹ کر دور دیوار سے جا ٹکرایا ۔ ٹائیگر نے اسی آئیڈیا
کی وجہ سے ہی تو آخری خواہش کا اظہار کیا تھا اور وہ احمق اس
کے داؤ میں آگیا تھا ۔ اس لئے جیسے ہی اس نے ٹائیگر کے بازو
پکڑے ٹائیگر نے یکلخت پوری قوت سے اپنے بازوؤں کو
سے سامنے کی طرف جھٹکا دیا اور سفید کوٹ والا اچھل کر کسی گیند
کی طرح دیوار سے جا ٹکرایا ۔

اسے اچھالتے ہی ٹائیگر کا جسم تیزی سے دائیں طرف کو
اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دیوار سے ٹکرا کر واپس ٹائیگر پر حملہ کرتا
ٹائیگر نے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا لیا ۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر ! ۔۔۔ تم دوسروں کے دماغ پڑھنا نہیں
جانتے ۔۔۔ صرف مشین آپریٹ کرنا جانتے ہو ۔۔۔ اور تمہاری یہ
خامی آخر کار تمہیں لے ڈوبی" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے

اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا اور سفید کوٹ والا بری طرح
ہوا کسی لٹو کی طرح گھوما اور پھر فرش پر گر گیا ۔ فرش پر گرنے کے
بعد اسے صرف ایک لمحہ تڑپنے کی مہلت ملی اور اس کے بعد اس کے
پیر سیدھے ہوتے گئے ۔ ٹائیگر کے ریوالور سے نکلنے والی گولیاں
اس کے دل میں سوراخ کر گئی تھیں ۔

ٹائیگر نے اس کے مرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھوں
سے رسیاں کھول لیں اور اچھل کر سٹریچر سے نیچے اتر آیا ۔ وہ واقعی
اپنی ذہانت کے بل بوتے پر یقینی موت سے بچ نکلا تھا ۔

ٹائیگر نے نیچے اتر کر ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور
پھر تیزی سے دوڑتا ہوا اس بڑے کمرے کے دروازے کے
قریب پہنچ گیا ۔ دروازے کو اس نے آہستہ سے دھکیلا تو وہ کھل
گیا ۔ ٹائیگر نے سر باہر نکال کر ادھر ادھر جھانکا ۔ دروازے کے
باہر ایک برآمدہ سا تھا جس کے سامنے ایک وسیع لان اور آخر میں
چار دیواری تھی ۔ برآمدہ اور لان خالی پڑا ہوا تھا ۔ ٹائیگر واپس مڑا
اور پھر اس نے ریوالور کی باقی گولیاں اس مشین پر چلا دیں دوسرے
لمحے خوفناک دھماکا ہوا اور مشین کے پرزے اڑنے لگے ۔
ٹائیگر فائر کرتے ہی بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدہ
کراس کر کے لان میں آیا ۔ اور پھر اسی طرح دوڑتا ہوا وہ چار دیواری
کے پاس پہنچ کر رکا اور پھر اس نے یکلخت جمپ لگایا ۔ اس
کا جسم ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں رکا ۔ دوسرے لمحے وہ باہر
سڑک پر کھڑا تھا ۔ سڑک پر ٹریفک آ جا رہی تھی ۔ ٹائیگر قدرے اطمینان

لیکن تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک کراس کر کے سامنے ایک زیر تعمیر کوٹھی کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ شاید اس کی تعمیر رکی ہوئی تھی اس لئے وہاں کوئی آدمی بھی نہ تھا۔

ٹائیگر چند لمحے وہاں رکا رہا لیکن جب کوٹھی میں سے اسے کوئی ردعمل دکھائی نہ دیا تو وہ سمجھ گیا کہ کوٹھی خالی ہے۔ وہ تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا موٹر سائیکل منچا نے کہاں تھا۔ اس لئے تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد جب اسے ایک ٹیکسی نظر آئی تو وہ ٹیکسی میں سوار ہو گیا۔

ٹیکسی ٹائیگر نے کنگ روڈ کے پہلے چوراہے پر چھوڑ دی اور پیدل عمران کے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ وہ بڑے محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا، جو فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہو۔ اور پھر وہ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔

فلیٹ کا دروازہ حسب دستور بند تھا۔ ٹائیگر نے کال بیل پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سلیمان کی بگڑی ہوئی شکل نظر آئی۔

"صاحب نہیں ہیں ___ ایک بار کہہ دیا کہ نہیں ہیں ___ نہیں آج کیا مصیبت ہے۔ ہر آدمی منہ اٹھائے صاحب کو پوچھنے چلا آ رہا ہے" ___ سلیمان کا لہجہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"میں ٹائیگر ہوں سلیمان! ___ میک اپ میں ہوں ___ کون پوچھنے آیا تھا" ___؟ ٹائیگر نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"اوہ ٹائیگر صاحب آپ! ___ اچھا پہلے بھی دو غیر ملکی آ کر پوچھ گئے ہیں ___ میں نے سمجھا کہ آپ بھی اسی گروپ کے ہیں ___ عمران صاحب واقعی موجود نہیں ہیں" ___ سلیمان نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"سنو! ___ میری کسی طرح عمران صاحب سے بات کرا دو ___ انتہائی ایمرجنسی مسئلہ ہے اور اس میں انہی کا فائدہ ہے" ___ ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا آیئے! ___ کوشش کرتا ہوں" ___ سلیمان نے دروازے سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اندر داخل ہو گیا۔ سلیمان نے دروازہ بند کر کے چٹخنی لگائی اور پھر وہ ٹائیگر کو لئے ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

ابھی وہ دونوں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے ہی تھے کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سلیمان نے جلدی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں" ___ سلیمان نے کہا۔

"سلیمان! ___ میں عمران بول رہا ہوں ___ تم ایسا کرو کہ کچھ روز کے لئے اپنے گاؤں چلے جاؤ۔ کیونکہ میں ایک مشن میں پھنسا ہوا ہوں۔ اس لئے شاید میں کچھ روز تک نہ فلیٹ آؤں اور نہ تم سے رابطہ قائم کر سکوں" ___ عمران کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے صاحب! ___ یہ ٹائیگر صاحب سے بات کر لیں" ___ سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر! — وہ کیسے فلیٹ پہنچ گیا —" بہرحال اُسے رس
عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور سلیمان نے رسیور ٹائیگر کی طر
بڑھا دیا اور جواب میں ٹائیگر نے عمران کو رالنسن کلب میں جا
سے لے کر یہاں فلیٹ پر آنے تک تمام روئیداد تفصیل سے
سنا دی۔

"لیکن تم فلیٹ پر کیوں آئے۔ جب کہ تم نے خود ڈک کو یہاں
پتہ دیا ہے — لازماً وہ فلیٹ کی نگرانی کرا رہا ہو گا" —
عمران نے پوچھا۔

"میں ہر صورت میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا —
میرا خیال تھا کہ سلیمان بہرحال آپ کو ڈھونڈ نکالے گا" — ٹ
نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا — اب تم ایسا کرو کہ یہاں سے نکل
انتہائی احتیاط سے اپنے ہوٹل جاؤ اور وہاں سے میک اپ بدل
دوبارہ اسی کوٹھی میں جاؤ جہاں سے فرار ہوتے تھے — م
ڈک کی عادت سمجھ گیا ہوں۔ اس نے بے شمار ٹھکانے بنائے ہ
ہیں — لیکن ہر ٹھکانے پر وہ صرف ایک دو آدمی رکھتا ہے
تاکہ پوری تنظیم سامنے نہ آسکے — وہاں لازماً وہی آپریٹر ہی ہ
تم وہاں احتیاط سے تلاشی لو۔ اگر اس کے کسی اور ٹھکانے کا کو
کلیو مل جائے تو سپیشل فریکوئنسی پر ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کر ل
میں بھی اب ٹرانسمیٹر پر ہی تم سے بات کروں گا" — عمران
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہو

ریسیور رکھا اور واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سلیمان جو
ڈرائینگ روم میں ہی کھڑا تھا اس کے پیچھے چل پڑا اور جب ٹائیگر
دروازہ کھول کر نیچے اترا تو سلیمان نے پیچھے سے دروازہ بند کر دیا۔

سیڑھیاں اتر کر ٹائیگر نے بڑے محتاط انداز میں ایک بار پھر
نگرانی کرنے والوں کو چیک کیا۔ لیکن باوجود کوشش کے اسے ایسا
کوئی آدمی نظر نہ آیا تو وہ اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھ گیا۔
اور پھر چوک سے خالی ٹیکسی ملتے ہی وہ اپنے ہوٹل روانہ ہو گیا۔
تاکہ میک اپ بدل کر وہ عمران کی ہدایات پر عمل کر سکے۔

ہوٹل کے کمرے میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے رسیور اٹھایا
اور رالنسن کلب کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رالنسن کلب" — چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

"بلیک کوبرا سپیکنگ! — رالنسن سے بات کراؤ" — ٹائیگر
نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ سر! — میں ڈکی بول رہا ہوں کاؤنٹر سے — ابھی
تھوڑی دیر پہلے نامعلوم اشخاص نے یہاں حملہ کیا ہے — وہ
باس کو اغوا کر کے لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن مزاحمت پر انہوں
نے باس کو گولی مار دی ہے اور فرار ہو گئے ہیں — چار اور
افراد بھی اس چکر میں ہلاک ہو گئے ہیں — باس شدید زخمی ہوئے
لیکن ہسپتال پہنچتے ہی ختم ہو گئے" — ڈکی کی بھرائی ہوئی
آواز سنائی دی۔

"اوہ ویری بیڈ! — کون لوگ تھے وہ — رالنسن کی تو کسی سے

دشمنی نہ تھی" ——— ٹائیگر نے رسماً کہا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ حملہ
یقیناً ڈاگ مین کے آدمی ہوں گے۔

"معلوم نہیں سر! ——— بہرحال وکٹر ان لوگوں کو تلاش کر رہا
ڈکی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— میں وکٹر سے بات کروں گا ——— میں
اس تلاش میں نہ صرف اس کی مدد کروں گا ——— بلکہ رالنس کی
کا بھرپور انتقام بھی لوں گا" ——— ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور
رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اُسے پہلے سے ہی اس بات کی
تھی جو پوری ہو گئی تھی۔

ریسیور رکھ کر وہ باتھ روم میں گھس گیا اور پھر جب میک
اور لباس بدل کر وہ باتھ روم سے باہر آیا تو بُری طرح چونک
سامنے چار مسلح افراد بڑے اطمینان سے کھڑے تھے۔
میں سے ایک ڈک تھا۔ اس کے ہاتھ خالی تھے جبکہ باقی تین
ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"تم شاید یہ سمجھ رہے تھے کہ تم میرے ہاتھوں سے زندہ بچ
گئے مسٹر ٹائیگر! ——— دیکھو! میں موت بن کر تمہارے سامنے کھڑا
ڈک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

ٹائیگر نے حیرت سے دروازے کی طرف دیکھا۔ کیونکہ اُسے سمجھ
نہ آ رہی تھی کہ اندر سے چٹخنی لگنے کے باوجود ان لوگوں نے
سے دروازہ کیسے کھول لیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو جھ
سا لگا کیونکہ چٹخنی بدستور بند تھی۔

"حیرت کی کوئی ضرورت نہیں مسٹر ٹائیگر! ——— ہم کھڑکی کے راستے سے آئے ہیں" ——— ڈک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ حماقت اس سے ہوئی تھی اس نے کمرے میں داخل ہو کر گھٹن سی محسوس کرتے ہوئے تازہ ہوا کے لئے خود ہی کھڑکی کھول دی تھی۔

"چلو یہ مسئلہ تو حل ہوا ——— میں واقعی پریشان ہو گیا تھا کہ تم لوگ اندر کیسے آ گئے ہو ——— بہرحال بولو کیا چاہتے ہو" ——— ؟ ٹائیگر نے کہا۔

"تم واقعی خاصے بہادر آدمی ہو ——— نجانے تم کس طرح پروفیسر ڈیگر کو ہلاک کر کے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے حالانکہ تم قطعی بے بس تھے ——— بہرحال اگر تم عمران کے فلیٹ پر نہ جاتے تو شاید مجھے اتنی جلد تمہارے فرار کا علم نہ ہوتا ——— تم نے عمران کے فلیٹ میں فون پر اس سے بات کی ہے میرے آدمی فون کر رہے تھے ——— لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عمران جس فون پر بات کر رہا تھا اس کا نمبر ٹریس نہیں ہو سکا۔ حالانکہ وہ کسی پبلک بوتھ کا نمبر بھی نہ تھا ——— میں اس کی تحقیقات کر چکا ہوں ——— اب میں تم سے صرف یہ پوچھنے آیا ہوں کہ عمران جس فون سے بات کر رہا تھا اس کا نمبر کیا ہے اور وہ کس جگہ لگا ہوا ہے" ——— ؟ ڈک نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تمہیں وہ نمبر قیامت تک نہیں مل سکتا ——— کیونکہ عمران تم سے زیادہ سمجھدار ہے ——— اس لئے پہلے سے اپنے فلیٹ کے

فون میں ایسی ایڈجسٹمنٹ کرا رکھی ہے کہ دوسری طرف کا نمبر ٹر نہیں ہو سکتا ——— حالانکہ وہ یقیناً کسی پبلک بوتھ سے با کر رہا ہوگا" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ کو دانش منزل کا پتہ تو نہ بتا سکتا تھا۔ حالانکہ وہ نمبر ٹریس نہ کی بات سے ہی سمجھ گیا تھا کہ عمران دانش منزل سے فون کر رہا تھا۔

"بہر حال مجھے عمران کا پتہ چاہیے ابھی اور اسی وقت کہاں ہے عمران" ——— ڈک نے ہونٹ کاٹتے ہو انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اگر میری جیب میں ہے تو تلاش کر لو" ——— ٹائیگر ہنستے ہوئے کہا۔

"ہوں! ——— تو تم نہیں بتانا چاہتے ——— ٹھیک ہے چھٹی کرو" ——— ڈک نے سپاٹ لہجے میں کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر ہٹا۔ اسی لمحے اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تینوں ریو برداروں نے یکلخت ٹریگر دبا دیئے۔ لیکن ٹائیگر ایسی صورت کے لئے ذہنی طور پر پہلے ہی تیار تھا۔ اس لئے ڈک کے ایک طرف ہٹتے ہی وہ یکلخت فضا میں اچھلا اور ریوالوروں کی گولیاں اس کے پیروں تلے سے نکل گئیں۔ لیکن ٹائیگر نے انہیں دو بارہ فائر کرنے کی مہلت ہی نہ دی۔ اس کا جسم بجلی کی سی تیزی اچھل کر سیدھا کھلی ہوئی کھڑکی سے نکلتا چلا گیا۔ چونکہ ہوٹل اس کا کمرہ چوتھی منزل کی بلندی پر تھا اس لئے کھڑکی سے اس ط

اچھل کر باہر نکلنا خودکشی کے ہی مترادف تھا۔ لیکن ٹائیگر اتنا احمق نہ تھا۔ چنانچہ جیسے ہی اس کا جسم کھڑکی سے باہر نکل کر نیچے گرا اس نے جسم کو ہلکا سا جھکولا دیا اور دوسرے لمحے اس کا جسم تیر کی طرح نیچے گرتا ہوا پہلی منزل کی کھڑکی کے اوپر باہر کو نکلے ہوئے شیڈ کی طرف گیا۔ اس کے دونوں پیر جیسے ہی شیڈ پر لگے اس نے قلابازی کھائی اور پھر اس شیڈ کے نیچے بنے ہوئے لان کی سائیڈ مہندی کی اونچی باڑ سے ٹکرا کر وہ کھڑا ہو گیا۔ باڑ پر گرنے کی وجہ سے اس کے چہرے اور ہاتھوں پر خراشیں آئیں اور کپڑے بھی میلے ہو گئے۔ لیکن اس کی نہ صرف جان بچ گئی بلکہ وہ ڈک اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے بھی فوری طور پر محفوظ ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی اس کا جسم کھڑکی سے باہر نکلے گا وہ سب تیزی سے کھڑکی کی طرف دوڑیں گے اور ان کی کوشش یہی ہوگی کہ وہ اسے فضا میں ہی ہٹ کر لیں لیکن اسے کھڑکی تک کے فاصلے کا اندازہ تھا۔ چنانچہ وہی ہوا جس لمحے اس کا جسم قلابازی کھا کر شیڈ کے نیچے مہندی کی باڑ سے ٹکرایا تھا اسی لمحے ڈک اور اس کے ساتھی کھڑکی پر پہنچے تھے۔ چونکہ یہ ہوٹل کی عقبی سمت تھی اس لئے اس طرف اس وقت کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

ٹائیگر کچھ دیر خاموشی سے اس شیڈ کے نیچے کھڑا رہا تاکہ اوپر کھڑکی سے دیکھنے والے مایوس ہو کر پلٹ جائیں۔ اس کے بعد وہ باڑ کے پیچھے جھک کر رینگتا ہوا آگے بڑھا اور پھر عقبی سمت میں فائر ڈور کی لوہے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا تیزی سے واپس جانے لگا۔ اسے مکمل

یقین تھا کہ ڈک اور اس کے ساتھی اب نیچے اُتر کر اُسے اِدھر اُدھر تلاش کریں گے ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ٹائیگر واپس اسی کمرے میں پہنچ جاتے گا چوتھی منزل پر پہنچ کر اس نے فائر ڈور پر موجود مخصوص نمبروں والا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس اپنے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس نے کھڑکی کی سائیڈ میں ہو کر نیچے جھانکا تو اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ ڈک کے ساتھی اُسے عقبی باغ میں تلاش کرتے نظر آئے۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈک ایک ساتھی کے ساتھ سامنے والی سمت پر ہوگا۔

ٹائیگر نے کھڑکی کو آہستہ سے بند کر دیا تاکہ وہ لوگ دوبارہ اند داخل نہ ہو سکیں۔ اور پھر مڑ کر دوبارہ باتھ روم میں داخل ہو گیا اس نے جلدی سے لباس بدلا اور میک اپ کے شیجز لگا کر بڑے اطمینا سے کمرے کا دروازہ کھول کر لفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں آیا۔ او بیرونی گیٹ سے نکل کر باہر پارکنگ کی طرف آیا۔ اسی لمحے اس مین گیٹ سے ایک کار کو مڑتے دیکھا اور اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ اُسے ڈک کے ایک ساتھی کی جھلک دکھائی دی۔ وہ پارکنگ میں کھڑ اپنی سپورٹس کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کار کے تعاقب میں تھا۔ اس نے کار میں موجود ٹرانسمیٹر پر عمران کی سپیشل فریکوئنسی سیٹ کی اور اُسے اس تمام واقعہ کی رپورٹ دینے میں مصروف ہو گیا۔

میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتے ہی سامنے کھڑے ڈک نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"یس ڈاگ مین۔ اوور" ——— ڈک نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"زیرو سرکل کالنگ چیف ڈک۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس! ——— چیف ڈک اٹنڈنگ یو۔ اوور" ——— اس بار ڈک نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"مسٹر ڈک! ——— سپلائی تمہیں پہنچ رہی۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ابھی فی الحال سپلائی ملتوی کر دی گئی ہے ——— یہاں پاکیشیا میں معمولی سی گڑبڑ ہو گئی ہے ——— فی الحال میں نے پروگرام بنایا ہے کہ اس گڑبڑ سے نمٹ لوں، اس کے بعد سپلائی کا سلسلہ شروع

کروں گا۔ اوور" ——— ڈک نے کہا۔

"اوہ! ——— مسٹر ڈک! ——— کہنا تو نہیں چاہیے۔ کیونکہ ہمارا ا[...]
آپ کا سلسلہ تو صرف سپلائی تک محدود ہے ——— لیکن کہیں [...]
آپ پاکیشیا میں عمران سے تو نہیں ٹکرا گئے۔ اوور" ———
دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا۔

"عمران! ——— وہ کون ہے ——— میں تو نام بھی پہلی بار سن ر[...]
ہوں ——— یہاں انٹیلی جنس کا ایک آدمی ذرا سی گڑبڑ کر رہا [...]
میرے آدمی اس سے بات چیت کر رہے ہیں ——— جیسے [...]
اس سے سودا طے ہو گیا، سپلائی بحال ہو جائے گی۔ اوور" ———
ڈک نے جان بوجھ کر جواب دیا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے ——— پاکیشیا میں سب سے بڑا خطرہ اگ[...]
کسی تنظیم کو ہو سکتا ہے تو وہ عمران ہے ——— اور مسٹر ڈک
میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ کسی طرح بھی عمران سے نہ ٹکرا[...]
اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مگر معلوم تو ہو کہ یہ عمران صاحب ہیں کون ——— ؟ ان[...]
حدود اربعہ کیا ہے جس سے آپ ڈاگ مین کو ڈرانے کی کوش[...]
کر رہے ہیں۔ اوور" ——— ؟ ڈک نے جان بوجھ کر لہجے کو درش[...]
کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری مسٹر ڈک! ——— آپ کے جذبات کو ٹھیس پہنچی [...]
لیکن یقین کریں میرا اس سے یہ مقصد نہ تھا کہ میں ڈاگ مین [...]
جیسی بین الاقوامی تنظیم کی توہین کروں ——— میں نے تو صر[...]

اس لئے کہا ہے کہ آپ مطلع رہیں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے
معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"شکریہ! ——— بہرحال اب آپ نے بات کر ہی دی ہے تو
پھر اس کے متعلق تفصیل بھی بتا دیں تاکہ میں اس سے پوری طرح
ہوشیار رہوں" ——— ڈک نے نرم لہجے میں کہا۔

"عمران ایک بظاہر احمق سا نوجوان ہے ——— کنگ روڈ کے
فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے اور پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس
کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکلوتا بیٹا ہے ——— لیکن سر رحمان
سے اس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہے۔ البتہ اس کا تعلق اگر ہے
تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے ساتھ ہے۔ وہ اس
کے لئے کام کرتا ہے ——— گو وہ براہ راست سیکرٹ سروس میں
ملازم نہیں ہے ——— یہ تو اس کے متعلق چند کوائف ہیں۔ ویسے
وہ دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے ——— بیشمار بین الاقوامی
مجرم تنظیمیں اور ورلڈ کلاس سیکرٹ ایجنٹ اس کے ہاتھوں اپنی
گردنیں تڑوا چکے ہیں ——— انتہائی شاطر، ذہین، انتہائی حد
تک خطرناک انسان ہے ——— میرے خیال میں اتنا ہی کافی
ہے۔ مزید کچھ کہنے سے ہو سکتا ہے کہ آپ ناراض ہو جائیں۔
اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ——— ہو سکا تو میں اس سے خود ٹکرا کر اس کا خاتمہ
کر دوں گا ——— بہرحال جب بھی سپلائی ہوئی، آپ کو باقاعدہ
اطلاع کر دی جائے گی۔ اوور" ——— ڈک نے منہ بناتے ہوئے

جواب دیا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عمران — عمران — عمران — جدھر جاؤ یہی عمران — جس طرف جاؤ یہی عمران — آخر یہ ہے کیا مصیبت" — ڈک نے غصیلے انداز میں ٹرانسمیٹر کی چھت پر زور زور سے مکے مارتے ہوئے کہا اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز اس کی پشت پر سنائی دی اور وہ تیزی سے واپس مڑا۔ پاس ہی ایک چھوٹی سی میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ ڈک میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" — ڈک نے کرخت اور بھاری لہجے میں کہا۔

"باس! — میں ٹارکم بول رہا ہوں — اڈہ نمبر تین پر انٹیلی جنس نے چھاپہ مارا ہے لیکن اس کے چھاپہ مارتے ہی ہم نے فوری طور پر سب کچھ الیون مغربی میں منتقل کر دیا ہے — صرف ایک کار ان کے ہاتھ لگی ہے لیکن وہ چوری کی ہے۔ اس لئے وہ اس سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے" — ٹارکم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انٹیلی جنس نے چھاپہ مارا ہے — اوہ! اس کا مطلب ہے یہ ٹائیگر انٹیلی جنس سے متعلق ہے۔ اس کار کے تعاقب میں وہی تھا۔ اس کا پتہ چلا کر وہ کہاں ہے — ؟" ڈک نے پوچھا۔

"نو سر! — راجر اسے کھو بیٹھا تھا — ویسے اب راجر اس کے ہوٹل کی نگرانی کر رہا ہے" — ٹارکم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — او کے" — ڈک نے چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد کہا اور پھر دھڑام سے رسیور کریڈل پر دے مارا۔ وہ چند لمحے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے خاموش بیٹھا رہا، پھر اس نے چونک کر دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

"یس — بلینی اٹنڈنگ" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ڈک بول رہا ہوں" — ڈک نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس!" — بلینی کے لہجے میں مؤدبانہ پن شامل ہو گیا۔

"سنو بلینی! — اب یہاں کام کرنے کی صورت حال بدل گئی ہے اس لئے میں سارا مشن بریک کر رہا ہوں — ویسے بھی ریڈ سرکل ہمارے پیچھے لگ گئی ہے — وہ ہمیں ہٹا کر اس بزنس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں — ان کی تو مجھے پرواہ نہیں ہے کیونکہ میں نے ہیڈ کوارٹر میں رالف کو احکامات دے دیئے ہیں کہ ریڈ سرکل کے تمام ہیڈز کو فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے — اور مجھے یقین ہے کہ وہ اب تک اپنا مشن مکمل کر چکا ہو گا — لیکن یہاں کی انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس اب آڑے آگئی ہیں اور ہم نادانستگی میں سارا پلان ان پر واضح کر چکے ہیں — اس لئے اب اس پلان کے تحت کوئی سپلائی ناممکن ہو گئی ہے — ایئر پورٹس پر لازماً تفصیلی چیکنگ کی جائے گی" — ڈک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس! — میں بھی یہی سوچ رہا تھا — لیکن اب کیا کیا جائے — ہم واپس چلے جائیں" — بلینی نے کہا۔

"نہیں! — ایسا ہونا ناممکن ہے — ڈاگ مین سے ٹکرانے

والے زندہ رہ جائیں۔ ایسا سوچنا ہی ناممکن ہے ـــــ اس لئے اب میں نے پلان بدل دیا ہے ـــــ اب میں دوسرا کام کرنا چاہتا ہوں ـــــ تم سپلائی گروپ کو فوری طور پر واپس بھجوا کر ایکشن گروپ کو طلب کرو ـــــ اُسے فوری طور پر یہاں پہنچنے کی ہدایات دے دو ـــــ ایکشن گروپ کے دونوں سیکشنز، ہارڈ سیکشن اور لائٹ سیکشن دونوں کو ـــــ ہارڈ سیکشن کو تم سنبھالو گے جب کہ لائٹ سیکشن میرے تحت براہ راست کام کرے گا ـــــ تمہارا اب کام یہ ہوگا کہ تم شہر میں جس قدر غیر ملکی عورتیں موجود ہیں انہیں قتل کرکے یہاں دہشت پھیلا دو ـــــ بے دریغ قتل کرو ـــــ میں لائٹ گروپ کے ساتھ سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کے خلاف کام کروں گا" ـــــ ڈک نے کہا۔

"لیکن باس! ـــــ اس قتل و غارت سے ڈاگ مین کو کیا فائدہ ہوگا" ـــــ بلینی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں اس قتل و غارت کے ذریعے انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کو ٹریپ کروں گا ـــــ وہ لازماً تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے اور میں ان کا شکار کھیلوں گا ـــــ کیونکہ اگر میں براہ راست ان سے ٹکرایا تو یہ گیم لمبی ہو جائے گی" ـــــ ڈک نے جواب دیا۔

"اوہ میں سمجھ گیا باس! ـــــ لیکن اس سے ایک نقصان ہوگا کہ بعد میں سپلائی کے لئے ہمیں یہاں غیر ملکی عورتیں دستیاب ہو سکیں گی" ـــــ بلینی نے جواب دیا۔

"ہاں! ـــــ یہ بات تو ہے ـــــ ویسے بھی یہاں غیر ملکی عورتوں کی

تعداد کم ہے ـــــ تو پھر ٹھیک ہے تم ایسا کرو کہ ایک غیر ملکی عورت کے ساتھ چار مقامی عورتوں کو بھی ہلاک کر دو ـــــ مجھے یقین ہے ایک دو غیر ملکی عورتوں کی ہلاکت تک ہی نوبت پہنچے گی کہ میں انہیں ٹریپ کرکے ان کا خاتمہ کر دوں گا اور اس کے بعد ہم سپلائی کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیں گے" ـــــ ڈک نے کہا۔

"باس! ـــــ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک تجویز پیش کروں" ـــــ بلینی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں بولو! ـــــ تم میرے نمبر ٹو ہو اور میں نے تمہاری صلاحیتیں دیکھ کر ہی تمہیں یہ عہدہ دیا ہے" ـــــ ڈک نے جواب دیا۔

"تھینک یو باس! ـــــ دراصل میں نے اپنے طور پر اس ساری صورت حال پر غور کیا ہے ـــــ میرے نقطۂ نظر سے ہمارا یہ بزنس ختم ہو گیا ہے ـــــ انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کو ہمارے اس دھندے کا پتہ چل گیا ہے اس لئے اب میرے خیال میں یہ لوگ ختم بھی ہو جائیں۔ تب بھی کسی لاش کو بغیر تفصیلی چیکنگ کے ایئرپورٹ سے کلیرنس نہیں مل سکتی ـــــ اس لئے کیوں نہ ہم اپنا انداز بدل دیں اور کام کرتے رہیں۔ البتہ اس دوران آپ جن سے انتقام لینا چاہتے ہیں ساتھ ساتھ لیتے رہیں" ـــــ بلینی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تم کیسا انداز اختیار کرنا چاہتے ہو" ـــــ ؟ ڈک نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے باس! ـــــ ہم عورتوں کی بجائے بچوں کو استعمال

کرنا شروع کر دیں ـــــ انہیں مُردہ ظاہر نہ کیا جائے ـــــ بلکہ انہیں اس طرح اٹھا کر لے جائیں جیسے سوتے ہوئے بچوں کو جایا جاتا ہے ـــــ اس طرح کسی کو شک نہیں ہو سکتا" ـــــ نے کہا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ بچہ اغوا کیا جائے اور اسے ہلاک کر کے اس کے پیٹ میں منشیات بھری جائیں اور پھر ایک عورت اسے اس طرح ساتھ لے کر جہاز میں بیٹھے جیسے بچہ سویا ہوا ہو۔ آئیڈیا تو اچھا ہے ـــــ بچے تو عام ہی مل جائیں گے زیادہ تردد بھی نہ کرنا پڑے گا۔ لیکن اس طرح سپلائی بے حد کم ہو جائے گی ـــــ ظاہر ہے ایک ایسا بچہ جسے ایک عورت اٹھا کر لے جاتے، بہت چھوٹا ہی ہو سکتا ہے اور اتنے چھوٹے بچے کے پیٹ میں کتنی مقدار جا سکتی ہے ـــــ بہت کم ـــــ کیا خیال ہے" ـــــ ڈک نے کہا۔

"ہاں باس! ـــــ مقدار تو واقعی بے حد کم ہو جائے گی لیکن بہرحال کام چلتا رہے گا" ـــــ بینی نے جواب دیا۔

"نہیں! ـــــ ایک عورت کی بجائے دس بچے لے جانے پڑیں گے ـــــ یہ خاصا پریشان کن مسئلہ بن جائے گا اس لئے وہ عورتوں والا مسئلہ ہی ٹھیک رہے گا۔ البتہ اس میں ایک ترمیم ہو سکتی ہے کہ ضروری نہیں کہ ہم غیر ملکی عورتوں کو ہی پار کریں ـــــ یہ کام مقامی عورتوں سے بھی لیا جا سکتا ہے" ـــــ ڈک نے کہا۔

"نو سر! ـــــ مقامی عورتیں بے کار ہیں۔ کیونکہ مقامی عورتیں دفن کرنے کے لئے یہاں سے باہر نہیں بھیجی جاتیں ـــــ بلکہ باہر سے یہاں آ سکتی ہیں" ـــــ بینی نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اوہ واقعی! ـــــ مجھے اس بات کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ بیرون ملک بھی تو مقامی عورتوں کے لواحقین رہ سکتے ہیں" ـــــ ڈک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ ویسے وہ بچوں والا مسئلہ رہے گا ٹھیک۔ یا پھر سرے سے سارے آئیڈیے کو ڈراپ کر کے کوئی نیا آئیڈیا سیٹ کیا جائے" ـــــ بینی نے کہا۔

"مثلاً بالکل نیا آئیڈیا کیا ـــــ؟" ڈک نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"باس! ـــــ ایک بالکل اچھوتا آئیڈیا ہے بالکل اچھوتا ـــــ اور کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو سکے گا ـــــ بھیجا عورتوں کو ہی جائے لیکن عورتوں کے پیٹ میں منشیات بھرنے کی بجائے تابوت کی تہہ ڈبل سائیڈ بنا کر اسے بھر دیا جائے تو کیسا رہے گا۔ چونکہ اب یہ بات ان کی نظروں میں ہے کہ ہم عورتوں کے پیٹ میں منشیات ارسال کرتے ہیں اس لئے وہ اسے ہی چیک کریں گے اور تابوت کی توجہ نہیں دیں گے ـــــ اس طرح پہلے سے بھی زیادہ مقدار میں منشیات بھی سمگل ہو جائے گی اور یہ لوگ بھی بوکھلا جائیں گے" ـــــ بینی نے کہا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ـــــ منشیات کی بو سونگھنے

والے کتے اور مشینیں ـــــ وہ کہاں جائیں گی ـــــ تابوت ہی فوراً ٹریس ہو جائے گی ـــــ یہ تو انسانی کھال کی وجہ سے کتوں اور مشینوں سے بچی رہتی تھی" ـــــ ڈک نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ باس! ـــــ پھر تو اور بھی آسان ہے ـــــ ہم اسی عورت کی پشت کی کھال اتار کر اس میں منشیات پیک کر کے خانے میں رکھ دیں گے" ـــــ بینی نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! ـــــ ویری گڈ! ـــــ یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے ـــــ ٹھیک ہے اس طرح واقعی مکمل ڈاجنگ ہو جائے گی" ـــــ ڈک نے اس بار خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ـــــ بالکل صحیح رہے گا یہ آئیڈیا" ـــــ بینی نے بھی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم ٹارگٹ تلاش کرو اور سارے بندوبست کرو ـــــ پہلی سپلائی ویسٹرن کارمن کے زیرو سرکل کو بھجوا دینا" ـــــ ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

"تو پھر میں آدمی واپس نہ بھیجوں" ـــــ بینی نے کہا۔

"نہیں! ـــــ اب ضرورت نہیں رہی ـــــ باقی رہا عمران! تو میں اکیلا ہی اس سے نمٹ لوں گا ـــــ اسے معلوم تو ہو کہ ڈاگ مین سے ٹکرانے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے" ـــــ ڈک نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے اطمینان کا ایک گہرا سانس لیا۔ اب وہ عمران سے بھرپور انداز میں ٹکرانے کے لئے کوئی جامع پلاننگ سوچ رہا تھا۔ کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ڈک نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ ڈک نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ میں گڈمین بول رہا ہوں ـــــ میں نے اس غیر ملکی لڑکی کو ٹریس کر لیا ہے جسے جیمز اغوا کر کے لے آیا تھا اور جو فرار ہو گئی تھی" ـــــ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز آئی۔

"وہ سوئس لڑکی جولیانا" ـــــ؟ ڈک نے چونک کر پوچھا۔

"یس باس وہی" ـــــ گڈمین نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ" ـــــ؟ ڈک نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"باس! ـــــ اس وقت وہ ہوٹل پلازہ کے ہال میں دو مقامی افراد کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے ـــــ وہ تینوں اکٹھے ہی ایک کار میں آئے ہیں" ـــــ گڈمین نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں" ـــــ؟ ڈک نے پوچھا۔

"چار باس! ـــــ ہم شکار کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ وہ نظر آ گئی اور میں نے اسے پہچان لیا ـــــ کیونکہ جیمز کے کہنے پر میں نے ہی اس کی نگرانی کی تھی" ـــــ گڈمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــــ ایسا کرو کہ ان دو مقامی افراد کو گولی مار کر اس لڑکی کو زبردستی اغوا کر کے تھرٹی ون پہ پہنچا دو ـــــ اور تھرٹی ون کو کہنا کہ مجھے کال کرے ـــــ باقی ہدایات میں تھرٹی ون کو دے دوں گا اور سنو! ـــــ سارا کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے۔ ہو سکتا ہے ہمیں ٹریپ کرنے کے لئے اس لڑکی کو سامنے لایا گیا ہو"

ڈک نے کہا۔

"ہمیں ٹریپ کرنے کے لئے ــــ کیا مطلب باس" ــــ گڈمین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لڑکی کا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے ــــ اور سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ چکی ہے ــــ اور ہاں! یہ بھی دیکھ ہے کہ یہ دونوں بھی سیکرٹ سروس سے متعلق افراد ہوں ــــ ٹھیک ہے تم انہیں مت چھیڑو ــــ میں خود وہاں آ رہا ہوں"۔ ڈک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور ملحقہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ میک اپ وغیرہ کر کے وہ ہوٹل بلازہ پہنچ سکے۔ اس کے ذہن میں ایک نیا پلان ترتیب پا رہا تھا۔

"میں جلد از جلد ان ننگ انسانیت قسم کے مجرموں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ سمجھے" ــــ عمران نے تیز لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل عمران صاحب! ــــ ایسے مجرم ناقابلِ معافی ہیں" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"منشیات تو سمگل ہوتی ہی رہتی ہے ــــ لیکن انہوں نے واقعی کتوں جیسا کام کیا ہے ــــ اور میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ یہ کسی اور عورت کو ہلاک کریں۔ میں ان کا گلا دبوچ لوں" ــــ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"لیکن عمران صاحب! ــــ یہ لوگ بے حد شاطر ہیں۔ ایک گیدڑ بھی نہیں بناتے ــــ اب دیکھئے! ٹائیگر نے ان کا تعاقب

گیا۔ اس اڈے میں یہ لوگ داخل ہوتے ـــــ ٹائیگر کی اطلاع پر چھاپہ مارا گیا۔ لیکن کچھ بھی برآمد نہ ہوا ـــــ نہ ہی کوئی مال اور نہ کوئی آدمی" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کو بلوں سے باہر نکالنے کے لئے چارہ ڈالنا پڑے گا ان کے لئے بہترین چارہ جولیا ہو سکتی ہے" ـــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر بول رہا ہوں" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ صفدر نے یکلخت انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم جولیا اور کیپٹن شکیل کو لے کر شہر میں گھومو پھرو ـــــ تنویر اور نعمانی کو کہہ دو کہ وہ انتہائی محتاط انداز میں تمہاری نگرانی کریں اگر کچھ لوگ جولیا کو اغوا کرنا چاہیں تو بس معمولی سی مداخلت کرنے کے بعد ایسا ہونے دینا ـــــ لیکن جیسے ہی جولیا کو کسی اڈے پر لے جایا جائے۔ اس اڈے کو فوری طور پر گھیر لیا جائے ـــــ عمران بھی تم سب سے علیحدہ رہ کر نگرانی کرے گا ـــــ ایسے موقع پر عمران تمہیں مزید ہدایات دے گا ـــــ تم سب نے پوری طرح مسلح ہونا ہے اور انتہائی محتاط رہنا ہے۔ کیونکہ تم لوگوں کی معمولی سی غفلت سے جولیا کی جان جا سکتی ہے" ـــــ عمران

نے کہا۔

"یس باس! ـــــ لیکن اگر جولیا کو اکیلا رکھ کر ہم سب اس کی نگرانی کریں تو ـــــ" صفدر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"سنو! ـــــ مجھے مشورہ دینے سے پہلے دس بار سوچ لیا کرو ـــــ ڈاگ مین کو جولیا کی حقیقت کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے اگر جولیا اب اصل صورت میں اکیلی گھومے گی تو وہ لوگ لازماً سمجھ جائیں گے کہ انہیں ٹریپ کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے ـــــ تم دونوں ساتھ موجود ہو گے تو یہ خیال انہیں نہیں آئے گا۔ اس لئے تم دونوں کی موجودگی ضروری ہے" ـــــ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سوری باس! ـــــ یس باس ـــــ میں سمجھ گیا باس" ـــــ صفدر نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم سب سے پہلے ہوٹل پلازہ جاؤ گے ـــــ اور وہاں ہال میں کم از کم آدھا گھنٹہ رکو گے تاکہ عمران وہاں پہنچ جائے" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب! ـــــ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی ـــــ" بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں! ـــــ تمہاری یہاں زیادہ ضرورت ہے ـــــ اگر ٹائیگر کی کال آئے تو اسے میری طرف سے کہہ دینا کہ وہ زیر زمین دنیا میں ایسے افراد کو تلاش کرے جنہوں نے ڈاگ مین کے لئے اتنے زیادہ ٹھکانوں کا بندوبست کیا ہے ـــــ لازماً کوئی گروپ ایسا

...ت جس سے اس نے کنٹیکٹ کیا ہوگا" ۔۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے سر جھکا دیا۔

عمران آپریشن روم سے باہر آیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر تیزی سے ہوٹل پلازہ کی طرف دوڑ نے لگی۔ ہوٹل پلازہ چونکہ شہر کے ایسے علاقے میں تھا جہاں زیادہ تر غیر ملکیوں کی رہتی تھی۔ اس لئے عمران نے ہوٹل پلازہ کا نام لیا تھا کیونکہ اسے امید تھی کہ ڈاگ مین کے آدمی غیر ملکی عورتوں کی تلاش میں ایسے ہی علاقوں میں گھومتے رہتے ہوں گے۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد عمران کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ اس نے مقامی تاجروں جیسا میک اپ کر رکھا ہوا تھا۔ کار اس نے پارکنگ میں ایسی جگہ روکی جہاں سے فوراً ہوٹل سے باہر اسے لے جا سکے۔ اور پھر کار سے اتر کر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل پلازہ کے ہال میں داخل ہو گیا۔

ہال تقریباً خالی تھا۔ البتہ چند میزوں پر دو مقامی اور تین جوڑے غیر ملکی جوڑے بیٹھے پینے پلانے کا شغل کر رہے تھے۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ایک کونے کی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔

"یس سر" ۔۔۔۔۔ دوسرے لمحے ایک باوردی ویٹر اس کے سر پر پہنچ گیا۔

"نو پاؤں" ۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ۔۔ کیا فرمایا آپ نے" ۔۔۔۔۔ ؟ ویٹر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"برادر! ۔۔۔۔ تم نے آدھی انگریزی اور آدھی اردو بولی ۔۔۔۔ میں

نے بھی اسی طرح جواب دے دیا ۔۔۔۔۔ تم نے یس کہا ۔۔۔۔ میں نے نو کہہ دیا ۔۔۔۔ تم نے سر کہا ۔۔۔۔ میں نے پاؤں کہہ دیا ۔۔۔۔ اب بولو کہ تمہیں کس بات کی سمجھ نہیں آئی تاکہ میں کسی ڈکشنری کا سہارا لے کر تمہیں سمجھاؤں" ۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ سر! ۔۔۔۔ آپ مذاق فرما رہے ہیں ۔۔۔۔ میرا مطلب سر سے جناب تھا اور میں آرڈر پوچھنا چاہتا تھا" ۔۔۔۔۔ ویٹر نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید یہی سمجھا تھا کہ کسی سنکی سے پالا پڑ گیا ہے۔ لیکن چونکہ ان کا پیشہ ہی ایسا تھا کہ ہر قسم کے افراد سے ان کا واسطہ پڑتا رہتا تھا۔ اس لئے اس نے زیادہ پرواہ نہ کی تھی۔

"اچھا اچھا ۔۔۔۔ تو تم سالم انگریزی بول رہے تھے ۔۔۔۔ لیکن بھائی! جناب کے متضاد کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں ۔۔۔۔ یہ بھی تم بتا دو" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ ظاہر ہے وہ صرف وقت گذارنا چاہتا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم جناب! ۔۔۔۔ آپ آرڈر دیں" ۔۔۔۔۔ ویٹر نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"تو جاؤ جناب کا متضاد ڈھونڈ کر لاؤ ۔۔۔۔ تمہاری ٹپ دونگا" ۔ عمران نے کہا اور اس طرح منہ پھیر کر ہال کو دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار اس قسم کے ہوٹل میں آیا ہو۔

ویٹر چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران مسکرا دیا۔ اسے صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کا انتظار تھا۔ اور ابھی وہ مین گیٹ کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ ویٹر ایک بار پھر تیزی سے اس کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں پانی

کا گلاس رکھا ہوا تھا۔

"یہ لیجئے صاحب! ۔۔۔ سر تو شراب پیتے ہیں ۔۔۔ اور ان کے اُلٹ لازماً پانی ہی پیتے ہوں گے" ۔۔۔ ویٹر بھی کچھ کم ستم ظریف نہ تھا۔ اس نے پانی کا گلاس عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے

"واہ! ۔۔۔ یہ ہوئی نہ بات ۔۔۔ ایک بات بتاؤ کہ تمہارا تعلق لکھنؤ سے تو نہیں رہا" ۔۔۔ عمران نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ کیونکہ ویٹر کے اس جواب سے وہ خاصا محظوظ ہوا تھا۔

"نہیں جناب! ۔۔۔ میں تو یہیں کا رہنے والا ہوں" ۔۔۔ ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہیں! ۔۔۔ اچھا یہ بھی کوئی مردم خیز علاقہ ہوگا ۔۔۔ یہیں کے رہائشی ویٹر صاحب! ۔۔۔ اگر آپ پانی کے ساتھ روٹی کے سوکھے ٹکڑے بھی لے آتے تو کم از کم میں روحانیت کے کئی مدارج بھی بیٹھے بیٹھے طے کر لیتا ۔۔۔ ویسے تم ٹپ کے حقدار ہو" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر جیب سے اس نے بٹوا نکالا اور اس میں سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔

ویٹر نے ایک لمحے کے لئے تو حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بڑے نوٹ کو دیکھا۔ دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر نوٹ لے لیا۔

"اوہ بہت بہت شکریہ صاحب! ۔۔۔ آپ واقعی سر ... میں آپ کے لئے بوتل لے آؤں" ۔۔۔ ویٹر نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"ساتھ نپل بھی لے آنا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ویٹر بے اختیار

ہنس کر تیزی سے مڑ گیا۔

اسی لمحے عمران نے جولیا کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے پیچھے تھے۔ وہ تینوں اصل چہروں میں تھے ان تینوں نے ایک میز سنبھالی اور اطمینان سے بیٹھ کر ویٹر کو آرڈر دینے میں مصروف ہو گئے۔

اور پھر ان سے تھوڑی دیر بعد تنویر بھی اندر داخل ہوا اور ایک علیحدہ میز پر جا کر بیٹھ گیا۔ جب کہ نعمانی شاید باہر ہی رہا تھا صفدر نے ویٹر کو کھانے کا آرڈر دیا تھا۔ کیونکہ تھوڑی دیر بعد ان کی میز پر کھانا لگنا شروع ہو گیا۔

"واہ! ۔۔۔ یہ تو حکومت کے خزانے پر عیش کر رہے ہیں اور ایک میں ہوں کہ ایک پانی کے گلاس کے سو روپے جیب سے ادا کرنے پڑے" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ویٹر اس کے قریب آیا اور اس نے مسکراتے ہوئے اورنج جوس کا گلاس عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"بھائی اگر سادہ پانی کے سو روپے ادا کرنے پڑتے ہیں تو اس میٹھے پانی کے کتنے پیسے لگیں گے ۔۔۔؟ سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے خود کو بھی ساتھ ہی نیلام کرنا پڑے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر! ۔۔۔ یہ میری طرف سے ہے" ۔۔۔ ویٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔ وہ

بڑے اطمینان سے چسکیاں لے لیکر اورنج جوس پی رہا تھا جب صفدر اور اس کے ساتھی بڑے ٹھاٹ سے کھانے میں مصروف تھے۔ ادھر تنویر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس نے صرف چائے منگوائی تھی اور اب وہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ پیچ و تاب بھی کھا رہا تھا۔

عمران سمجھ گیا کہ اگر اُسے ایکسٹو کا خطرہ نہ ہوتا تو وہ بھی کھانے میں شریک ہو جاتا۔ ظاہر ہے اس وقت وہ مجبور تھا صفدر اور کیپٹن شکیل کو جولیا کے ساتھ ہنستے بولتے اور کھاتے دیکھ کر وہ پیچ و تاب ہی کھا سکتا تھا۔

کھانا ختم کرنے کے بعد انہوں نے چائے منگوائی اور چسکیاں لے لیکر پینا شروع کر دی۔

چائے پی کر صفدر اور جولیا نے کوئی بات کی اور صفدر نے ویٹر کو بل لانے کے لئے کہا اور پھر بل ادا کر کے وہ تینوں اٹھے اور مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

عمران ابھی اُٹھنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک مین گیٹ سے چار غیر ملکی اندر داخل ہوئے اور دوسرے لمحے ہال صفدر اور شکیل کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ آنے والوں نے پلک جھپکنے میں دونوں پر فائر کھول دیا تھا۔ اور وہ دونوں ہی گولیاں کھا کر چیختے ہوئے فرش پر گرے تھے۔

اسی لمحے عمران اور تنویر دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالے اور پھر آنے والوں میں سے دو گیٹ کے پاس

ڈھیر ہو گئے۔ لیکن دو آدمی جولیا کو اٹھائے بجلی کی سی تیزی سے مین گیٹ کراس کر گئے۔

"تنویر! ــــ صفدر اور کیپٹن شکیل کو سنبھالو" ــــ عمران نے چیخ کر تنویر سے کہا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر مین گیٹ کے باہر آیا۔

اسی لمحے عمران نے ہلکے آسمانی رنگ کی لمبی سی کار کو آندھی اور طوفان کی طرح کمپاؤنڈ گیٹ سے نکلتے دیکھا اور اس کار سے مسلسل فائرنگ عقب پر کی جا رہی تھی اور اس فائرنگ سے کئی افراد کمپاؤنڈ میں ہی ڈھیر ہو چکے تھے۔

عمران تیزی سے دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر کار کا دروازہ کھول وہ اس طرح سٹیئرنگ پر بیٹھا جیسے اس کے پیچھے بلا ہی آرہا ہو۔

دوسرے لمحے اس کی کار بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح اُڑتی ہوئی گیٹ کراس کر کے سڑک پر آئی۔ ٹریفک کے باوجود عمران کار کو اس خوفناک انداز میں اڑائے لئے جا رہا تھا کہ باقی کاروں والے دہشت زدہ ہو کر اپنی کاریں ایک طرف ہٹاتے چلے جا رہے تھے۔ لیکن اگلے چوک تک پہنچنے کے باوجود عمران کو وہ آسمانی رنگ کی کار کہیں نظر نہ آئی تو اُس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اور پھر چوک سے کار واپس موڑ لی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اُسے ڈاج دے دیا گیا ہے۔ کار راستے میں ہی کسی گلی میں موڑ لی گئی ہے۔ اور جانتے ہوئے چونکہ وہ بے تحاشا انداز میں کار چلا رہا تھا اس لئے

اس کی توجہ گلیوں کی طرف نہ گئی تھی۔ واپسی کے وقت اُسے ایک کھلی گلی میں وہی آسمانی رنگ کی کار نظر آگئی۔ تو اس نے کار اس طرف موڑ دی۔ لیکن توقع کے مطابق کار خالی تھی۔ جولیا اور اغواکنندگان غائب تھے۔

عمران نے کار اس کار کے پیچھے روکی اور نیچے اُتر کر وہ آسمانی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک نظر کار کو باہر سے دیکھا اور پھر اُسے اگلی سیٹ میں ایک کاغذ سا دبا ہوا نظر آیا۔ جیسے کاغذ کسی جیب سے گر کر دب گیا ہو۔ عمران نے دروازہ کھولنے کے لیے ہینڈل کھینچا ہی تھا کہ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گیند کی طرح فضا میں اچھل گیا ہو اور اس کے جسم کے ہزاروں ٹکڑے ہو گئے ہوں اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکیوں نے غلبہ پا لیا۔

فائرنگ اور چیخوں کے ساتھ ہی جولیا کے سر پر زوردار ضرب لگی تھی۔ اور اُسے آخری احساس یہی ہوا تھا کہ کسی نے اُسے جھپٹ کر فضا میں اٹھا لیا تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن سے ہر احساس غائب ہو گیا تھا۔

پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اُٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی اس کا سر درد کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو رہا تھا اور وہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے بازو کرسی کے بازوؤں کے ساتھ کلپ کر دیئے گئے تھے۔ اسی طرح اس کے دونوں پیر بھی کرسی کے سامنے والے دونوں پیروں کے ساتھ لوہے کے کڑوں میں پھنسے ہوتے تھے۔ کرسی لوہے کی تھی۔

جولیا کا لباس مسلا ہوا تھا۔ وہ اس وقت ایک بڑے کمرے

کے درمیان میں رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھی تھی۔ کمرے کی چھت سے صرف ایک روشن بلب لٹک رہا تھا۔ کمرے کی خاصی نیچی چھت بتا رہی تھی کہ یہ کوئی تہہ خانہ ہے۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا اس کا اکلوتا دروازہ جولیا کے منہ کے بالکل سیدھ میں تھا جو بند تھا۔

جولیا نے ادھر اُدھر سر گھما کر کمرے کا جائزہ لیا۔ ایک سائیڈ پر اُسے سیاہ رنگ کا ایک تابوت رکھا ہوا نظر آیا تو اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔ اُسے سب سے زیادہ فکر صفدر اور کیپٹن شکیل کی تھی کیونکہ اس کے ذہن میں ابھی تک ان کی چیخوں اور گرنے کے دھماکے محفوظ تھے۔ لیکن اُسے تسلی تھی کہ تنویر وہاں موجود تھا اور لازماً عمران بھی وہیں کہیں ہوگا۔ اس لئے انہوں نے یقیناً ان دونوں کو سنبھال لیا ہوگا۔

اور پھر اس نے بازوؤں کو لوہے کے کلپوں سے نکالنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ لیکن یہ کلپ خاصے تنگ تھے اس لئے وہ اپنی کوشش میں ناکام رہی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور چار افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ چاروں ہی مشین گنوں سے مسلح تھے۔ ان میں سے دو ایک سائیڈ پر اور دوسرے دو دروازے کی دوسری سائیڈ پر کھڑے ہو گئے۔ اور پھر ڈک اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک پستہ قد لیکن بھاری جسم کا نوجوان تھا۔ جس کا چہرہ چقندر کی طرح سرخ تھا۔

"ہاں تو مس جولیا نا فٹز واٹر! ——— تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہیں دوبارہ بلوا لیا ہے" ——— ڈک نے آگے بڑھ کر جولیا کے سامنے کھڑے

ہوتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھے نہیں ——— بلکہ اپنی شامت کو بلوایا ہے مسٹر ڈک"۔ جولیا نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"یہ تو وقت بتائے گا کہ میں نے کس کو بلوایا ہے۔ فی الحال تمہیں یہ اطلاع دے دوں کہ تمہارے تین ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں ——— دو تو وہیں ہوٹل میں ہی ہِٹ ہو گئے ——— اور ایک کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کار میں لگے طاقتور بم کی وجہ سے فضا میں ہی ٹکڑے ہو کر بکھر گیا ہے۔ اور یقیناً یہ سیکرٹ سروس کے ممبر ہوں گے" ——— ڈک نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا وہ واقعی انتہائی ٹھنڈے ذہن کا آدمی تھا۔

"ہو سکتا ہے تمہاری بات درست ہو ——— لیکن نہ ہی میں کسی سیکرٹ سروس کو جانتی ہوں اور نہ ہی وہ میرے ساتھی تھے ——— میں تو صرف کھانے کے چکر میں ان کے ساتھ ہو لی تھی" ——— جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو ایسے ہی سہی ——— لیکن بہرحال تم عمران کی ساتھی ہو۔ اس سے تو تم انکار نہ کرو گی ——— اور عمران کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ——— لہٰذا یہ نتیجہ بالکل منطقی ہے کہ تمہارا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہی ہے" ——— ڈک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے خیال میں تمہیں پہلے اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے۔ عمران سے صرف میری دوستی ہے اور بس ——— باقی رہی سیکرٹ

سروس والی بات ــــ تو میں نے فلموں اور جاسوسی ناولوں میں تو اس کا ذکر پڑھا ہے۔ لیکن مجھ جیسی ایک ملازم پیشہ عورت کو اوّل تو سیکرٹ سروس میں رکھے گا کون ــــ اور دوسری بات یہ کہ میں مقامی نہیں ہوں بہرحال غیر ملکی ہوں ــــ اور کم از کم اتنی عقل تو تم میں بھی ہے کہ کوئی ملک اپنی سیکرٹ سروس میں کسی غیر ملکی کو بھرتی نہیں کر سکتا" ــــ جولیا نے بھی اپنے لہجے کو ٹھنڈا کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ واقعی! ــــ تمہاری یہ بات قابل غور ہے ــــ بہرحال تم جو کچھ بھی ہو۔ میں نے تمہیں دو مقاصد کے لئے اغوا کیا ہے۔ ایک تو میں تمہارے ذریعے عمران کا شکار کھیلنا چاہتا ہوں ــــ اور دوسرا یہ کہ تم میرے بزنس کے لئے اچھا ٹارگٹ بن سکتی ہو" ــــ ڈک نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ تمہاری جو مرضی آئے کرو ــــ اس وقت میں بے بس ہوں۔ کیا کر سکتی ہوں" ــــ جولیا نے یکلخت لہجے کو شکست خوردہ بناتے ہوئے کہا۔

"بڑی جلدی ہی ہتھیار ڈال دیئے تم نے ــــ بہرحال تم عورت ہو اس لئے تمہاری مجبوری ہے ــــ سنو! میں تمہیں ایک آفر دیتا ہوں۔ اگر تم اسے قبول کر لوگی تو فائدے میں رہو گی" ــــ ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی آفر" ــــ ؟ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"تم میرا پہلا مقصد پورا کر دو تو میں دوسرا مقصد چھوڑ سکتا ہوں۔

میرے لئے عورتوں کی کمی نہیں ہے ــــ لیکن اگر تم نے پہلے مشن میں تعاون نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ میں پہلا مشن ڈراپ کر کے فوراً دوسرے مشن کو شروع کر دوں ــــ تم نے یہ تابوت دیکھ ہی لیا ہوگا ــــ ابھی چند لمحوں میں ہی تم اس تابوت میں مردہ حالت میں بند ہو سکتی ہو ــــ بولو کیا کہتی ہو" ــــ ؟ ڈک نے کہا۔

"تم مجھ سے کیا تعاون چاہتے ہو" ــــ ؟ جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"عمران کے خفیہ ٹھکانے کو تم بہرحال جانتی ہی ہو گی ــــ اس سے بات کرو اور جہاں میں کہوں اسے پہنچنے کے لئے کہو۔ تم یہاں رہو گی جب میں عمران کا شکار کر لوں گا تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں یہاں سے زندہ باہر نکال دیا جائے گا" ــــ ڈک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں تعاون کے لئے تیار ہوں" ــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ــــ تم واقعی سمجھدار لڑکی ہو ــــ اور ویسے بھی تمہاری ان مقامی لوگوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے ــــ بولو! کیسے ٹریس کرو گی عمران کو" ــــ ؟ ڈک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کے فلیٹ پر ٹیلیفون کروں گی اور کیا کروں گی" ــــ جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اس کا فلیٹ بند ہے ــــ تالا لگا ہوا ہے۔ اور بتاؤ" ــــ ؟ ڈک نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ پھر تو اس کی تلاش مشکل ہے ــــ وہ آوارہ گرد

آدمی ہے ___ نجانے کہاں کہاں دھکے کھاتا پھر رہا ہوگا" ___ جولیا نے کہا۔

"تم شاید مجھے بیوقوف سمجھ کر ایسی باتیں کر رہی ہو مس جولیا ___ میں ڈاگ مین جیسی تنظیم کا سربراہ ہوں ___ جس کے نام کی دہشت سے بڑے بڑے سیکرٹ ایجنٹ کانپ اٹھتے ہیں ___ اس لئے مجھ سے سیدھی بات کرو" ___ ڈک کا لہجہ یکلخت تلخ ہو گیا۔

"سیدھی بات اور کیا کروں ___ مجھے بتاؤ۔ میری تو سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی" ___ جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر بتاؤ ___ میں یہ نمبر ملاتا ہوں۔ تم اس سے بات کرو اور اسے کہو کہ تم فلاں جگہ شدید زخمی حالت میں پڑی ہو۔ عمران کو بھیجا جائے تاکہ تمہاری مدد کرے" ___ ڈک نے کہا۔

"جب میں کہہ چکی ہوں کہ میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں تو پھر تم بار بار کیوں مجھے تنگ کر رہے ہو" ___ جولیا نے کہا۔

"اوہ ___ اچھا تم نہیں بتانا چاہتی تو نہ سہی" ___ ڈک نے کہا اور اس چقندر جیسے چہرے والے نوجوان کی طرف مڑا۔

"بینی" ___ ڈک نے کہا۔

"یس باس" ___ چقندر جیسے چہرے والے نے فوراً ہی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس محترمہ سے سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر معلوم کرنا ہے کیا کیا جائے ___ کوئی آسان سی ترکیب بتاؤ۔ اسے زیادہ تکلیف

نہیں ہونی چاہئے" ___ ڈک نے اپنی عادت کے مطابق انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"باس ___ آنکھ کا آپریشن کیسا رہے گا" ___ ؟ بینی نے جواب دیا۔

"نہیں ___ یہ خوبصورت عورت ہے ___ اس کو ہمیشہ کے لئے داغ لگ جائے گا۔ کوئی اور ترکیب بتاؤ" ___ ڈک نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پیروں کی انگلیاں ایک ایک کر کے کاٹ دی جائیں" ___ بینی نے دوسری ترکیب بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ___ میرے خیال میں یہ ٹھیک رہے گا ___ کٹی ہوئی انگلیاں جرابوں میں چھپ سکتی ہیں ___ ٹھیک ہے۔ چھوٹی انگلی سے شروع ہو جاؤ۔ کیونکہ انگوٹھا کٹنے سے بے چاری کی چال میں بھی فرق آ سکتا ہے" ___ ڈک نے کہا۔

"یس باس" ___ بینی نے کہا اور پھر جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک استرا نکالا اور اُسے کھول کر وہ اس کی دھار پر انگلی پھیرتا ہوا جولیا کی طرف بڑھنے لگا۔

"اب بھی وقت ہے مس جولیا ___ اپنے پیروں کی انگلیاں بچا لو ___ یہ بینی مجھ جیسا رحم دل نہیں ہے" ___ ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے سچ سچ بتا دیا ہے اب تمہاری مرضی۔ تم یقین کرو یا نہ کرو" ___ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے

جواب دیا۔

"او کے! ـــــ بینی کام شروع کرو" ـــــ ڈک نے سپاٹ لہ
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ـــــ ابھی لیجئے ـــــ ابھی یہ ٹیپ ریکارڈر کی طرح
آن ہو جائے گی" ـــــ بینی نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑے اطم
سے جولیا کے سامنے زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے بڑی آہستگ
اور اطمینان سے جولیا کے پیروں میں پہنا ہوا سینڈل اتارا اور
جراب اتارنے لگا۔ وہ اس طرح کام کر رہا تھا جیسے اُسے کسی چ
کی فکر نہ ہو۔ جولیا ہونٹ بھینچے بیٹھی ہوئی تھی البتہ اس کے چہر
پر پسینے کے قطرے ضرور اُبھر آئے تھے۔

"واہ! ـــــ بڑے خوبصورت پیر ہیں باس! ـــــ انتہ
خوبصورت پیر ہیں" ـــــ بینی نے جراب اتارتے ہی چٹخارہ
ہوئے کہا اور پھر ایک طرف فرش پر رکھا ہوا اُسترا اٹھا کر اس
دھار پر اُنگلی پھیرنے لگا۔

"باس! ـــــ ایک ہی اُنگلی کاٹنی ہے ـــــ یا ایک ہی وار
سارا صفایا کر دوں ـــــ انتہائی نرم گوشت ہے۔ ایک ہی وار
کٹ جائے گا" ـــــ بینی نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلے ایک ـــــ پھر دوسری ـــــ باری باری ـــــ شاید ایک
اُنگلیاں کٹوانے کے بعد اسے سمجھ آجائے" ـــــ ڈک نے مسک
ہوئے جواب دیا۔

"یس باس" ـــــ بینی نے اُسترے والا ہاتھ اوپر کو اٹھا۔

ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ـــــ رُک جاؤ ـــــ میں بتاتی ہوں" ـــــ یکلخت جولیا
نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کا حوصلہ جواب دے گیا تھا کیونکہ
وہ لوگ جس اطمینان سے سارا کام کر رہے تھے۔ اس سے ان کی
سفاکی کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا۔

"رُک جاؤ بینی! ـــــ بے چاری داغدار ہونے سے بچ گئی ہے"۔
ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا اور بینی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ویسے اس کے
چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اُسے کسی بہت بڑے لُطف سے
جبراً محروم ہونا پڑ گیا ہو۔

"میں نمبر بتا دیتی ہوں ـــــ لیکن بات مجھے ہی کرنی پڑے گی۔
کیونکہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر ہے ـــــ اجنبی آواز
سُننے سے خود بخود بند ہو جائے گا" ـــــ جولیا نے زور زور سے
سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بینی! ـــــ ٹیلیفون اٹھا لاؤ اور جو نمبر یہ بتاتے وہ ڈائل کر کے
اس کا رسیور اس کے کان سے لگا دو ـــــ اور ساتھ ہی لاؤڈ مائیک
بھی آن کر دینا تاکہ ہم بھی سُن لیں کہ سیکرٹ سروس کے ایک ممبر اور
اس کے چیف سے کیا باتیں ہوتی ہیں" ـــــ ڈک نے کہا اور بینی
نے اُسترا بند کر کے واپس کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور تیزی
سے دروازے کی طرف مُڑ گیا۔

"سنو جولیانا! ـــــ تم نے عمران کو پیغام دینا ہے کہ وہ گرد باد کے
پرانے کھنڈرات میں پہنچ جاتے ـــــ اور یہ بھی سُن لو کہ اگر تم نے

کسی قسم کا کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو پھر فوری موت تمہارا مقدر بن جائے گی" ــــ ڈک نے کہا۔

"میں سمجھتی ہوں" ــــ جولیا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد بیٹی واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک وائرلیس فون تھا۔ ظاہر ہے اس کا سلسلہ کسی ٹیلیفون سے وائرلیس کے ذریعے فکس تھا۔

"نمبر بتاؤ" ــــ بیٹی نے جولیا کے قریب رکتے ہوئے کہا اور جولیا نے ایکسٹو کے سپیشل نمبر بتا دیئے۔ یہ نمبر خاص طور پر اسی مقصد کے لئے رکھا گیا تھا کہ اگر کسی مجبوری کے تحت نمبر بتانا پڑ جائے تو یہ سپیشل نمبر بتایا جائے۔ اس نمبر پر فون سے مطلب ہی یہی جاتا تھا کہ مجبوراً نمبر رنگ کیا جا رہا ہے۔ اور اس نمبر کے ساتھ منسلک ٹیپ اور دوسری سائیڈ کے نمبر چیکنگ کمپیوٹر مشین اور یہ خودبخود ایکسٹو کے اصل نمبر سے اندرونی طور پر کنکٹ ہو جاتا تھا۔

بیٹی نے جولیا کا بتایا ہوا نمبر پریس کیا اور پھر اسے جولیا کے کان سے لگا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کوئی بٹن دبایا تو کمرے کے ایک کونے سے اونچی آواز میں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ایکسٹو" ــــ چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز جولیا کے کانوں کے ساتھ ساتھ کمرے کے کونے میں گونج اٹھی۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب! ــــ عمران کہاں ہے" ــــ جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیوں ــــ؟" ایکسٹو نے مختصر لفظ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"میں شدید زخمی ہو گئی ہوں ــــ گردباد کے کھنڈرات کے قریب ایک پبلک فون بوتھ سے بڑی مشکل سے کال کر رہی ہوں میرے بازو اور ٹانگوں کی ہڈیاں مضروب ہیں۔ اس لئے مجھے بڑی مشکل سے گھسٹ کر یہاں تک آنا پڑا ہے ــــ آپ عمران کو گردباد کے کھنڈرات میں بھجوا دیں ــــ میری حالت بے حد خراب ہے" ــــ جولیا نے کہا۔

"اوہ! ــــ لیکن یہ ہوا کیسے ــــ؟" ایکسٹو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں ایک مشکوک آدمی کا تعاقب کرتے ہوئے ادھر گئی تھی کہ کار فائرنگ ہوئی اور کار ایک کھائی میں الٹ گئی جس سے مجھے چوٹیں لگ گئی ہیں" ــــ جولیا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں عمران کو کنکٹ کر کے بھجواتا ہوں۔ وہ آدھے گھنٹے تک پہنچ جائے گا ــــ بے فکر رہو اور حوصلہ رکھو" ــــ ایکسٹو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بیٹی نے وائرلیس فون ہٹا کر اسے آف کر دیا۔

"گڈ بیٹی! ــــ تم ٹاسک کو کہو کہ وہ پوری طرح ہوشیار ہو جائے اور جیسے ہی عمران وہاں پہنچے۔ اس پر طاقتور گردباد فائر کیا جائے تاکہ وہ بچ کر نہ جا سکے ــــ اور تم خود جا کر چیک کرو کہ یہ فون کیا جانا ہے تاکہ وہاں پھر لوپ ریڈ کی تیاری کی جا سکے" ــــ ڈک نے مسکراتے ہوئے بیٹی کو ہدایات دیں۔

"یس باس" ــــ بیٹی نے جواب دیا اور تیزی سے دروازے

کی طرف مڑ گیا۔

"مس جولیانا! ــــ چونکہ تم نے مجھ سے تعاون کیا ہے
لئے میں تمہیں چار گھنٹوں کی مزید مہلت دیتا ہوں ــــ اگر
گھنٹوں کے اندر عمران کا خاتمہ ہو گیا تو تمہیں آزاد کر دیا جا
ورنہ پھر میں دوسرے مشن پر عمل درآمد شروع کر دونگا" ــــ
نے کہا اور پھر باقی ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے وہ بھی وا
دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باقی مسلح افراد بھی اس کے پیچھے کم
سے نکل گئے اور دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی جولیا نے ایک طویل سانس لیا۔ ل
کے کڑوں نے اُسے واقعی بے بس کر دیا تھا اور فوری طور پر
آپ کو بچانے کے لئے اُسے سپیشل نمبر بتانا پڑا۔ لیکن اُسے
نہ تھا کہ یہ لوگ ڈائریکٹ فون کی بجائے وائرلیس فون ک
کریں گے۔ ظاہر ہے وائرلیس فون کی رینج خاصی بڑی ہوگی
لئے ایکسٹو جو جگہ اس فون کی ٹریس کرے گا۔ وہ کم از کم یہ جگہ نہ
اور اس جگہ چھاپہ پڑتے ہی یہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ جولیا
ان سے ڈاج کیا ہے۔ اور پھر اس کی موت یقینی تھی اس
اُسے فوری طور پر اپنی رہائی کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔ لیکن
کرے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور موقع یہی
کچھ دیر بیٹھی سوچتی رہی۔ اور پھر اس نے اپنے جسم کو پیچھے
دھکیلنا شروع کیا۔ تاکہ کرسی کو نیچے گرا سکے۔ لیکن دوسر
اُسے یہ محسوس کر کے بڑی مایوسی ہوئی کہ کرسی کے پائے فرش

گڑے ہوئے تھے۔ اُسے یہ تو معلوم تھا کہ ان کڑوں کا سسٹم کرسی
کے پچھلے پائے کے ساتھ ہوگا۔ لیکن وہاں تک نہ ہی اس کا ہاتھ جا سکتا
تھا اور نہ پیر۔

وہ ایک بار پھر سوچنے لگی کہ آخر وہ کیا کرے۔ اسے کچھ نہ کچھ تو
بہرحال کرنا چاہیئے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ دروازہ ایک بار
پھر کھلا اور اس بار بیٹی اکیلا ہی اندر داخل ہوا۔ اور اسے دیکھتے
ہی جولیا سمجھ گئی کہ وہ اچھی نیت سے نہیں آیا۔ اس کی آنکھوں
سے شیطانیت جھلک رہی تھی۔

"سنو مس جولیانا! ــــ میں نے تمہارے پیر بہت قریب سے دیکھے
ہیں ــــ اور اگر میں اتنے قریب سے تمہارے پیر نہ دیکھتا تو شاید
میرے جذبات میں اس قدر تیزی پیدا نہ ہوتی ــــ لیکن کسی
خوبصورت عورت کے خوبصورت پیر میری کمزوری ہیں ویسے میں
نے باس سے اجازت لے لی ہے اور باس نے مجھے کہہ دیا ہے کہ
میں ان چار گھنٹوں میں اپنے جذبات کی تسکین کر سکتا ہوں۔ کیونکہ
ویسے بھی ہو۔ اب تم زندہ تو رہ نہیں سکتیں ــــ لیکن اگر تم میرے
ساتھ تعاون کرو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ باس سے درخواست کر کے
تمہاری جان بخشوا دونگا ــــ باس میری بات نہیں ٹالتا۔ میں اس کا
ہوں ــــ اور اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر میں زبردستی کروں
گا" ــــ بیٹی نے جولیا کے سامنے آ کر تیز لہجے میں کہا۔ اس کا چقندر
کی طرح سرخ چہرہ جذبات کی شدت سے اور زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔

"تمہارا شکریہ مسٹر بیٹی! ــــ میں کوئی اتنی پارسا عورت نہیں

ہوں ۔۔۔ ویسے بھی میں مغربی لڑکی ہوں۔ میں تم سے مکمل تعاون
لئے تیار ہوں اور آئندہ بھی کرتی رہوں گی ۔۔۔ شرط صرف اتنی
کہ تم وعدہ کرو کہ مجھے مرنے سے بچا لو گے" ۔۔۔ جولیا نے مسکرا
ہوئے کہا اور جولیا کی بات سن کر بینی کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا
"اوہ بالکل وعدہ ۔۔۔ پکا وعدہ ۔۔۔ اور یہ بینی کا وعدہ
تم قطعی بے فکر رہو" ۔۔۔ بینی نے چہکتے ہوئے کہا۔
"مجھے یقین ہے" ۔۔۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا
نے کرسی کی پشت پر جا کر زور سے پیر مارا۔ کھٹاک کی آواز سنائی
اور اس کے ساتھ ہی جولیا کے بازو اور پیر آزاد ہو گئے۔ جولیا
کھڑی ہو گئی۔ اس نے بڑے اطمینان سے اپنی کلائیاں مسلنی
کر دیں۔

"دیکھو ۔۔۔ کوئی شرارت کرنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ ۔
بینی نے یکلخت تیز لہجے میں کہا اور جولیا اس کی طرف مسکراتی ہو
"کم از کم تم سے کوئی شرارت نہیں کروں گی" ۔۔۔ جولیا نے
ویسے اس نے دیکھ لیا تھا کہ بینی نے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے
"اسی طرح فائدے میں رہو گی ۔۔۔ چلو میں تمہیں بیڈ رو
لے جاؤں" ۔۔۔ بینی نے کہا۔
"میرے پیر بندھے بندھے سن ہو گئے ہیں ۔۔۔ میں انہیں
لوں اور جراب اور جوتی بھی پہن لوں۔ پھر چلتی ہوں" ۔۔۔
نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے جھک کر جراب اٹھا
اپنے ننگے پیر میں پہننی شروع کر دی۔ بینی اسی طرح ریوالور لئے

میں کھڑا رہا۔

جراب پہننے کے بعد جولیا نے بڑے اطمینان سے سینڈل پہننا
شروع کر دیا۔ اور اس کے بعد اس نے اپنی پنڈلی کو ذرا سا مسلا۔
"اب چلو بھی سہی" ۔۔۔ بینی نے جذبات بھرے لہجے میں کہا۔
"چلو" ۔۔۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے بینی
بری طرح چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ ریوالور اس
کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ اور پھر جولیا نے ریوالور کی طرف
چھلانگ لگا دی۔

نیچے گرتے ہی بینی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے اتنی
ہی تیزی سے جیب سے استرا نکالا۔ لیکن جولیا اس سے زیادہ
تیز نکلی۔ جیسے ہی استرا باہر آیا جولیا نے ریوالور اٹھا کر مڑتے ہی فائر
کر دیا اور گولی بینی کے اسی ہاتھ پر پڑی جس میں استرا تھا۔ اور بینی
بری طرح چیختا ہوا ہاتھ جھٹکنے لگا۔ استرا اس کے ہاتھ سے نکل کر دور
ایک کونے میں جا گرا۔ جولیا نے دوسرا فائر کیا اور اس بار بینی کسی شکار
ہونے والے خرگوش کی طرح اچھل کر فرش پر جا گرا۔ گولی اس کی
ران میں لگی تھی۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ لیکن جولیا نے ایک بار پھر
ٹریگر دبایا اور دروازے میں نمودار ہونے والا مشین گن بردار چیختا ہوا
پشت کے بل باہر فرش پر گرا۔ گولی اس کے سینے میں پڑی تھی اور
وہ دروازے میں ہی الٹ گیا تھا۔

جولیا نے اس کے گرتے ہی دوڑ لگائی اور پلک جھپکنے میں اس

نے وہ مشین گن اٹھائی جو آنے والے کے ہاتھ سے نکل کر دروازے کے اندر گر گئی تھی۔ دروازے میں گرنے والا ابھی تک پھڑک رہا تھا۔

جولیا نے مشین گن اٹھاتے ہی اس تڑپتے ہوئے آدمی پر فائر کھول دیا اور اس کا جسم گولیاں کھا کر اس طرح اچھلا جیسے ریت میں بھنتے وقت مکئی کے دانے اچھلتے ہیں اور پھر ساکت ہو گیا۔

جولیا تیزی سے مڑی۔ بلیقی اب پھر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ اور چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا اس کے پاس شاید اور اسلحہ نہ تھا اور ران سے خون فوارے کی طرح ابل رہا تھا۔ جولیا نے اس کی حالت دیکھی تو اس نے مشین گن اچھال کر نال سے پکڑا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے اس کے سر پر پوری قوت سے مشین گن کا دستہ رسید کر دیا۔ اور بلیقی چیختا ہوا فرش پر گرا۔ جولیا نے جھک کر ایک اور ضرب لگائی تو بلیقی تڑپتا ہوا ساکت ہو گیا۔

جولیا تیزی سے مڑی اور پھر دوڑتی ہوئی دروازے میں مشین گن والے کی پڑی ہوئی لاش پھلانگتی ہوئی باہر نکل آئی۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ جس کے پورچ میں صرف ایک کار کھڑی تھی۔ اور وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ بلیقی شاید اسی کار میں آیا تھا اور یہاں سوائے اس مشین گن بردار کے اور کوئی آدمی نہ تھا۔

جولیا واپس اسی کمرے میں گئی تو بلیقی اسی طرح بیہوش پڑا تھا اور اس کی ران سے خون نکل نکل کر ادھر ادھر پھیل گیا تھا۔ جولیا نے اس کی قمیص اتاری اور اسے ران کے زخم پر اچھی طرح کس کر باندھ

دیا تاکہ مزید خون ضائع نہ ہو۔ اور پھر اس نے بلیقی کو اٹھا کر اسی کرسی پر بٹھا دیا جس پر پہلے وہ خود بیٹھی تھی۔ اس نے اس کے بازو اور پیر دول کو ان کڑوں میں جکڑا اور پھر مشین گن ایک طرف رکھ کر وہ دوڑتی ہوئی اس کونے کی طرف گئی جہاں بلیقی کا تیز دھار استرا پڑا ہوا تھا۔

استرا ہاتھ میں لے کر وہ واپس آئی اور پھر بائیں ہاتھ میں استرا پکڑ کر اس نے پوری قوت سے دائیں ہاتھ سے بلیقی کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ بھرپور طمانچوں کی آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ چوتھے تھپڑ پر بلیقی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کے منہ سے چیخ نکلی۔

"ہاں تو مسٹر بلیقی! ___ اب تمہارے جذبات کا کیا حال ہے" ___؟ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تت ___ تم ___ تم بے حد عیار اور کمینی عورت ہو ___ مجھے یہ تصور بھی نہ تھا کہ تم اس طرح جھٹکے جھٹکے مجھ پر حملہ کر دوں گی" ___ بلیقی نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"میری کمینگی تو اب تم پر عیاں ہو گی مسٹر بلیقی!" ___ جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے دائیں ہاتھ میں استرا پکڑا اور پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کمرہ بلیقی کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کی آدھی ناک کٹ کر اس کی جھولی میں جا گری تھی۔

جولیا کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور بلیقی کے حلق سے ایک اور بھیانک چیخ نکلی۔ اب اس کا ایک کان کٹ گیا تھا۔

"اب تمہاری انگلیوں کی باری آئے گی بلیئی" ـــــ جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس کا بازو اٹھا اور اس بار بلیئی چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ جولیا کے ایک ہی وار سے بلیئی کے ہاتھ کی چار انگلیاں کٹ کر نیچے جا گری تھیں۔

بلیئی کے بیہوش ہوتے ہی جولیا نے اس کے بازو پر اُسترے کا کٹ لگایا تو بلیئی کا جسم بری طرح جھٹکے کھانے لگا اور اس کی آنکھیں ایک بار پھر کھل گئیں۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"مار ڈالو مجھے ـــــ مار ڈالو" ـــــ بلیئی نے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی سے ـــــ اتنی جلدی ـــــ ابھی تو میں نے تمہارے جذبات ٹھنڈے کرنے ہیں ـــــ ابھی تو میں نے تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی کاٹنی ہے" ـــــ جولیا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس پر واقعی جنون کی سی حالت طاری تھی۔

جولیا کا ہاتھ ایک بار پھر اٹھا تو اسے اپنے پیچھے کھٹکا سا محسوس ہوا اور جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر ہاتھ میں پکڑا ہوا اُسترا پھینک دیا۔

دوسرے لمحے دروازے پر ایک زوردار چیخ ابھری اور ایک آدمی پہلی لاش پر گر گیا۔ استرا ٹھیک اس کی گردن پر پڑا تھا اور اس کی آدھی سے زیادہ گردن کٹ گئی تھی۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ جولیا تیزی سے اس کی طرف لپکی لیکن وہ آدمی ایڑیاں رگڑتا ہوا ختم ہو گیا۔ جولیا نے جھک کر ایک سائیڈ میں پڑا ہوا

ریوالور اٹھایا اور پھر وہ راہداری میں دوڑتی ہوئی باہر کی طرف لپکی۔ اسے اس آدمی کی آمد پر حیرت تھی۔ حالانکہ پہلے اس کا خیال تھا کہ کوٹھی خالی ہے۔ پھر یہ آدمی کہاں سے آ گیا۔ اور اگر عمران کی دی ہوئی ہدایت نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی اس طرح گھوم کر اُسترے سے اس کی گردن نہ کاٹ سکتی۔ اور ظاہر ہے اس کا انجام یہی ہونا تھا کہ وہ پشت پر گولی کھا کر ختم ہو جاتی۔

باہر برآمدہ خالی تھا۔ وہ برآمدے سے ہوتی ہوئی دوسرے کمرے میں گھس گئی۔ اب اس نے پوری کوٹھی کی تلاشی لینے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ مختلف کمروں میں گھومنے کے بعد وہ دوسری منزل کی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی ہی تھی کہ اسے خیال آیا کہ وہ عقب تو چیک کرے چنانچہ وہ برآمدے سے اتر کر عقبی باغ کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ لیکن عقبی باغ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے دیکھتی رہی پھر واپس پلٹ آئی۔ اس نے یہی سمجھا کہ یہ آدمی کسی کمرے میں سویا پڑا ہوگا اور بلیئی کی چیخیں سن کر اٹھ کر آ گیا ہوگا۔ اور اب اور کوئی آدمی وہاں موجود نہیں ہے۔ اس کے دماغ پر بلیئی کے متعلق وحشت ابھی تک سوار تھی۔ اس لئے وہ دوبارہ واپس اسی کمرے کی طرف دوڑی۔ لیکن جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ اور وہ بے اختیار لڑکھڑا سی گئی۔ اگر وہ فوراً ہی دروازے کا سہارا نہ لے لیتی تو یقیناً فرش پر گر پڑتی۔ کیونکہ بلیئی والی کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کا میکنزم بند ہو چکا تھا اور بلیئی غائب تھا۔

جولیا کے ذہن میں بھونچال سا آ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ

اچانک بینی کہاں غائب ہوگیا۔ کرسی کا میکنزم کیسے کھلا۔ اور جب کو
میں اور کوئی آدمی بھی موجود نہ ہے تو پھر آخر یہ بینی کہاں گیا۔
وہ چند لمحے تو آنکھیں پھاڑے خالی کرسی کو دیکھتی رہی
تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے کرسی کو زور زور سے ہلانا
کر دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ شاید بینی کسی وجہ سے فرش میں
نہ ہوگیا ہو۔ لیکن کرسی کے نیچے فرش ٹھوس تھا اور کرسی
اسی طرح فرش میں گڑے ہوئے تھے۔ اس نے ایک طویل سانس
اور بے اختیار سر کو جھٹکنے لگی۔

"سیکرٹ ایجنٹ کا جذباتی ہو جانا اس کی سب سے بڑی
ہے" ___ اچانک دروازے سے ایکسٹو کی آواز ابھری ا
بے اختیار اچھل پڑی۔ ایک بار پھر اس کی آنکھیں حیرت اور خو
آخری حدوں تک پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ سامنے دروازے پر ا
نقاب پہنے بذاتِ خود موجود تھا۔

"سس ___ سر آپ! ___ وہ ___ بی ___
غائب ہوگیا ہے" ___ جولیا نے بری طرح لڑکھڑاتے ہوئے
میں کہا۔

"اپنے آپ کو سنبھالو جولیا! ___ ورنہ ایسی سزا دوں گا کہ ___
ایکسٹو کا لہجہ بے حد سرد ہوگیا۔ اور جولیا کانپ کر سیدھی ہوگئی

"یس سر ___ یس سر" ___ جولیا نے اپنے آپ پر جبراً ک
کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں بینی پر اس طرح وحشیانہ انداز میں صرف انتقامی حملہ

جائے اس سے ڈک کے اڈے کے متعلق پوچھنا چاہیئے تھا" ___
ٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ سوری سر! ___ دراصل میں ___ میں ___" جولیا
ے کوئی جواب نہ بن سکا تو اس نے سر جھکا لیا۔

"میں تمہارے جذبات سمجھتا ہوں ___ بینی کو ایسی ہی سزا ملنی
یئے ___ لیکن میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ سیکرٹ ایجنٹ
ر حالت میں جذبات سے بچنا چاہیئے ___ ویسے تم نے اس
پر جس طرح گھوم کر اُسترے سے کامیاب حملہ کیا ہے تمہارا
ایکشن مجھے پسند آیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں معافی کی مستحق سمجھتا
ں ___ ورنہ تمہاری اس جذباتیت کی تمہیں عبرتناک سزا ملتی"
سٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تھ ___ شش ___ شکریہ سر! ___ مگر وہ بینی" ___؟
لیا نے ایک بار پھر خالی کرسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ دانش منزل پہنچ چکا ہے ___ تمہارا فون ملنے پر میں نے
ب کال ٹریس کی تو وہ ملحقہ کوٹھی کی تھی جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس
ت بینی کار میں اندر آیا تھا تو میں سمجھ گیا کہ وائرلیس فون کے ذریعے
اس سے کال کی گئی ہے۔ کیونکہ جس کار میں بینی آیا تھا اس کار
پہلے ہی نگرانی ہو رہی تھی ___ جب میں اندر آیا تو اس وقت
بینی پر حملہ کر چکی تھی ___ میں اس لئے خاموش رہا کہ میں تمہارا
ردعمل دیکھنا چاہتا تھا ___ اگر تم اس آنے والے پر حملہ نہ
یتی تو یقیناً وہ ریوالور کا ٹریگر دبانے سے پہلے ہی میری گولی کا شکار

ہو چکا ہوتا۔ بہر حال تمہارے جذباتی پن کی وجہ سے میں نے مناسب سمجھا کہ خاور کے ذریعے بیبی کو دانش منزل بھجوا دیا جائے۔ جس قدر خون اس کا نکل رہا تھا وہ مزید پوچھ گچھ سے پہلے ہی ہو جاتا" ——— ایکسٹو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"خاور!——— اوہ مگر سر!——— آپ اور خاور ——— میں نے سر کسی کو نہیں دیکھا ——— پھر ———؟" جولیا نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں اوپر والی منزل پر تھا اور روشندان سے تمہاری ساری کارروائی دیکھ رہا تھا ——— جب کہ خاور سیڑھیوں میں تھا۔ جب تم کمروں کی تلاشی لیتی پھر رہی تھی تو خاور بیبی کو لے کر ساتھ والی کوٹھی میں پہنچ چکا تھا ——— درمیانی دیوار میں ایک گنجان بیل پھیلی ہوئی ہے اور اس بیل کے پیچھے خلا ہے اور یہ خلا ہی ان دونوں کوٹھیوں کا درمیانی خفیہ راستہ ہے ——— آؤ میرے پیچھے" ——— ایکسٹو نے اس کی حیرت دور کرنے کے لئے تفصیل سے بتایا اور پھر واپس مڑ گیا۔ جولیا اس کے پیچھے چل پڑی۔ اس کا سر تو جھکا ہوا تھا لیکن وہ بار بار سر اٹھا کر اپنے آئیڈیل ایکسٹو کو آگے جاتا ہوا دیکھ لیتی۔ لیکن پھر جلدی سے سر جھکا لیتی۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ ایکسٹو باوجود اس کی طرف پشت ہونے کے اس کی ساری حرکات دیکھ رہا ہوگا۔ اسے ایکسٹو پر کچھ ایسا ہی یقین تھا۔

سائیڈ کوٹھی میں پہنچ کر ایکسٹو نے جولیا کو پھاٹک کے قریب کھڑی سیاہ رنگ کی بڑی سی کار چلانے کے لئے کہا اور خود اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ ڈرائیونگ سیٹ اور پچھلی سیٹ کے درمیان سیاہ رنگ کا ایک شیشہ لگا ہوا تھا اور کار کے عقبی حصے کے سارے شیشے بھی سیاہ رنگ کے تھے۔

یہ ایکسٹو کی سرکاری گاڑی تھی۔ جس میں وہ صدارتی میٹنگ وغیرہ اٹینڈ کرنے جایا کرتا تھا۔

"دانش منزل چلو" ——— ایکسٹو کی آواز کار کے ڈیش بورڈ سے جولیا کو سنائی دی۔

"یس سر" ——— جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کار آگے بڑھا دی۔

کوٹھی سے نکل کر جولیا نے پہلے تو ادھر ادھر دیکھا۔ کیونکہ اسے تو علم ہی نہ تھا کہ وہ کس جگہ ہے۔ وہ تو بے ہوشی کے عالم میں یہاں پہنچی تھی۔ لیکن سائیڈ پر موجود ایک سینما ہاؤس دیکھتے ہی وہ سمجھ گئی کہ وہ گرین ایریا میں ہے۔ چنانچہ اس نے کار دائیں طرف موڑ دی۔

"بب ——— بب ——— باس! ——— وہ صفدر اور کیپٹن شکیل کا کیا حال ہے" ———؟ جولیا نے کار چلاتے ہوئے ڈرتے ڈرتے لہجے میں پوچھا۔

"وہ دونوں ہسپتال میں ہیں ——— ان کے سینے میں گولیاں لگی تھیں ——— تنویر نے ان دونوں کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا تھا۔ اس لئے وہ بچ گئے ہیں ——— عمران بھی شدید زخمی ہے۔ اسے کار

میں بم رکھ کر زخمی کیا گیا ہے ـــــ لغمانی کی کار کا ٹائر گولیوں سے برسٹ کر دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ تعاقب نہ کر سکا ـــــ تمہارا فون ملنے پر میں نے خاور کو چیکنگ کے لئے بھیجا۔ اور پھر اس کی اطلاع پر کہ جس نمبر کو چیک کیا گیا ہے وہ کوٹھی خالی ہے، مجھے خود آنا پڑا کیونکہ مجھے تمہاری جان خطرے میں محسوس ہو رہی تھی ـــــ ایکسٹو کی آواز ڈیش بورڈ سے ابھری اور جولیا کا سر عقیدت سے جھک گیا گو ایکسٹو کس قدر بھی سخت اور سرد مزاج ہے لیکن جیسے ہی اُسے جولیا کی جان خطرے میں محسوس ہوئی وہ خود پہنچ گیا۔ یہی بات جولیا کا سر جھکانے کے لئے کافی تھی

کار تیزی سے دانش منزل کی طرف دوڑی جا رہی تھی اور جولیا سوچ رہی تھی کہ جس ٹیم کا باس ایکسٹو ہو اُسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔

گردباد کے کھنڈرات بہت وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے تھے یہ کھنڈرات شہر سے تقریباً چالیس کلو میٹر دور ویران پہاڑیوں کے درمیان واقع تھے۔ یہ کھنڈرات اس قدر ویران اور خوفناک تھے کہ سیاح انہیں دیکھنے میں دلچسپی رکھنے کی بجائے اس طرف جانے سے ہی گھبراتے تھے۔ اور ان کھنڈرات کی ایک خاص بات یہ تھی کہ یہاں قدرتی طور پر ہوا کا دباؤ ایسا رہتا تھا کہ خوفناک گردباد اٹھتے رہتے تھے اور یہ گردباد اس قدر تیز اور طاقتور ہوتے تھے کہ ان کی لپیٹ میں اگر انسان تو کجا کار بھی آجاتی تو وہ اسے بھی اڑا کر کئی کئی فٹ بلندی تک لے جاتے۔ اور پھر جب وہ نیچے گرتی تو ظاہر ہے اس کا انجر پنجر ڈھیلا ہو جاتا تھا۔ اس لئے ان کھنڈرات کو گردباد کے کھنڈرات کہتے تھے۔ اور دارالحکومت کے عوام میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ یہ کھنڈرات جنوں کی کسی بستی کے ہیں اور یہاں جانے والا زندہ بچ کر نہیں آسکتا۔ محکمہ آثار قدیم نے بھی

یہاں بس اتنی ہی دلچسپی لی گئی کہ ایک بورڈ لگا دیا تھا جس پر واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ گرد باد کی وجہ سے اگر کسی کو کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچے گا تو اس کی ذمہ داری حکومت پر نہ ہو گی۔ البتہ وہاں پھنس جانے والوں کی امداد کے لئے ایک پبلک بوتھ ضرور بنا دیا گیا تھا۔ یہ پبلک فون بوتھ کھنڈرات سے کافی ہٹ کر ایک پہاڑی چٹان کی آڑ میں بنایا گیا تھا تاکہ گرد باد اسے نقصان نہ پہنچا سکیں۔

کھنڈرات کے نیچے بڑے بڑے بے شمار ایسے تہہ خانے موجود تھے جہاں تک جانے کا راستہ ہی نہ ملتا تھا۔

اس وقت بھی ان کھنڈرات کے ایک حصے کے نیچے ایک تہہ خانے کے اندر ایک عجیب و غریب ساخت کی مشین نصب تھی اور تہہ خانے میں عجیب سی ناگوار بو پھیلی ہوئی تھی۔ تہہ خانے میں پانچ افراد موجود تھے۔ ان سب نے باقاعدہ گیس ماسک پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے چار تو مشین کے مختلف حصوں کے سامنے کھڑے اسے آپریٹ کرنے میں مصروف تھے جبکہ ایک آدمی ایک سائیڈ پر موجود میز کے پیچھے رکھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین تھی جس کے اوپر والے حصے میں ایک قطار کی صورت میں تقریباً چھ چھوٹی چھوٹی سکرینیں نصب تھیں ان میں سے دو سکرینیں روشن تھیں جن میں سے ایک میں دو افراد گیس ماسک پہنے بڑے بڑے ڈرموں میں سے کوئی دانہ دار چیز فرش میں نصب ایک بڑی سی کیف میں ڈال رہے تھے۔ جبکہ تین افراد ذرا سا ہٹ کر ایک اور بڑے سے شیشے کے جار میں کالے رنگ کا سیال مسلسل

انڈیلتے چلے جا رہے تھے۔ جب کہ دوسری سکرین پر ایک اور کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں چار افراد اسی طرح گیس ماسک پہنے ہوئے ایک بڑی مشین کے سامنے کھڑے تھے۔ اس مشین کا ایک سرا نیچے فرش پر نصب تھا۔ اور اس کا دوسرا چھت تک بلند تھا۔ اس مشین میں سے مسلسل کیپسول نکل نکل کر ایک چھوٹی سی ڈبیہ میں خود بخود پیک ہو رہے تھے اور اس ڈبیا کے اوپر لیبل لگتا اور پھر یہ ڈبیا مزید پیک ہو کر اور ڈبیوں کے ساتھ مل کر ایک گتے کے ڈبے میں بند ہوتی اور باہر آ جاتی۔ اس طرح مال مسلسل پیک ہو رہا تھا اس ڈبیا پر کسی دوا کا لیبل لگا ہوا تھا اور کمپنی کا نام وغیرہ بھی لکھا ہوا تھا۔

کرسی پر بیٹھا آدمی مسلسل ان سکرینوں پر نظر رکھے ہوئے تھا کہ اچانک مشین کے ایک کونے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں اور اس آدمی نے چونک کر مشین کا ایک بٹن دبایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ماسک کی سائیڈ پر موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو بھی پریس کر دیا۔

"یس ٹاسک اٹنڈنگ۔ اوور" ___ وہ آدمی ماسک کے اندر سے بولا لیکن اس کی آواز مشین کے ایک خانے سے برآمد ہوئی۔

"کمپنی کالنگ یو۔ اوور" ___ دوسرے خانے سے آواز نکلی۔

"یس سیکنڈ باس۔ اوور" ___ ٹاسک نے جواب دیا۔ اس بار اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"کام کیسا جا رہا ہے۔ اوور" ___ کمپنی نے پوچھا۔

"ویری او۔کے سر! ___ سپیشل سپلائی مکمل ہونے کے قریب ہے سر۔ اوور" ___ ٹاسک نے جواب دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ اب ایک خصوصی ہدایت سُن لو ۔۔۔ چیف باس نے ایک انتہائی خطرناک آدمی علی عمران کو ٹریپ کر نے کے لئے گرد باد کے کھنڈرات کی طرف بلایا ہے ۔۔۔ وہ اپنی ایک ساتھی عورت کو جو شدید زخمی ظاہر کی گئی ہے ، لینے کے لئے آرہا ہے یقیناً وہ کسی کار میں ہو گا ۔۔۔ مقامی آدمی ہے وہ ۔۔۔ لیکن انتہائی عیار، خطرناک ۔۔۔ اور بے حد ذہین آدمی ہے ۔ وہ یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ۔۔۔ جیسے ہی وہ شخص کھنڈرات کے قریب پہنچے ۔۔۔ تم نے انتہائی طاقتور گرد باد فائر کر کے اس کا مکمل خاتمہ کر دینا ہے ۔۔۔ ہر صورت میں اس کا خاتمہ ہونا چاہیئے اور کسی قیمت پر بھی وہ بچ کر نہ جائے ۔ سمجھ گئے ۔ اوور" ۔۔۔ کیپنی نے تیز لہجے میں کہا ۔

"یس باس! ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی ۔۔۔ میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔۔ اُسے ہوٹل سے اغوا کرنے والوں کا انچارج میں ہی تھا ۔ اوور" ۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا ۔

"اوکے! ۔۔۔ کام انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے ہونا چاہیئے ۔۔۔ ذرا سی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی ۔۔۔ اور جب عمران کا خاتمہ ہو جائے تو تم نے خصوصی فریکوئنسی پر چیف باس کو اطلاع دینی ہے ۔۔۔ چیف باس چیکنگ کے لئے خود آئے گا ۔ اوور" ۔۔۔ کیپنی نے کہا ۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ میں فائرنگ سیکشن کو پوری طرح الرٹ کر دیتا ہوں اور انہیں عمران کا حلیہ اور

قدوقامت بھی بتا دوں گا ۔۔۔ وہ اُسے کسی صورت بھی جانے نہ دیں گے ۔ اوور" ۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا ۔

"ہاں! ۔۔۔ ہر صورت میں اس کا خاتمہ ہونا چاہیئے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فائرنگ سیکشن والوں کو احکامات دے دو کہ وہ تمام گرد باد پوائنٹ آن کر دیں تاکہ اس شخص کی واپسی کسی صورت بھی ممکن نہ ہو سکے ۔ اوور" ۔۔۔ کیپنی نے کہا ۔

"یس باس! ۔۔۔ میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں ۔ اوور" ۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا ۔

"اوکے! ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ کیپنی کی آواز سنائی دی ۔ اور ماسک پہنے ہوئے ٹاسک نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن آف کر دیا اور ساتھ ہی ایک اور بٹن آن کر دیا ۔

اس بٹن کے آن ہوتے ہی مشین کے ایک کونے میں موجود ایک سکرین روشن ہو گئی ۔ سکرین پر ایک نوجوان کی تصویر اُبھری ۔

"یس باس! ۔ شارٹی اٹنڈنگ یو" ۔۔۔ نوجوان کے لب ہلے اور مشین سے آواز نکلی ۔

"شارٹی! ۔۔۔ ابھی ابھی نمبر ٹو باس کی سپیشل کال آئی ہے ۔ ایک انتہائی خطرناک آدمی کھنڈرات کی طرف آرہا ہے ۔۔۔ اس آدمی پر انتہائی طاقتور گرد باد فائر کرنا ہے ۔۔۔ تمام پوائنٹس آن کر دو ۔ اور پوری طرح الرٹ ہو جاؤ ۔۔۔ اس آدمی کو کسی صورت بھی زندہ بچ کر نہیں جانا چاہیئے ۔۔۔ کسی بھی صورت میں" ۔۔۔ ٹاسک نے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کا حلیہ اور قدوقامت بھی تفصیل

سے شارٹی کو بتا دیا۔

"کیا وہ اکیلا ہو گا باس" ——— شارٹی نے پوچھا۔

"ہاں ——— اطلاع تو یہی ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کی تعداد زیادہ ہو ——— بہرحال وہ اکیلا ہو یا پورا گینگ ——— ان کی موت لازمی ہے ——— چیف باس خود آ کر چیک کرے گا ——— کسی قسم کی کوتاہی ناقابل معافی ہو گی" ——— ٹاسک نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— وہ بچ کر نہ جا سکیں گے ——— شارٹی نے کہا۔

"ٹارگٹ کے سامنے آتے ہی وی سکرین آن کر دینا تاکہ میں خود اس مشن کی نگرانی کر سکوں" ——— ٹاسک نے کہا۔

"یس باس" ——— شارٹی نے کہا اور ٹاسک نے بٹن آف کر دیا اور ایک بار پھر اس کی نظریں پہلے والی سکرینوں پر جم

تنویر کار چلاتا ہوا ہسپتال سے نکل کر واپس اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا کہ ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ تنویر نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو" ——— ڈیش بورڈ سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"یس سر! ——— تنویر بول رہا ہوں۔ اوور" ——— تنویر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور" ——— ایکسٹو نے پوچھا۔

"باس ——— میں ہسپتال سے اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا ہوں۔ کیونکہ اب صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی حالت سنبھل گئی ہے۔ عمران بھی ہوش میں آ گیا ہے۔ اوور" ——— تنویر نے باقاعدہ رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ——— مختصر جواب دیا کرو ——— میرے پاس اتنا وقت

مہنیں ہوتا کہ رپورٹیں سنتا رہوں" ـــــ ایکسٹو کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

" یس باس! ـــــ سوری سر۔ اوور" ـــــ تنویر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" سنو! ـــــ مجرموں نے عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے گرد باد کے کھنڈرات کی طرف جولیا کے ذریعے مجھے کال کر کے بلوایا ہے ـــــ تم ایسا کرو کہ صدیقی کو پک کرو اور اُسے ساتھ لے کر گرد باد کے کھنڈرات کی طرف جاؤ ـــــ صدیقی کو کہنا کہ وہ عمران کا میک اپ کرے۔ کیونکہ اس کا قد و قامت عمران جیسا ہے ـــــ اسلحہ اپنے پاس رکھنا۔ میرا خیال ہے کہ وہاں مجرموں کا باس موجود ہو گا اور ان کا مشن عمران کا خاتمہ ہے ـــــ لیکن تم لوگوں کے بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر موجود افراد کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے انچارج کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچاؤ ـــــ میں خاور کو جولیا کی طرف بھیج رہا ہوں۔ اُسے میں نے ٹریس کر لیا ہے" ـــــ ایکسٹو نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ اوور" ـــــ تنویر نے کہا۔

" سارا کام انتہائی احتیاط سے کرنا ـــــ وہ لوگ وہاں پوری طرح ہوشیار ہوں گے ـــــ اس مشن کے انچارج تم ہو گے ـــــ صدیقی تمہاری ہدایات پر کام کرے گا ـــــ مجھے مشن کی کامیابی چاہیے ـــــ یس ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس

نے ڈیش بورڈ کے نیچے فٹ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بدلنا شروع کر دی۔ وہ صدیقی کی فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے بٹن دبایا اور ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

" صدیقی اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ صدیقی کی آواز ابھری۔

" صدیقی! ـــــ میں تنویر بول رہا ہوں ـــــ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور" ـــــ؟ تنویر نے پوچھا۔

" میں اپنے فلیٹ پر ہوں ـــــ کیوں ـــــ؟ اوور" ـــــ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے سوال کیا۔

" ایکسٹو نے ہم دونوں کے ذمہ ایک خصوصی مشن لگایا ہے ـــــ میں اس مشن کا انچارج ہوں ـــــ مجرموں نے عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے اُسے گرد باد کے کھنڈرات کی طرف بلایا ہے ـــــ ایکسٹو نے کہا کہ تم عمران کا میک اپ کر لو۔ اور ہم دونوں ان مجرموں کو ٹریپ کرنے کھنڈرات کی طرف جائیں گے ـــــ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ میرے پہنچنے تک تم عمران کا میک اپ مکمل کر لو ـــــ باقی تفصیلات وہیں آ کر بتاؤں گا۔ اوور" ـــــ تنویر نے تیز تیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے اوکے کی آواز سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور کار کی رفتار یکلخت بڑھا دی۔

جہاں اس وقت تنویر موجود تھا وہاں سے صدیقی کا فلیٹ کافی فاصلے پر تھا۔ اس لئے تنویر کو فلیٹ تک پہنچتے پہنچتے پندرہ منٹ لگ گئے۔

صدیقی، عمران کے میک اپ میں سیڑھیوں پر کھڑا تنویر کا انتظار

کر رہا تھا۔ جیسے ہی تنویر کی کار سیڑھیوں کے سامنے آکر رکی۔ صدیقی آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"تم اتنی جلدی تیار ہو گئے" ـــــ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے جلدی کا کہا تھا اس لئے میں نے ماسک میک اپ کر لیا ہے کیسا ہے میک اپ" ـــــ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ـــــ بہت اچھا ہے ـــــ اگر میں تمہیں پہلے کال نہ کرتا تو میں یہی سمجھتا کہ عمران کھڑا ہے ـــــ ویری گڈ" ـــــ تنویر نے کار آگے بڑھاتے ہوئے تعریف بھرے لہجے میں کہا اور صدیقی ہنس دیا۔

"میں کافی عرصے سے ماسک میک اپ کی مسلسل پریکٹس کر رہا ہوں عمران اور ایکسٹو چونکہ مجھ سے کام بے حد کم لیتے ہیں۔ اس لئے فارغ ہونے کی وجہ سے میں اس پریکٹس میں مصروف رہتا ہوں" ـــــ صدیقی نے کہا۔

"آج تو پھر تم نے مین کام کرنا ہے" ـــــ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ چکر کیا ہے ـــــ مجھے کچھ تفصیل تو بتاؤ ـــــ عمران کی جگہ مجھے وہاں بھیجنا ـــــ بات میری سمجھ میں نہیں آئی" ـــــ صدیقی نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"مجھے زیادہ تفصیلات کا تو علم نہیں ہے ـــــ صرف اتنا معلوم ہے کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم ڈاگ مین نامی ہمارے ملک میں کام کر رہی ہے ـــــ اس کا سربراہ کوئی ڈک نامی مجرم ہے ـــــ عمران اور سوپر فیاض کا اس سے ٹکراؤ ہو گیا اور ساتھ ہی انہوں نے جولیا کو اغوا کر لیا ـــــ جولیا نے مجھے بتایا تھا کہ یہ تنظیم غیر ملکی عورتوں کو اغوا کر کے

انہیں ہلاک کرتی ہے اور پھر ان کے پیٹ کو صاف کر کے اس میں کوئی خاص منشیات بھر کر اسے سی دیا جاتا ہے ـــــ اس کے بعد وہ لاش باقاعدہ کفن وغیرہ دے کر تابوت میں رکھ کر دوسرے ملک یہ ظاہر کر کے بھیجی جاتی ہے کہ مردہ عورت کی لاش اس کے عزیزوں کو بھیجی جا رہی ہے ـــــ ظاہر ہے اس کی زیادہ چیکنگ نہیں ہوتی۔ دوسرے ملک میں فرضی عزیز یہ لاش ریسیو کرتے ہیں۔ باقاعدہ تمام رسومات مکمل کر کے اسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہاں کی پولیس یا انٹیلی جنس کو شک نہ پڑ سکے ـــــ پھر رات کو قبر کھود کر منشیات نکال لی جاتی ہے" ـــــ تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ ـــــ یہ تو انتہائی کمینہ پن ہے" ـــــ صدیقی نے منہ بناتے ہوتے کہا۔

"ہاں! ـــــ جرم تو ہوتے ہی ہیں۔ لیکن یہ واقعی کمینگی ہے۔ چونکہ یہ لوگ عورتوں کو نشانہ بناتے ہیں اس لئے یہ لیڈی کلرز کے نام سے بھی مشہور ہیں ـــــ انہوں نے جولیا کو بھی اسی مقصد کے لئے اغوا کر لیا تھا لیکن عمران نے اسے چھڑوا لیا ـــــ اس کے بعد مجرموں کو ٹریس کرنے کے لئے ایکسٹو نے دوبارہ جولیا کو چارے کے طور پر استعمال کیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل جولیا کے ساتھ تھے ـــــ میں علیحدہ نگرانی پر تھا ـــــ نعمانی بھی نگرانی کر رہا تھا ـــــ عمران خفیہ طور پر نگرانی کر رہا تھا۔ ہم لوگ ہوٹل پلازہ میں بیٹھے تھے کہ اچانک انہوں نے حملہ کر دیا ـــــ صفدر اور کیپٹن شکیل کو گولی مار دی گئی ـــــ جولیا کو اغوا کر لیا گیا ـــــ میں نے ان کا ایک آدمی مار دیا اور ان کے پیچھے بھاگنے لگا کہ عمران کی آواز سنائی دی

کہ میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو سنبھالوں ___ عمران ایک عام آدمی کے میک اپ میں تھا۔ ایک آدمی اس نے بھی مار گرایا تھا ___ چنانچہ میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو لے کر ہسپتال پہنچ گیا۔ کیونکہ ان کی حالت سیریس تھی لیکن اب وہ ٹھیک ہیں ___ بعد میں پتہ چلا کہ نعمانی کی کار کا ٹائر فائرنگ سے برسٹ ہو گیا اور وہ تعاقب نہ کر سکا ___ عمران ان کے تعاقب میں گیا۔ لیکن وہ ڈاج دے گئے ___ انہوں نے کار ایک گلی میں چھوڑی اور دوسری کار سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے اس چھوڑی ہوئی کار کی تلاشی لینی چاہی تو انہوں نے کار کے دروازے کے ہینڈل کے ساتھ بم فٹ کیا ہوا تھا ___ چنانچہ جیسے ہی عمران نے دروازہ کھولا۔ بم پھٹ پڑا۔ لیکن عمران اس طرح مرنے سے بچ گیا کہ بم پھٹتے ہی اس دروازے نے اکھڑ کر عمران کو فضا میں اچھال دیا اور عمران پچھلی دیوار کے اوپر گرا اور پھر وہاں سے ایک مکان کے پختہ صحن میں جا گرا۔ اس طرح وہ کار کے ملبے کی زد سے بچ گیا۔ البتہ اسے گرنے کی وجہ سے خاصی چوٹیں آئیں دماغ پر بھی چوٹ لگی۔ لیکن اب وہ بھی ہوش میں ہے۔ اسے نعمانی ہسپتال میں لے گیا تھا۔ کیونکہ نعمانی پیدل ہی باہر بھاگا تھا اور پھر اس نے عمران کی کار گلی میں مڑتی دیکھ لی تھی ___ پھر جب وہ گلی کے سرے پر پہنچا تو اسی لمحے بم پھٹا اور نعمانی نے عمران کو فضا میں بلند ہو کر دیوار اور پھر مکان کے صحن میں گرتے دیکھ لیا تھا ___ عمران کی کار بھی ساتھ ہی تباہ ہو گئی تھی" ___ تنویر نے کار چلانے کے ساتھ ساتھ پوری تفصیل بتائی۔

"کمال ہے ___ اتنا کچھ ہو گیا اور مجھے علم ہی نہیں" ___ صدیقی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جب کام پڑتا ہے تو معلوم بھی ہو جاتا ہے" ___ تنویر نے جواب دیا۔

"اب جولیا کہاں ہے" ___؟ صدیقی نے اچانک جولیا کا خیال آتے ہی پوچھا۔

"اسے وہ لوگ اغوا کر کے لے گئے ہیں ___ اور ایکسٹو نے بتایا ہے کہ اس نے اسے ٹریس کر لیا ہے اور خاور جولیا کے پیچھے گیا ہے ___ ان لوگوں نے جولیا کے ذریعے ایکسٹو کو کال کر کے عمران کو گرد باد کے کھنڈرات کی طرف بلایا ہے تاکہ عمران کو ٹریپ کیا جا سکے ___ چنانچہ اب تم بطور عمران وہاں جا رہے ہو۔ ایکسٹو کا خیال ہے کہ ڈک وہاں موجود ہو گا ___ ہم لوگوں نے وہاں ان لوگوں کا خاتمہ کر کے اس ڈک کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچانا ہے" ___ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ اب میں ساری بات سمجھ گیا ___ لیکن اس ڈک کی پہچان کیا ہو گی" ___؟ صدیقی نے کہا۔

"پہچان کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے ___ بہرحال جو انچارج نظر آئے اسے لے جانا ہے۔ چاہے وہ ڈک ہو یا کوئی اور" ___ تنویر نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ وہاں میرے شکار کے لئے پوری طرح تیار ہوں گے ___ لیکن میں نے اسلحہ تو لیا نہیں" ___ صدیقی

نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اسلحہ میری کار میں کافی تعداد میں موجود ہے اس کی فکر نہ کرو۔ ایکسٹو نے مجھے اس مشن کا انچارج بنایا ہے ——— اس لئے میں نے اس کے لئے ایک پلاننگ کی ہے ——— مجھے یقین ہے کہ میری یہ پلاننگ کامیاب رہے گی" ——— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا پلاننگ ہے۔ مجھے بھی تو بتاؤ" ——— صدیقی نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"جب گرد باد کے کھنڈرات تقریباً ایک میل رہ جائیں گے اور پہاڑی سلسلہ شروع ہو جائے گا تو میں کار سے اتر کر تم سے علیحدہ پہاڑیوں میں سے ہوتا ہوا کھنڈرات کے عقبی طرف سے جاؤں گا۔ ٹرانسمیٹر میرے پاس ہوگا ——— میں وہاں پہنچ کر ساری صورت حال کو چیک کروں گا اور پھر تمہیں ٹرانسمیٹر پر ہدایات دونگا ——— اس کے بعد ہدایات کے مطابق تم کار سمیت کھنڈرات کی طرف جاؤ گے۔ پھر جیسا بھی موقع ہوگا ویسے ہی ایک دوسرے سے بات چیت کر کے مشن کا آغاز کر دینا ہے۔ اس طرح ہماری پوزیشن محفوظ رہے گی" ——— تنویر نے کہا۔

"ویری گڈ پلاننگ تنویر! ——— تمہارا ذہن تو واقعی خوب چلتا ہے۔ حالانکہ اب تک میں یہی سمجھتا تھا کہ تم ڈائریکٹ ایکشن کے قائل ہو اس لئے بس دھماکے کرتے ہوئے ان پر ٹوٹ پڑیں گے" ——— صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب ذمہ داری پڑتی ہے تو عقل خود بخود چلنے لگ جاتی ہے۔ کیسی ہے میری پلاننگ" ——— تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار پہلے ہی تعریف کر چکا ہوں ——— اور بھی کر دیتا ہوں" ——— صدیقی نے کہا اور تنویر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تم ان لوگوں کا براہ راست نشانہ ہو گے ——— اس لئے تم نے بے حد محتاط رہنا ہے" ——— تنویر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے وہ لوگ تو میرے انتظار میں ہوں گے ——— اور میں سوچ رہا ہوں کہ بجائے اس طرح براہ راست کار لے کر ان کے سامنے پہنچ جانے کے کیوں نہ میں بھی پہاڑیوں کے درمیان سے ہو کر آگے بڑھوں" صدیقی نے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے ——— لیکن پہلے مجھے حالات دیکھنے دینا۔ اس کے بعد" ——— تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صدیقی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں خاموش ہو کر اپنے اپنے خیالوں میں گم ہو گئے۔

ابھی گرد باد کے کھنڈرات تقریباً چار کلو میٹر دور تھے کہ اچانک ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ تنویر نے چونک کر ڈیش بورڈ میں نصب ٹرانسمیٹر کی سوئیوں کو دیکھا۔

"ارے یہ کونسی فریکوئنسی ہے" ——— ؟ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ آٹومیٹک اور جدید قسم کے ٹرانسمیٹر کی سوئیاں ایک ایسی فریکوئنسی ظاہر کر رہی تھیں جو ان میں سے کسی کی نہ تھی۔

"اوہ! ——— میرے خیال میں ہمارے ٹرانسمیٹر نے کسی اور طاقتور رینج کے ٹرانسمیٹر کی کال کیچ کر لی ہے" ——— صدیقی نے بھی چونک کر کہا اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے نہ صرف کار ایک سائیڈ پر کر کے آہستہ کر لی

بلکہ ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو — ہیلو — براؤن کالنگ فرام فارسیاٹ۔ اوور" — ایک اجنبی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"یس کیپٹی اٹینڈنگ یو۔ اوور" — چند بار یہ فقرہ دہرائے جانے کے بعد ایک اور آواز ابھری۔

"باس! — ایک سیاہ رنگ کی کار کھنڈرات کی طرف آ رہی ہے۔ اس میں دو آدمی سوار ہیں — یہ کار اس وقت کھنڈرات سے تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اوور" — پہلی آواز جس نے اپنا نام براؤن بتایا تھا سنائی دی اور تنویر اور صدیقی دونوں ہی بے کر چونکے اور معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"اس کے پیچھے اور تو کوئی نہیں۔ اوور" — ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"باس! — فی الحال تو کوئی نہیں — پیچھے ایک تنگ موڑ ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ کوئی اور بھی آ جائے۔ اوور" — براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — انہیں کھنڈرات کی طرف آنے دو — تم ہوشیار رہنا۔ اگر ان کے پیچھے اور لوگ ہوں تو مجھے اطلاع دینا۔ اوور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس! — ویسے راجر کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ کھنڈرات کی عقبی طرف سے بھی آ رہے ہوں کیونکہ ادھر سے بھی ایک راستہ ہے۔ اوور" — براؤن نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو — میں نے ہر طرف آدمی لگائے ہوئے ہیں اور وہ سب الرٹ ہیں — ابھی کسی طرف سے اطلاع نہیں آئی — اوور" — باس نے قدرے درشت لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے سر! — اوور اینڈ آل" — براؤن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا اور سوئیاں زیرو پر چلی گئیں۔ تنویر نے بٹن آف کر دیا۔

"یہ تو ساری ہی پلاننگ ہی فیل ہو گئی — مجھے اندازہ نہ تھا کہ یہ لوگ اس قدر منظم اور ہوشیار ہوں گے" — تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"پھر اب کیا کرنا ہے — ؟" صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"اب کیا ہو سکتا ہے۔ چلے چلتے ہیں — پچھلی سیٹ کے نیچے سے اسلحہ نکال لو۔ مشین گنیں اور بم — پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا" — تنویر نے کہا اور صدیقی نے مڑ کر اسلحہ نکالنا شروع کر دیا۔

تنویر کی پیشانی پر لکیروں کا جال سا تنا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ لوگ اس قدر منظم ہیں تو ظاہر ہے انہوں نے انہیں شکار کرنے کے لئے بھی کوئی خاص ہی پلاننگ کر رکھی ہو گی۔

صدیقی نے ایک مشین گن تنویر کی جھولی میں رکھی اور ایک اپنی ٹانگوں پر۔ اور پھر اس نے کئی بم تنویر کے کوٹ کی جیب میں ڈال دیئے۔ خود وہ اپنی جیبیں پہلے ہی بھر چکا تھا۔

"سنو صدیقی! — اگر ہم براہ راست پہنچ گئے تو ہو سکتا ہے وہ کار پر بم مار کر ہمیں ہلاک کر دیں — اس لئے ایسا ہے کہ کھنڈرات کے بالکل قریب پہنچ کر پہلے تم نیچے کود جانا اور کسی چٹان کی اوٹ لے

لینا ـــــ اس کے بعد میں اتر دوں گا اور کار کے سٹیرنگ اور ایکسیلیٹر کو کلپ کر دوں گا تاکہ کار سیدھی کھنڈرات کی طرف خود بخود چلی جائے اس کے بعد دیکھیں گے کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں ـــــ پھر جیسے بھی مناسب سمجھنا کر لینا ـــــ مقصد تو بہرحال ان کا خاتمہ ہی ہے" ـــــ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ کھنڈرات کافی اونچائی پر ہیں۔ اس لئے کار کھنڈرات کے قریب پہنچ کر خود بخود رک جائے گی۔ کیونکہ ایکسیلیٹر ایک پوائنٹ پر فکس ہو گا" ـــــ صدیقی نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

"ایسا کرو کہ ہم اکٹھے ہی کود جائیں ـــــ اس طرح ہم دونوں سائیڈوں سے ہوشیار رہیں گے ـــــ اور کار کے شیشے بلائنڈ کر دو۔ تاکہ کسی کو آخر وقت تک پتہ نہ چل سکے کہ کار خالی ہے ـــــ وہ لوگ یقیناً سامنے آئیں گے" ـــــ صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہوشیار ہو جاؤ ـــــ تم پچھلی سیٹ پر چلے جاؤ میں اسے کلپ کر کے تمہاری سیٹ پر کود جاؤں گا اور پھر ہم اکٹھے باہر کود دیں گے ـــــ اب سڑک سیدھی کھنڈرات کی طرف ہی جا رہی ہے" ـــــ تنویر نے کہا اور صدیقی اچھل کر پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔

تنویر نے پہلے بٹن دبا کر کار کے شیشے بلائنڈ کئے اس طرح باہر سے اندر کچھ نظر نہ آتا تھا جب کہ اندر سے باہر صاف دیکھا جا سکتا تھا اس کے بعد اس نے جلدی سے ڈیش بورڈ کھول کر اس میں رکھا ہوا مخصوص کلپ نکالا اور جھک کر پہلے اس نے ایکسیلیٹر کے ساتھ اس کا سرا کلپ کیا اور پھر دوسرے سرے پر بنا ہوا ہک اس نے سٹیرنگ

بن پھنسایا اور اس کے ساتھ ہی اچھل کر وہ سائیڈ کی سیٹ پر آ گیا۔ کار ہی رفتار میں خود بخود آگے بڑھتی گئی۔

"چلو کود جاؤ" ـــــ تنویر نے کہا اور ان دونوں نے بیک وقت دروازے کھولے اور اچھل کر باہر کود گئے۔ دروازے کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی خود بخود بند ہو گئے اور کار تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔

ان دونوں کے پیر جیسے ہی زمین سے لگے وہ بندر جیسی پھرتی کے ساتھ قریبی چٹان کی اوٹ میں دوڑتے چلے گئے۔ وہاں وہ صرف ایک لمحے کے لئے رکے اور پھر تیزی سے چٹانوں کی اوٹ لے کر اس پہاڑی کے اوپر چڑھتے گئے۔

"محتاط رہنا ـــــ کہیں ہمیں چیک نہ کیا جا رہا ہو" ـــــ تنویر نے کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے وہ تو کھنڈرات کی طرف دیکھ سکتے تھے۔ لیکن انہیں ارد گرد یا اوپر سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ مشین گنیں ہاتھ میں پکڑے وہ اب کھنڈرات کی طرف دوڑتی ہوئی کار دیکھ رہے تھے۔ اب کھنڈرات کی چڑھائی شروع ہو گئی تھی اس لئے کار کی رفتار قدرے ہلکی پڑ گئی تھی اسی لمحے انہیں اچانک فضا میں سائیں سائیں کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے اور پھر ان کی آنکھیں یکلخت حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ جس جگہ کار تھی اس سے ذرا آگے اچانک ایک خوفناک گرد باد فضا میں پیدا ہوا اور تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ پلک جھپکتے میں وہ کار کے گرد چھا گیا اور پھر کار اس انتہائی تیز رفتاری سے چکر کھاتے ہوئے گرد باد میں پھنس کر اس طرح چکراتی ہوئی فضا میں بلند ہوتی گئی جیسے لٹو گھوم رہا

ہو۔ کافی بلندی پر پہنچ کر یکلخت گرد باد آگے نکل گیا اور گھومتی ہوئی کار انجن کے بل یکلخت نیچے گرنے لگی اور پھر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ کار زمین سے ٹکرائی اور قلابازیاں کھاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر کار میں آگ بھڑک اٹھی۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور کار کے پرزے فضا میں بکھر گئے۔ اور پھر پے در پے دھماکوں کا جیسے تانتا سا بندھ گیا کار کا ڈھانچہ تک بکھر کر میزائلوں کی طرح اڑ اڑ کر ادھر ادھر گرنے لگا، دھماکے ان بموں کے تھے جو کار میں موجود تھے اور آگ لگ جانے کی وجہ سے پھٹ رہے تھے۔

تنویر اور صدیقی دونوں خوف اور دہشت سے آنکھیں پھاڑے اپنی کار کا حشر دیکھ رہے تھے ان کے ذہنوں میں زلزلہ سا آیا ہوا تھا اگر وہ اس طرح نیچے نہ اترتے تو ان کا کیا حشر ہوتا۔

اسی لمحے اچانک انہیں عقب میں آہٹ سی محسوس ہوئی اور بجلی کی سی تیزی سے وہ چونک کر مڑے۔ مگر دوسرے لمحے ان کے حلق سے طویل سانس نکل گئی کیونکہ ان دونوں کی طرف تین مشین گنیں اٹھی ہوئی تھیں اور تین مسلح افراد ان کے سامنے قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔

"ہوں! — تو تم کار سے نکل آئے تھے۔ لیکن اب" — ان میں سے ایک نے دانت پیستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اشارہ کیا اور پھر فائرنگ کے دھماکوں سے پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

ٹائیگر نے کار کو تیزی سے دائیں طرف کو نکلنے والی سڑک کی طرف موڑا اور ساتھ ہی اس نے رفتار یکلخت تیز کر دی۔ اب کار اپنی پوری سپیڈ پر جیسے ہوا میں اڑی چلی جا رہی تھی۔

تقریباً دس منٹ تک مسلسل اسی بے تحاشا انداز میں کار دوڑانے کے بعد اس نے ایک موڑ کاٹ کر درختوں کے ایک ذخیرے کی طرف کار موڑ دی اور پھر کار کو ذخیرے کے اندر روک کر وہ بجلی کی سی تیزی سے نیچے اترا۔ اس نے سائیڈ سیٹ پر پڑی ہوئی ایک جدید ساخت کی مشین گن اٹھائی۔ اس پر دوربین بھی فٹ تھی اور اس مشین گن کی فائرنگ رینج بہت زیادہ تھی۔

ٹائیگر مشین گن کو کندھے سے لٹکا کر تیزی سے ذخیرے کے اندر دوڑتا ہوا بائیں ہاتھ کی طرف بڑھا۔ ذخیرے کے اختتام پر پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ یہ پہاڑیاں ویران تھیں۔ کہیں کہیں

البتہ درخت اور جھاڑیاں نظر آتی تھیں۔ ٹائیگر کسی جنگلی خرگوش کی طرح اچھلتا اور دوڑتا ہوا اس پہاڑی پر چڑھتا گیا۔ باوجود چڑھائی کے اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔

کافی بلندی پر آنے کے بعد ٹائیگر ایک چٹان کی اوٹ میں رک کر اپنے تیز چلتے ہوئے سانس کو کنٹرول کرنے لگا۔ جب سانس نارمل ہوا تو وہ اب سامنے کے رُخ بڑھنے لگا۔ لیکن اب وہ انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک ایک چٹان کی اوٹ میں رک کر آگے پیچھے دیکھ کر وہ آگے بڑھتا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے سامنے کے رُخ ایک چٹان کی اوٹ میں رُک گیا۔ یہ چٹان اُس چھجے کی طرح بڑھی ہوئی تھی۔ ایک سائیڈ بلند تھی جب کہ دوسری کھلی ہوئی تھی۔ ٹائیگر اس کے اندر لیٹ گیا۔ اس کے دائیں ہاتھ گرد باد کے کھنڈرات اب صاف نظر آنے لگے تھے۔ جبکہ سامنے سڑک تھی جو کھنڈرات کی طرف جاتی تھی۔ اور سڑک کی دوسری طرف اسی طرح کا پہاڑی سلسلہ دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ جس طرح کے سلسلے کی ایک پہاڑی پر اس وقت ٹائیگر موجود تھا۔ چھجے کے نیچے لیٹ کر اس نے مشین گن تو سائیڈ پر رکھ دی۔ اور پھر بیلٹ سے لٹکی ہوئی دُوربین اتار کر اس نے آنکھوں سے لگائی۔ چونکہ اوپر چٹان کا چھجا کافی آگے تک چلا گیا تھا اس لئے اُسے یقین تھا کہ دُوربین کے شیشوں پر سورج کی چمک نہ پڑے گی۔ ورنہ تو یہی چمک اس کی یہاں موجودگی کی قلعی کھول دیتی۔

دُوربین آنکھوں سے لگا کر اس نے پہلے کھنڈرات کا جائزہ لینا

شروع کیا۔ لیکن وہاں مکمل خاموشی تھی۔ کوئی ذرا برابر بھی حرکت محسوس نہ ہو رہی تھی۔ پھر اس نے سامنے والی پہاڑی کا جائزہ لیا تو جیسے ہی اس نے دُوربین گھمائی وہ چونک گیا۔ اُسے اوپر ایک پہاڑی چٹان کے پیچھے حرکت سی محسوس ہوئی۔ اس نے دُوربین کی سائیڈ پر لگی ہوئی ناب گھمائی تو سپاٹ نہ صرف بڑا ہو گیا بلکہ پھیلتا بھی گیا۔ اب وہ صاف دیکھ رہا تھا۔ وہاں اس چٹان کے سائیڈ میں اُسے ایک آدمی کا سر نظر آیا۔ اسی لمحے اُسے دُوربین کے شیشوں کی چمک نظر آئی اور وہ سمجھ گیا کہ کوئی آدمی اس کے انداز میں لیٹا ہوا دُوربین کے ذریعے دیکھ رہا ہے۔ ٹائیگر نے جلدی سے دُوربین ہٹائی اور جلدی سے بند سائیڈ کی طرف کھسک گیا تاکہ زیادہ اندھیرے میں ہو جائے۔

ٹائیگر کو اس بار ایکسٹو نے براہ راست ٹرانسمیٹر پر کال کیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ صدیقی عمران کے روپ میں گرد باد کے کھنڈرات کی طرف جا رہا ہے۔ تنویر اس کے ساتھ ہوگا۔ ڈک نے عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے یہ جال بچھایا ہے اور عمران چونکہ زخمی ہے اس لئے صدیقی کو اس کی جگہ بھیجا جا رہا ہے تاکہ وہ وہاں بجائے ٹریپ ہونے کے انہیں ٹریپ کر سکے اور ٹائیگر کو ان دونوں کی خفیہ نگرانی بھی کرنا ہے اور کسی صورت حال میں ان کی امداد بھی کرنی ہے۔ ٹائیگر نے حسب عادت پوچھ لیا کہ جب وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ٹریپ ہے تو پھر ایک یا دو آدمی بھیجنے کی بجائے کیوں نہ وہاں مکمل ریڈ کیا جائے — تو ایکسٹو نے اُسے سمجھایا کہ یہ ٹریپ جولیا کے ذریعے کیا جا رہا ہے اور جولیا

ابھی تک مجرموں کے قبضے میں ہے ـــــ اگر وہاں عمران نہ پہنچا تو جولیا کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اس لئے جولیا کو فوری طور پر بچانے کے لئے کسی نہ کسی کا وہاں جانا ضروری ہے ـــ جولیا جس جگہ موجود ہے اسے البتہ ٹریس کر لیا گیا ہے اور جولیا کو وہاں سے نکالنے کے لئے سیکرٹ سروس نے کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن جب تک جولیا ان کے قبضے سے نہ نکل آئے۔ اس وقت تک مجرموں کا اطمینان ضروری ہے اور ٹائیگر کو پہلی بار سمجھ آئی کہ عقل صرف عمران ہی نہیں بلکہ ایکسٹو بھی اس کے ہم پلہ ہے۔

چنانچہ ٹائیگر نے یہ ہدایت ملتے ہی ذہنی طور پر ایک پلاننگ کی اور اس پلاننگ کے نتیجے میں وہ اس وقت یہاں موجود تھا اسے معلوم تھا کہ صدیقی نے عمران کا میک اپ کرنا ہوگا اس لئے لازماً انہیں دیر ہو جائے گی اور وہ ہر صورت میں ان سے پہلے پہنچنا چاہتا تھا اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب رہا۔ لیکن اب وہ سامنے والی پہاڑی پر موجود آدمی کو دیکھ کر سوچنے لگا کہ تنویر اور صدیقی دونوں کو مجرموں نے لازماً یہاں پہنچتے ہی چاروں طرف سے گھیر لینا ہے اس لئے صدیقی اور تنویر اگر سیدھے یہاں پہنچ گئے تو ان کا زندہ نکلنا بے حد مشکل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یہ خیال بھی آ رہا تھا کہ بہرحال تنویر اور صدیقی سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں کوئی عام آدمی تو نہیں۔ لازماً انہیں بھی علم ہوگا کہ وہاں مجرم ان کے استقبال کے لئے موجود ہوں گے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی پلاننگ کر کے ہی آئیں گے۔

ابھی ٹائیگر انہی خیالوں میں گم تھا کہ اچانک اس کی نظر دور سے آتی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار پر پڑی اور وہ چونک پڑا۔ یہ کار تنویر کی تھی اور جس طرح وہ بڑھتی آ رہی تھی اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دونوں کوئی پلاننگ کئے بغیر سیدھے کھنڈرات کی طرف آ رہے ہیں۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ لئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن بھی اٹھا کر کاندھے سے لگا لی۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہونا تھا ابھی چند لمحوں میں ہی ہو جانا تھا۔

پھر جیسے ہی کار دوڑتی ہوئی ٹائیگر کے سامنے سے گذری ٹائیگر ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے دوڑتی ہوئی کار کے دروازے کھلتے اور دو افراد کو نیچے چھلانگیں لگاتے دیکھا۔ کار اسی طرح آگے بڑھتی گئی۔ کار کے شیشے چونکہ بلا ئنڈ تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اس کے اندر موجود کسی شخص کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی تو لامحالہ موجود ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ تنویر اور صدیقی کے ساتھ کوئی اور بھی آیا ہے۔

کار آگے بڑھ گئی جب کہ وہ دونوں پہاڑی کی اوٹ میں اوپر چڑھتے گئے اور پھر وہ اس کے تقریباً سامنے ہی ایک چٹان کی اوٹ میں ہو کر رک گئے۔ چونکہ جس جگہ وہ دونوں رکے تھے وہاں سے وہ اسے براہ راست نظر نہ آ رہے تھے۔

ٹائیگر کی توجہ کار کی طرف ہو گئی۔ کار اس وقت تک کھنڈرات کے تقریباً سامنے پہنچ چکی تھی کہ اچانک فضا میں سائیں سائیں کی تیز آواز ابھری اور پھر ٹائیگر نے ایک خوفناک گرد باد کو کار کے سامنے

پیدا ہوتے اور پھر کار کو اس کی زد میں آ کر فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔ کار اس خوفناک گرد باد میں پھنس کر فضا میں کسی لٹو کی طرح گھوم رہی تھی۔ ٹائیگر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ کیونکہ یہ صورت حال اس کے لئے قطعاً غیر متوقع تھی۔ وہ اب کار میں موجود آدمی کو کسی صورت میں بھی نہ بچا سکتا تھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کار گرد باد سے نکل کر نیچے گری اور اس کے بعد اس کی قلابازیاں۔ پٹرول ٹینک پھٹنے اور پھر دھماکوں کے ساتھ اس نے کار کے پرزے فضا میں میزائلوں کی طرح اڑتے دیکھ لئے۔

"نجانے کون ہو گا ڈرائیونگ سیٹ پر"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے اس جگہ سے جہاں اس نے کسی شخص کا سر اور دوربین کے شیشوں کی چمک دیکھی تھی حرکت محسوس کی تو اس نے جلدی سے دوربین اٹھا کر آنکھوں سے لگائی اور پھر وہ چونک پڑا۔ مشین گنوں سے مسلح تین افراد انتہائی تیز رفتاری سے چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے جدھر کار سے نکلنے والے تنویر اور صدیقی جو کہ عمران کے میک اپ میں تھا موجود تھے۔ صدیقی نے واقعی بہترین میک اپ کیا ہوا تھا۔ اگر ٹائیگر کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو وہ یہی سمجھتا کہ وہ عمران ہی ہے۔

ٹائیگر نے دوربین ہٹائی اور مشین گن پر لگی ہوئی دوربین آنکھوں سے لگا کر ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔ وہ چاہتا تو یہیں سے ان پر فائر کھول سکتا تھا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش رہا کہ وہ صورت حال کو اچھی طرح چیک کر لینا چاہتا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ تینوں افراد تنویر

اور صدیقی کی طرف آنے کی بجائے ویسے ہی نیچے آ رہے ہوں کہ کار تباہ ہو چکی ہے اس لئے اس میں موجود عمران بھی ختم ہو گیا ہو۔

لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ وہ تینوں ایک چٹان سے اترے اور پھر عین اس جگہ پر رک گئے جہاں تنویر اور صدیقی چھپے ہوئے تھے۔ اسی لمحے اس نے تینوں کی مشین گنیں سیدھی ہوتی دیکھیں تو اس نے فوراً ہی ٹریگر دبا دیا۔ وہ تینوں چونکہ ایک قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔ اس لئے وہ تینوں ہی مشین گن کے ٹارگٹ میں تھے۔

ٹریگر دبتے ہی پہاڑیاں دھماکوں سے گونج اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے ان تینوں کو اچھل کر گرتے اور پھر قلابازیاں کھا کر نیچے چٹانی سلسلے میں غائب ہوتے دیکھا۔ ان تینوں کے گرنے کی پوزیشنیں بتا رہی تھی کہ وہ تینوں ہی ہٹ ہو چکے ہیں اسی لمحے اس نے تنویر اور صدیقی کو باہر نکلتے دیکھا تو اس نے مشین گن کے ٹریگر سے انگلی ہٹا لی۔

دھماکوں کی بازگشت ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر نے پہاڑیوں کے مختلف حصوں سے خوفناک فائرنگ کی آوازیں سنیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پوری فوج ان پہاڑیوں میں بکھری ہوئی ہو۔

تنویر اور صدیقی اب تیزی سے چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے [illegible] کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لیکن انتہائی محتاط نظر آ رہے تھے۔

ٹائیگر خود بھی تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور اسی طرف

کو بڑھنے لگا۔ جدھر تنویر اور صدیقی گئے تھے۔ وہ انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھا جا رہا تھا۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ کسی کا ٹارگٹ نہ بن جائے۔

تھوڑی دیر بعد وہ کھنڈرات کے قریب پہنچ گیا۔ اُسے تنویر اور صدیقی دونوں چٹانوں سے نیچے اتر کر کھنڈرات کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آئے تو ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ یہ اس کے خیال کے مطابق ان دونوں کی حماقت تھی۔ انہیں ایک ایک کر کے جانا چاہئے تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ تنویر سڑک کے قریب ہی ایک چٹان کی اوٹ میں رک گیا جب کہ صدیقی چٹانوں کی اوٹ لئے مسلسل کھنڈرات کی طرف بڑھتا گیا۔

ٹائیگر کی نظریں اب تیزی سے ادھر اُدھر گھوم رہی تھیں وہ بے حد چوکنا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے صدیقی پر حملہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ وہ فائرنگ بھی ختم ہو گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اب ان کھنڈرات اور چٹانوں میں کوئی ذی روح بھی موجود نہ ہو۔

صدیقی کافی آگے جانے کے بعد اچانک سڑک پر آیا اور پھر وہ زگ زیگ انداز میں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا کھنڈرات کی طرف بڑھا رہی تھا کہ اچانک ٹائیگر چونک پڑا۔ اس نے صدیقی کے بالکل قریب ہی ایک گردباد پیدا ہوتے دیکھا اور دوسرے لمحے صدیقی کھوا گردباد کی زد میں آکر کار کی طرح لٹو کی طرح گھومتا ہوا فضا میں اچھی طرح اُٹھ گیا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے تنویر کو یکلخت سڑک پر چھلانگ لگا کر

اس گردباد کی طرف کی دوڑتے دیکھا۔ تو اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ تنویر کی یہ حرکت اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ وہ اب کیا کرنا چاہتا ہے گردباد تیزی سے گھومتا ہوا کھنڈرات کی طرف بڑھا جا رہا تھا اور تنویر بے تحاشا دوڑتا ہوا گردباد کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا کہ اچانک گولی چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور تنویر اچھل کر گرا اور پھر قلابازیاں کھاتا ہوا ایک کھائی میں منہ کے بل جا گرا۔ ٹائیگر اسے کھائی میں گرتا دیکھ رہا تھا۔ تنویر بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اور ٹائیگر کو اتنی دور سے بھی اس کے پہلو سے نکلنے والے خون کی چمک نظر آ رہی تھی — تنویر ہٹ ہو چکا تھا۔

اسی لمحے گردباد یکلخت غائب ہو گیا اور صدیقی جو اس گردباد کے ساتھ ہی کافی بلندی پر چکرا رہا تھا یکلخت بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح نیچے آنے لگا۔ ٹائیگر نے بُری طرح ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ اتنی بلندی سے گرنے کے بعد صدیقی کی موت یقینی تھی۔ ابھی صدیقی زمین تک نہ پہنچا تھا کہ یکلخت ایک بار پھر گولی کا دھماکہ ہوا اور صدیقی کا چکرا کر نیچے گرتا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر فضا میں ہی اچھلا اور دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے عین اسی کھائی میں جا گرا جہاں پہلے تنویر پڑا ہوا تھا۔ صدیقی کا جسم اڑتا ہوا تنویر کی پشت پر گرا تھا اور ایک دو لمحوں تک اس کے جسم نے حرکت کی اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ اور ٹائیگر جو ان کی حفاظت کے لئے آیا تھا بے بسی سے ہونٹ کاٹتا بیٹھا رہ گیا۔ کار اپنے ڈرائیور سمیت پہلے ہی ختم ہو چکی تھی۔ جبکہ تنویر اور صدیقی اس کے سامنے ہٹ ہو گئے تھے۔

اسی لمحے ٹائیگر نے یکلخت چار افراد کو کھنڈرات سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے تنویر اور صدیقی کی طرف بڑھتے دیکھا تو ایک لمحے کے لئے اس کی انگلی ٹریگر کی طرف بڑھی۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو روک لیا کیونکہ اصل بات تو ختم ہو چکی تھی۔ اب زیادہ سے زیادہ وہ ان چار افراد کا خاتمہ کر لیتا۔ لیکن پہاڑیوں میں ہونے والی فائرنگ سے اسے اندازہ تھا کہ یہاں پچاس ساٹھ ــــ سے کم افراد موجود نہیں ہیں۔ اس لئے اب لاشوں کے لئے اپنے آپ کو رسک میں ڈالنا حماقت تھی۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ چاروں افراد نے تنویر اور صدیقی کی لاشیں کاندھوں پر اٹھائیں اور اسی طرح تیزی سے دوڑتے ہوئے کھنڈرات میں غائب ہو گئے۔

ڈکچ کی حالت جنونیوں کی سی نظر آرہی تھی۔ وہ پاگلوں کے سے انداز میں اپنے بال نوچ رہا تھا اور اس کے سامنے کھڑا نوجوان حیرت اور سہمے ہوئے انداز میں اس کی یہ حالت دیکھ رہا تھا۔

"ناکامی ــــ ناکامی ــــ ہر طرف سے ناکامی ــــ آخر یہ کیا ہو رہا ہے ــــ جینی کہاں غائب ہے ــــ وہ کہاں گیا ہے"۔ ڈک نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں باس ــــ ان کی کار البتہ اس کوٹھی میں کھڑی ہے۔ لیکن وہ خود غائب ہیں ــــ جیکر کی لاش اس کمرے کے سامنے راہداری میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ جسے آپ نے صورت حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ بھی وہیں کمرے کے دروازے میں مردہ پڑا ہوا ہے۔ انہیں گولیوں سے ہلاک کیا گیا ہے باس ــــ جینی اور وہ لڑکی دونوں غائب ہیں ــــ ملحقہ پوائنٹ بھی خالی پڑا ہے

البتہ اس کا پھاٹک کھلا ہوا ہے" ـــــــ نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ یہی تفصیل پہلے بھی بتا چکا تھا۔ لیکن ڈک کی حالت دیکھ کر اس نے دوبارہ تفصیل بتانی ضروری سمجھی تھی۔

ڈک جو کمرے میں ٹہل رہا تھا کرسی پر نڈھال ہو کر بیٹھ گیا اس کا چہرہ اب تیزی سے نارمل ہوتا جا رہا تھا۔ وہ شائد اپنے آپ کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"بیٹھو" ـــــــ ڈک نے سامنے کھڑے نوجوان سے کہا اور نوجوان سہمے ہوئے انداز میں میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ڈک نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی اونچی نشست سے پشت لگا دی۔ وہ چند لمحے اسی حالت میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرا داؤ مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہے۔ اور یہ لوگ میری توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور ذہین ہیں ـــــــ اب مجھے ان کے بارے میں اور انداز میں سوچنا پڑے گا ـــــــ اب تک تو میرا خیال یہی تھا کہ یہ پسماندہ ملک ہے اس لئے یہاں کی سیکرٹ سروس بھی اسی طرح پس ماندہ ہو گی ـــــــ لیکن اب مجھے اپنا یہ خیال بدلنا پڑ رہا ہے" ـــــــ ڈک نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا لیکن اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ نوجوان کی بجائے اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

"میں سمجھا نہیں باس" ـــــــ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ڈک بات ختم کر کے نوجوان کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ اپنی

ت کا جواب چاہتا ہو۔ اس لئے مجبوراً نوجوان کو بات کرنی پڑی۔

"دیکھو گارنر! ـــــــ اس صورت حال سے جو نقشہ میں سمجھا ہوں وہ کچھ اس طرح بنتا ہے ـــــــ میں نے وائرلیس فون کے ذریعے سیکرٹ سروس کے چیف سے جولیا کی بات کرائی ـــــــ اس وائرلیس فون کا اصل نمبر ملحقہ کوٹھی میں تھا جو خالی ہے ـــــــ اول تو مجھے یقین تھا کہ یہاں کی سیکرٹ سروس کے پاس ایسے آلات نہ ہوں گے جس سے وہ اصل نمبر ٹریس کر سکے ـــــــ لیکن اگر ہوں بھی سہی تو وہ زیادہ سے زیادہ اس خالی کوٹھی تک پہنچیں گے اور بس ـــــــ بلینی لازماً میری اجازت کے بغیر وہاں اس لڑکی کے چکر میں گیا ہو گا۔ بلینی کی یہ عیاشانہ فطرت ہی اسے لے گئی ہو گی۔ کیونکہ وہ لڑکی بہر حال بے حد خوبصورت ہے اور بلینی جیسے آدمی کے لئے اس میں بے پناہ کشش ہو گی ـــــــ مجھے اس بات کا خیال نہ آیا تھا ورنہ میں بلینی کو اپنے ساتھ ہی رکھتا ـــــــ بلینی وہاں پہنچا ہو گا تو سیکرٹ سروس بھی اس ملحقہ کوٹھی کے ذریعے وہاں پہنچ گئی ہو گی۔ اور ہو سکتا ہے بلینی کا وہاں پہنچنا ہی ان کی نظروں میں آیا ہو اور وہ اس کوٹھی کی طرف متوجہ ہو گئے ہوں ـــــــ اس کے بعد ظاہر ہے کہ بلینی کی لاش کا وہاں نہ ملنا اور اس کی کار کی وہاں موجودگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ بلینی کو اغوا کر لیا گیا ہے ـــــــ اور اس لڑکی کو چھڑا کر وہ لوگ ساتھ لے گئے ہیں ـــــــ اور ایسی صورت میں تو اب کھنڈرات میں عمران کے جانے والی بات بھی ختم ہو گئی۔ ظاہر ہے اس لڑکی نے بات کرتے ہوئے ضرور کوئی ایسا اشارہ کر دیا

ہو گا جس پر اکیشو اصل بات سمجھ گیا ہو گا۔ مگر ہمیں اس اشارے
سمجھ نہ آسکی ——— بلکہ اب وہ کھنڈرات بھی سیکرٹ سروس کی
نظروں میں آگئے ہیں اور اب وہاں موجود ہماری اصل فیکٹری کو
بھی خطرہ لاحق ہو گیا ہے ——— مجھے وہاں ٹاسک سے بات
ہو گی" ——— ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے میز کی دراز کھولی
اور دراز سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر وہ میز کی دراز
بند کر ہی رہا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے
لگیں۔ ڈک نے چونک کر پہلے تو ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر تیزی
سے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— ٹاسک کالنگ فرام بی۔ ون۔ اوور"
ٹرانسمیٹر سے تیز آواز ابھری اور ڈک کی پیشانی پر تیزی سے شکنوں
کا جال پھیلتا گیا۔

"یس! ——— چیف باس اٹنڈنگ یو۔ اوور" ——— ڈک
نے جواب دیا۔ اس کے لہجے سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کوئی بری خبر
سننے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا ہے۔

"باس! ——— مشن کامیاب ہو گیا ہے ——— ہم نے عمران اور
اس کے ایک ساتھی کو ہٹ کر لیا ہے اور ان کی کار کے بھی پرخچے
اُڑ گئے ہیں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ٹاسک کی پرجوش
آواز ابھری۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— عمران وہاں گیا ہے۔ اوور" ——— ڈک
نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"یس باس! ——— ہمیں باس کمپنی نے ان کے آنے کی اطلاع
دے دی تھی ——— چنانچہ ہم پوری طرح تیار ہو گئے ——— میں نے پہاڑیوں
پر بھی اپنے آدمی پھیلا دیئے ——— پھر مجھے اطلاع ملی کہ ایک
سیاہ رنگ کی کار جس میں دو افراد سوار ہیں کھنڈرات کی طرف آرہی
ہے ——— پھر یہ دونوں آدمی چلتی گاڑی سے اچھل کر پہاڑی میں
چھپ گئے جبکہ ڈرائیور کار لے کر کھنڈرات کی طرف آیا ——— ہم
ان دونوں افراد کو گاڑی سے کودتے وقت چیک نہ کر سکے تھے۔
البتہ ہم نے کار پر انتہائی طاقتور گردباد فائر کر کے اسے بالکل
تباہ کر دیا اور کار پرزے پرزے ہو کر پہاڑیوں میں بکھر گئی ——— لیکن
پہاڑی پر موجود کمپنی کے آدمیوں نے ان دونوں افراد کو چیک کر
لیا۔ چنانچہ وہ ان پر لپکے ——— لیکن ان دونوں نے فائرنگ کر کے
کمپنی کے تینوں آدمیوں کو ختم کر دیا ——— اس وقت وہ ہمارے ٹارگٹ
میں آگئے ——— اس کے بعد وہ دونوں کھنڈرات کی طرف بڑھے
پہلے عمران نیچے اترا اور اسی وقت ہم نے اس پر گردباد فائر کر دیا۔
اس صورت حال کو دیکھ کر عمران کا ساتھی بھی دوڑتا ہوا ادھر
آیا جسے ہم نے ڈور مار رائفل سے ہٹ کر دیا اور پھر گردباد آف
کر دیا ——— وہ دونوں ایک کھائی میں گر گئے اور ہم نے مزید احتیاط
کے لئے ان پر فائر کھول دیا۔ اس طرح وہ دونوں ہٹ ہو گئے۔
اوور" ——— ٹاسک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کی لاشیں کہاں ہیں۔ اوور" ——— ؟ ڈک نے پوچھا۔

"باس! ——— انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس کے باوجود وہ

مرے نہیں ___ بلکہ شدید زخمی ہیں۔ لیکن بہرحال زندہ ہیں ___
نے انہیں کھنڈرات میں رکھوا دیا ہے اور ان کی ابتدائی مرہم
کر دی ہے تاکہ وہ فوری موت سے بچ جائیں ___ میں چاہتا
تھا کہ آپ سے مزید آرڈر لے لوں ___ کیونکہ سیکنڈ باس
نے بتایا تھا کہ آپ خود چیکنگ کے لئے آئیں گے ___ اب
آپ حکم دیں تو ان دونوں کو اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں
سے چھلنی کر دیا جاتے ___ یا پھر انہیں آپ کے آنے تک
رکھا جاتے۔ اوور" ___ ٹاسک نے پوچھا۔

"ان کی حالت کیسی ہے ___ ؟ وہ اس حالت میں مزید
دیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ اوور" ___ ؟ ڈک نے ہونٹ کاٹتے
پوچھا۔

"باس! ___ اس حالت میں تو وہ زیادہ سے زیادہ مزید آٹھ
گھنٹے تک زندہ رہ سکتے ہیں ___ ہاں! ___ اگر ان کا آپریشن کر کے
ان کے جسموں سے گولیاں نکال لی جائیں تو ان کے بچ جانے کے
امکانات ہیں۔ اوور" ___ ٹاسک نے جواب دیا۔

"نہیں! ___ انہیں زندہ رکھنے کا رسک نہیں لیا جا سکتا۔
لوگ بے حد خطرناک ہیں ___ انہیں زندہ نہیں رہنا چاہیئے
تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو فوری طور پر فائرنگ کر کے ان کے
جسم گولیوں سے چھلنی کر دو ___ اور پھر ان کی لاشیں کسی بند
میں ڈال کر شہر کے کسی چورا ہے پر پھینک دو ___ اور سنو!
ہو سکتا ہے ان کی موت کی وجہ سے سیکرٹ سروس کی ٹیم یا انٹیلی جنس

کھنڈرات کی چیکنگ کے لئے آئے تو تم نے انتہائی محتاط اور ہوشیار
رہنا ہے ___ بی۔ ون کی کسی کو بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیئے۔ اوور"
ڈک نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ___ میں سمجھتا ہوں اور ہماری سپیشل سپلائی
کی تیاری مکمل ہو چکی ہے ___ اب ہم آئندہ سپلائی کی تیاری تک
مکمل طور پر کیموفلاج ہو جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور" ___
ٹاسک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ ان دونوں کی لاشیں بھی انتہائی محتاط ہو کر
شہر میں پھینکنی ہیں ___ اوور اینڈ آل" ___ ڈک نے کہا، اور
ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب
اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"عمران کے کھنڈرات میں جانے کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس
والے جولیا کو چھڑوا کر نہیں لے گئے ___ بلکہ اب مجھے یقین ہے کہ
بینی خود اس لڑکی کو عیاشی کے لئے کہیں لے گیا ہو گا ___ اور
جب اس کا دل بھر جائے گا تو پھر اُسے واپس لے آئے گا" ___
ڈک نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"لیکن باس! ___ اگر بینی اس لڑکی کو اپنے ساتھ لے جاتا تو پھر
اپنے دو آدمیوں کا قتل ___ اور اس کی کار کی کوٹھی میں موجودگی۔
اسے کس خانے میں فٹ کریں گے آپ" ___ سامنے بیٹھے کارٹر
نے کہا اور ڈک نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"تمہاری بات بھی واقعی سوچنے کی ہے ___ لیکن اگر وہ جولیا کو

چھڑا کر لے جاتے تو پھر وہ عمران کبھی ہمارے ٹریپ میں نہ پھنستا بہر
عمران کے خاتمے سے میرے انتقام کو کافی حد تک تسکین مل گ
ہے ـــ اب میں اس سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کے خلاف
آسانی سے کام کروں گا اور ان کے خاتمے کے بعد پھر اطمینان سے
لیڈی کلنگ کا مشن شروع ہو جائے گا ـــ تم ایسا کرو کہ جا کر
کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کہاں ہے
اگر اس کا کوئی کلیو مل جائے تو مجھے مطلع کر دینا ـــ میں اب ذرا
آرام کرنا چاہتا ہوں" ـــ ڈک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر گارڈ
بھی اٹھ کھڑا ہوا اور سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

ٹائیگر، صدیقی اور تنویر کے کھنڈرات میں سے جانے کے بعد
نا جگہ پر بیٹھا بے بسی سے ہونٹ کاٹتا سوچنے لگا کہ اب وہ کیا کرے۔
یا ان دونوں کی لاشیں حاصل کرنے کی جدوجہد کرے یا پھر خاموشی
ے واپس چلا جائے۔ یا تیسری صورت یہ ہے کہ ان کا انتقام لینے
لئے وہ مجرموں پر اکیلا ہی ٹوٹ پڑے۔ لیکن وہ کوئی واضح فیصلہ
کر پا رہا تھا۔ کیونکہ اسے مجرموں کی تعداد اور پھر اس خوفناک گردباد
ے اچانک پیدا ہو جانے کی بابت یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ گردباد اصل
ہیں۔ بلکہ مصنوعی طریقے سے پیدا کئے جاتے ہیں اور پھر اس کے
ں اتنا اسلحہ نہ تھا کہ وہ اکیلا ہی سب مجرموں سے نپٹ لیتا۔ اور
ریگا خودکشی کرنے کا وہ قائل نہ تھا۔ آخر اس نے یہی سوچا کہ ایکسٹو
ے بات کر لی جائے۔ اسے یہ خطرہ تو ضرور تھا کہ ہو سکتا ہے
ٹرانسمیٹر کال کیچ ہو جائے لیکن اسے بہرحال یہ یقین ضرور تھا کہ

کال کیچ کر لینے کے باوجود مجرم آتنی آسانی سے اس پر قابو نہ پاسکیں گے چنانچہ جلدی سے اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود ایک چھوٹا مگر خاصا طاقتور رینج کا ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور اس کا بٹن آن کر کے اکیٹو کی سپیشل فریکوئنسی سیٹ کرنے کے لئے ناب گھمانے لگا۔ اور ابھی وہ فریکوئنسی پوری طرح ایڈجسٹ نہ کر پایا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے ڈائل پر دیکھا تو سوئیوں کی ایڈجسٹمنٹ اجنبی ہندسوں پر تھی۔ ٹائیگر نے اس فریکوئنسی کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو — ہیلو — ٹاسک کالنگ فرام بی۔ ون۔ اوور"

آواز اجنبی تھی۔

"یس — چیف باس اٹنڈنگ یو۔ اوور" — ایک اور آواز ابھری اور ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سن کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ صدیقی اور تنویر ابھی زندہ ہیں۔ البتہ اب انہیں گولیوں سے چھلنی کرنے کے احکامات دیئے جا رہے تھے۔

اس نے یہ سنتے ہی جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا۔ اس نے باقی گفتگو سننے پر وقت صرف کرنا اسے ضائع کرنے کے مترادف سمجھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کال ختم ہوتے ہی تنویر اور صدیقی دونوں کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا اور وہ اب فوری طور پر کھنڈرات میں پہنچنا چاہتا تھا۔

چنانچہ ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ اپنی جگہ سے نکلا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی کے عقبی حصے کی طرف دوڑنے لگا۔ اسے چونکہ یقین تھا کہ اب مجرم مطمئن ہو کر پہاڑیوں سے ہٹ گئے ہوں گے۔ اس لئے اس نے اِدھر اُدھر دیکھ کر وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور انتہائی تیز رفتاری سے عقبی پہاڑی سے اتر کر وہ اس پہاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا اس پہاڑی پر پہنچ گیا جس کے سامنے کھنڈرات موجود تھے۔ وہ سامنے کی بجائے اب کھنڈرات کے عقبی حصے سے ان میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کیونکہ سامنے کے رخ سے اسے گردباد کی زد میں آجانے کا خطرہ تھا۔

اور پھر ابھی وہ پہاڑی پر چڑھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ سامنے ایک چٹان کے اوپر ایک غیر ملکی گود میں مشین گن رکھے بڑے اطمینان سے سگریٹ پی رہا تھا اس کی سائیڈ ٹائیگر کی طرف تھی اس لئے وہ ٹائیگر کو نہ دیکھ سکا تھا۔

ٹائیگر تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا وہ اس کی عقبی طرف سے ہو کر اس کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ لیا تھا۔ اور پھر اس کا ہاتھ بلند ہوا اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی وہ غیر ملکی ہلکی سی چیخ مار کر چٹان سے نیچے جا گرا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور اس کے سر پر زور سے دے مارا۔ اور اس غیر ملکی کی کھوپڑی پچک گئی۔ ٹائیگر نے جھک کر اسے ٹانگوں سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا ایک اور چٹان کی اوٹ میں لے گیا تاکہ دور سے اس کی لاش کسی کو نظر نہ آئے۔ لیکن اس چٹان پر

اس نے جیسے ہی قدم رکھا۔ چٹان ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ اور ٹائیگر چونک پڑا۔ یہ ایک سرنگ سی تھی۔ اور ٹائیگر اس لئے چونکا تھا کہ اس کے ذہن میں تصور بھی نہ تھا کہ یہاں کھنڈرات میں جانے کے لئے کوئی سرنگ بھی ہو سکتی ہے۔ اس نے جلدی سے لاش کو ایک طرف پھینکا اور پھر مشین گن اٹھائے وہ اس سرنگ میں گھس گیا۔

اس کے اندر جاتے ہی اس کے عقب میں سرنگ بند ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی سرنگ میں ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔ یہ سرنگ انسانی ہاتھوں سے بنائی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ ٹائیگر نے اپنی رفتار تیز کر دی اور اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ کہیں قریب ہی کوئی بھاری مشین چل رہی ہے۔ کیونکہ سرنگ میں اسے ہلکی ہلکی دھمک محسوس ہو رہی تھی۔ وہ حیران رہ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔

سرنگ کافی طویل تھی۔ اور پھر اختتام ایک چٹان پر ہوا۔ ٹائیگر جیسے ہی اس چٹان کے قریب پہنچا تو وہ چٹان خودبخود ایک سائیڈ میں ہٹ گئی اور ٹائیگر احتیاط سے اندر داخل ہو گیا۔ اب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔ یہ کمرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے یقیناً تہہ خانہ تھا۔ اس کا دوسری طرف باقاعدہ ایک دروازہ تھا۔ وہ آہستہ سے دروازے کی طرف بڑھا تو اسے کسی کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ دروازے کے قریب ہی رک گیا۔

"باس ان کے متعلق فیصلہ نہیں کر رہا ——— یا تو ان کی گولیاں نکالی

جائیں ——— یا پھر انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے ——— اس طرح تو بے چارے سسک سسک کر ہی مریں گے" ——— ایک بھاری آواز نے کہا۔

"ہو سکتا ہے باس ٹاسک چیف باس سے ہدایات لے رہا ہو"۔ ایک دوسری آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے کہ میں جا کر معلوم کروں ——— تم خیال رکھنا" ——— پہلی آواز نے کہا۔

"یہاں کس نے آنا ہے ——— ان کی حالت تو مُردوں سے بھی بدتر ہے" دوسری آواز سنائی دی اور پھر ایک دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ درست جگہ پر پہنچ گیا ہے۔ ساتھ والے کمرے میں تنویر اور صدیقی پڑے ہوئے تھے۔ لیکن اب ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ اس کا آئندہ اقدام کیا ہونا چاہیے۔ ان دونوں کی حالت بے حد خراب تھی۔ انہیں فوری طبی امداد کی ضرورت تھی اور وہ ان دونوں کو اس حالت میں اٹھا کر اکیلا اپنی کار تک نہ جا سکتا تھا جو یہاں سے انتہائی دُور ذخیرے میں کھڑی تھی۔

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اسے ایک بار پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑا۔

"باس خود آ رہا ہے ——— ہوشیار رہو" ——— وہی بھاری آواز سنائی دی اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ ٹاسک، تنویر اور صدیقی کو گولیوں سے چھلنی کرنے آ رہا ہے۔ اس نے اپنے سامنے موجود دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا تو دروازہ اسے کھلا ہوا محسوس ہوا۔ چنانچہ وہ رک گیا اب اسے

اطمینان تھا کہ وہ کسی بھی وقت دروازہ اچانک کھول کر ان پر فائر کر سکتا ہے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک آدمی کے اندر آنے کی آواز سنائی دی۔

"سنو! ۔۔۔ چیف باس نے ہدایت کی ہے کہ ان دونوں کو گولیوں سے چھلنی کر کے ان کی لاشیں بند ویگن میں ڈال کر شہر کے کسی چوراہے پر پھینک دی جائیں تاکہ ان کے ساتھیوں کو یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ انہیں یہاں کھنڈرات میں ہلاک کیا گیا ہے" ۔۔۔ ٹاسک کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس نے ٹرانسمیٹر پر سنی تھی۔

"باس! ۔۔۔ انہیں گولیوں سے چھلنی کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو ویسے ہی مر رہے ہیں ۔۔۔ اور شہر پہنچتے تک تو یہ لازماً ختم ہو جائیں گے" ۔۔۔ بھاری آواز نے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ باس کی ہدایات پر پوری طرح عمل ہونا چاہیئے" ٹاسک کی آواز سنائی دی۔

"باس! ۔۔۔ ایک پہلو اور بھی ہے ۔۔۔ یہاں اس کمرے میں تو خاصا بارود موجود ہے ۔۔۔ یہاں گولیاں چلانے سے رسک بھی پیدا ہو سکتا ہے ۔۔۔ ایسا ہے کہ ہم ان دونوں کو اٹھا کر سرنگ سے باہر پہاڑی پر لے جائیں اور وہاں انہیں گولیوں سے چھلنی کر کے ویگن میں ڈال کر شہر لے جائیں اور ان کی لاشیں پھینک آئیں" بھاری آواز نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اسی طرح کر لو۔ اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے" ۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا اور پھر اس کے قدموں کی باہر جاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بلیک! ۔۔۔ تم جا کر ویگن لے کر عقبی طرف آؤ ۔۔۔ میں انہیں اٹھا کر سرنگ سے باہر لے جاتا ہوں" ۔۔۔ بھاری آواز نے کہا۔

"لیکن تم ان دونوں کو کیسے اٹھا کر لے جاؤ گے" ۔۔۔؟ بلیک نے جواب دیا۔

"میں دو چکر لگاؤں گا ۔۔۔ فکر نہ کرو۔ تم ویگن لے آؤ ۔۔۔ تمہیں چونکہ لمبا چکر کاٹنا پڑے گا اس لئے اگر تم میرے ساتھ ایک کو اٹھا کر باہر لے گئے تو پھر کافی دیر ہو جائے گی" ۔۔۔ بھاری آواز والے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ بلیک کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر قدموں کی اور دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ تو ٹائیگر تیزی سے واپس پلٹا اور درمیانی چٹان کراس کر کے وہ سرنگ میں پہنچا اور پھر بے تحاشا دوڑتا ہوا اس کے بیرونی سرے کی طرف بڑھ گیا۔ سرنگ سے باہر نکل کر وہ ایک چٹان کے قریب چھپ کر بیٹھ گیا۔ تقریباً سات آٹھ منٹ بعد سرنگ کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک بھاری جسم کا آدمی باہر آیا تو ٹائیگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس نے تنویر اور صدیقی دونوں کو بیک وقت دونوں کاندھوں پر لادا ہوا تھا۔ حالانکہ تنویر اور صدیقی دونوں خاصے ٹھوس جسم کے مالک تھے اس لئے اس بھاری آواز اور بھاری بدن والے نے واقعی ہمت سے کام لیا تھا۔ وزن اٹھانے کی وجہ سے وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

اس نے باہر نکلتے ہی جھک کر ان دونوں کو چٹان پر پھینکا اور سائیڈ چٹان پر بیٹھ کر سانس برابر کرنے لگا۔

ٹائیگر بلی کی طرح پیچھے کی طرف سمٹا اور پھر خرگوش کی طر چٹانوں میں پنجوں کے بل پھدکتا ہوا وہ اس کے عقب میں آنے وہ فائر نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح ادھر ادھر کوئی اگر مو ہوں گے تو وہ چونک سکتے تھے۔ یا پھر بلیک ہی جو شاید ویگن کر آ رہا ہو گا چونک پڑے گا۔

جیسے ہی ٹائیگر عقب میں پہنچا۔ وہ بھاری بدن والا اٹھا اور اس نے کاندھے سے مشین گن اتار کر تنویر اور صدیقی کی طرف سیدھ کرنے لگا۔ ٹائیگر ابھی کافی فاصلے پر تھا اور اس نے اندازہ لگا اگر وہ اس پر چھلانگ لگاتا ہے تو یہ اس سے پہلے ہی تنویر اور صد دونوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اس لئے اس نے جلدی سے اپنی مشین گن سیدھی کی اور تیزی سے ٹریگر دبا دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھاری بدن والا بغیر چیخے اچھل کر پہلو کے بل چٹانوں پر گرا اور پھر لڑھکتا ہوا نیچے گرتا گیا۔ پھر ایک آگے ہوئی چٹان کے ساتھ اس کا جسم ٹکرا کر رک گیا۔ اس کے ہاتھ سے گن وہیں گر پڑی تھی۔

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے اس کی کھوپڑی کا نشانہ لیا تھا اور اس کا نشانہ درست بیٹھا تھا۔ گولیوں نے اس کی کھوپڑی کو ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔ اور اب اس کی لاش بغیر کھوپڑی کے چٹانوں میں پڑی تھی۔ ٹائیگر دوڑتا ہوا اس کے مردہ جسم کی طرف بڑھا اور ا

نے جلدی سے اسے گھسیٹ کر ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں ڈال دیا۔ تاکہ ویگن لے کر آتے ہوئے بلیک کو اس کی لاش نظر نہ آ سکے۔ اس کے بعد ٹائیگر نے پہاڑی سے نیچے ایک نا پختہ سی سڑک کی طرف دیکھا تو اسے کوئی ویگن وغیرہ نظر نہ آئی۔

تنویر اور صدیقی کی حالت دیکھ کر ہی معلوم ہو رہا تھا کہ ان دونوں کی حالت خاصی خراب ہے۔ اور گزرنے والا ہر لمحہ انہیں زندگی سے دور لے جا رہا ہے۔ اس لئے ٹائیگر نے ویگن کے آنے اور پھر بلیک کے اوپر چٹان تک آنے اور انہیں ویگن تک نیچے لے جانے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے اپنی مشین گن بغل سے لٹکائی اور پھر جھک کر اس نے تنویر کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔

چونکہ اس نے پہاڑی سے نیچے اترنا تھا اس لئے وہ دونوں کو بیک وقت نہ اٹھا سکتا تھا۔ تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترتے ہوئے وہ کئی بار پھسلتے پھسلتے بچا۔

اور پھر سڑک کے قریب پہنچ کر اس نے ایک چٹان کی اوٹ میں تنویر کو اس طرح لٹا دیا کہ وہ دور سے دیکھا نہ جا سکے۔ اور پھر ٹائیگر دوبارہ تیزی سے پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہا تھا کہ کہیں بلیک ویگن لے کر نہ پہنچ جائے لیکن شاید فاصلہ کافی زیادہ تھا اس لئے بلیک ابھی تک نہ پہنچا تھا۔ اور شائد اس بھاری بدن والے آدمی پر فائر کرنے کا رد عمل اس لئے ظاہر نہ ہوا تھا کہ سب نے یہی سوچا ہو گا کہ اس بھاری بدن والے

نے تنویر اور صدیقی دونوں پر فائر کھول دیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر صدیقی کو کاندھے پر لاد کر نیچے پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے جیسے ہی چٹان کی اوٹ میں صدیقی کو لٹایا اُسے دُور سے ایک خاکی رنگ کی بڑی سی جیپ نما ویگن تیزی سے آتی دکھائی دی۔ اس کو دیکھ کر ٹائیگر خود بھی اسی چٹان کے پیچھے چھپ گیا تاکہ بلیک اُسے دیکھ نہ سکے۔ مشین گن اس نے ہاتھ میں لے لی تھی۔

ویگن خاصی تیز رفتاری سے اس سڑک پر دوڑتی اور ہچکولے کھاتی ہوئی قریب آتی گئی۔ اور پھر وہ عین اسی جگہ آ کر رکی جہاں قریب ہی بڑی سی چٹان کے پیچھے ٹائیگر، تنویر اور صدیقی کے ساتھ ہی چھپا ہوا تھا۔

ویگن کے رکتے ہی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک چھریرے بدن کا نوجوان ویگن سے باہر نکلا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے منہ اٹھا کر اوپر پہاڑی کی طرف دیکھا۔ وہ شاید اس بھاری بدن والے کو دیکھ رہا تھا جو تنویر اور صدیقی دونوں کو بیک وقت اٹھا کر سرنگ سے باہر لایا تھا اور پھر ٹائیگر کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ مگر جب وہ اسے نظر نہ آیا تو وہ کندھے جھٹکتا ہوا تیزی سے پہاڑی پر چڑھنے لگا۔

جب وہ کافی اوپر چڑھ گیا تو ٹائیگر نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کیا اور اس کی کھوپڑی کا نشانہ لے کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک بار پھر دھماکہ ہوا اور اوپر چڑھتا ہوا بلیک اچھل کر منہ کے بل نیچے

زا اور پھر اس کی لاش بھی لڑھکتی ہوئی چٹانوں سے نیچے گرنے لگی۔ اور پھر بھاری بدن والے کی طرح اس کا مردہ جسم بھی ایک چٹان سے اٹک کر رک گیا۔

ٹائیگر تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور اس نے آگے بڑھ کر ویگن کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے کام لیتے ہوئے تنویر اور صدیقی کو باری باری ویگن میں منتقل کیا اور پچھلا دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ویگن کو انتہائی تیز رفتاری سے تنگ جگہ ہونے کے باوجود انتہائی مہارت سے موڑا اور پھر اُسے خاصی رفتار سے واپس دوڑانے لگا۔

پہاڑی کے پیچھے سے لمبا چکر کاٹ کر جب وہ کھنڈرات کے سامنے کے حصے میں آیا تو اچانک ویگن کے ڈیش بورڈ کے نیچے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ٹائیگر چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا کہ بلیک اور اس بھاری بدن والے کی لاشیں ٹریس ہو گئی ہوں گی اس لئے کال کی جا رہی ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ کال کرنے کی بجائے براہ راست ویگن کو ہی ہٹ کر دیتے۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس بلیک اٹنڈنگ یو۔ اوور" — ٹائیگر نے بلیک کی آواز حلق سے نکالتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن پیکنگ! ــــ ان دونوں کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دیئے ہیں۔ اوور" ـــــ ؟ ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ اوور" ـــــ ٹائیگر نے اس کے لہجے سے ہی سمجھ لیا تھا کہ وہ کوئی سیکنڈ باس ٹائپ چیز ہے۔

"ٹھیک ہے! ــــ کیا رو گر تمہارے ساتھ جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ ابھی تک واپس نہیں آیا۔ اوور" ـــــ کیپٹن نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"یس باس" ـــــ ٹائیگر نے مختصر جواب میں ہی عافیت سمجھی۔

"اوکے! ــــ انہیں کسی چوک پر پھینک کر تم نے واپس نہیں آنا بلکہ پوائنٹ زیرو ٹو پر رپورٹ کرنی ہے ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ کیپٹن نے کہا اور بغیر جواب لئے اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور ویگن کی رفتار تیز کر دی تھی ــــ اس نے انہیں لے کر سیدھا ہسپتال پہنچنا تھا اور اس کے بعد ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ کرنی تھی۔

"تم کچھ پریشان لگ رہے ہو طاہر" ـــــ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کو دیکھ کر کہا۔ عمران کے سر اور جسم پر ابھی تک پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لیکن اس کے چہرے سے معلوم نہ ہو رہا تھا کہ وہ خاصا زخمی ہوا ہے۔ وہ ہسپتال سے سیدھا دانش منزل آ رہا تھا۔

"آپ کو ابھی آرام کرنا چاہیئے تھا" ـــــ بلیک زیرو نے چونک کر جواب دیا۔

"بس کر لیا آرام ـــــ کیا بات ہے ـــــ تم الجھے ہوئے کیوں ہو"؟ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میں تنویر اور صدیقی کی طرف سے متفکر ہوں ـــــ ان کی طرف سے کوئی رپورٹ وغیرہ نہیں آئی ـــــ اور نہ ہی ٹائیگر نے کوئی رپورٹ دی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"تنویر، صدیقی اور ٹائیگر ـــــ کیا مطلب ـــــ کہاں گئے ہیں وہ؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ اُسے ہسپتال جانے کے بعد ابھی تک صرف اتنی رپورٹ ملی تھی کہ جولیا کو چھڑا لیا گیا۔ باقی اُسے کسی چیز کا علم نہیں تھا۔

"میں نے انہیں گرد باد کے کھنڈرات میں بھیجا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"گرد باد کے کھنڈرات میں ـــــ وہ کیوں" ـــــ؟ عمران نے مزید چونکتے ہوئے پوچھا۔

اور جواب میں بلیک زیرو نے جولیا کی سپیشل نمبر پر کال آنے سے لے کر اُسے چھڑانے اور بیٹی کو اغوا کر کے لے آنے ـــــ اور ادھر صدیقی کو عمران کے میک اپ میں کھنڈرات پر بھیجنے تک ساری روئیداد تفصیل سے سنا دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے جولیا کو فوری تشدد یا موت سے بچانے کے لئے انہیں کھنڈرات کی طرف بھیجا ہے۔

"اوہ! ـــــ تم نے فیصلہ تو درست کیا ہے ـــــ لیکن وہ لوگ تو پوری طرح وہاں تیار ہوں گے ـــــ اور تنویر کی عادت کو تو تم جانتے ہو کہ وہ ڈائریکٹ ایکشن کا قائل ہے" ـــــ عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"میں خود ان کی نگرانی کے لئے جاتا ـــــ لیکن جولیا کا مسئلہ درمیان میں تھا ـــــ اور وہ بیٹی بھی یہاں پہنچتے ہی ہلاک ہو گیا۔ جب میں جولیا کو لے کر واپس پہنچا تو زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وہ ختم ہو چکا تھا۔ خاور تو اُسے گیسٹ روم میں ڈال کر چلا گیا تھا" ـــــ

بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹائیگر ہے تو ہوشیار آدمی۔ لیکن ـــــ کتنی دیر ہوئی ہے انہیں وہاں گئے ہوئے" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"تقریباً ایک گھنٹہ ہونے والا ہے ـــــ اب میں سوچ رہا تھا کہ خود ان کے پیچھے جاؤں ـــــ میں نے ٹرانسمیٹر کال کرنے کا سوچا تھا لیکن پھر رک گیا کہ نجانے وہ کسی پوزیشن میں ہوں۔ اس لئے رک گیا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ شدید خطرے میں ہوں گے مجھے خود جانا پڑے گا" ـــــ عمران نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ تو زخمی ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے گھبرا کر پوچھا۔

"ظاہر! ـــــ میرے آدمی موت کے منہ میں ہوں اور میں یہاں بیٹھا اپنے زخم دیکھتا رہوں ـــــ جولیا کو رہا کرانے کے بعد تمہیں خود سیدھا وہیں جانا چاہیئے تھا" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے بے اختیار منہ جھکا لیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں سر" ـــــ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران کی پیشانی پر شکنیں اُبھر آئیں۔

"کیا رپورٹ ہے" ـــــ؟ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"سر! ـــــ تنویر اور صدیقی شدید زخمی ہو گئے تھے بلکہ اب بھی ہیں ـــــ میں نے انہیں ہسپتال پہنچا دیا ہے ـــــ ڈاکٹر انہیں آپریشن تھیٹر میں لے گئے ہیں اور میں آپ کو فون کر رہا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ ـــــ ہوا کیا"؟ ـــــ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا اور جواب میں ٹائیگر نے کھنڈرات میں پیش آنے والی تمام تفصیلات بتا دیں اور جیسے جیسے تفصیلات عمران کے کانوں میں پڑتی رہیں اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلتا چلا گیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ گرد باد مصنوعی تھے ـــــ" عمران نے پوچھا۔

"یس سر! ـــــ اس کا مجھے یقین ہے۔ کیونکہ اگر وہ مصنوعی نہ ہوتے تو ان کے علاوہ بھی پیدا ہوتے ـــــ وہ تو صرف اسی وقت پیدا ہوتے۔ جب انہوں نے کار اور صدیقی کو ٹارگٹ بنایا ـــــ اور سر! ـــــ اس سرنگ میں جاتے ہوتے میں نے کسی مشین کے چلنے کی دھمک بھی محسوس کی تھی" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ـــــ ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لوں گا ـــــ تم نے واقعی انتہائی ذہانت اور بہادری سے کام لیا ہے۔ میں عمران سے تمہاری تعریف کروں گا" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"یہ میرا فرض تھا جناب! ـــــ ویسے مجھے افسوس ہے کہ میں ایسی پوزیشن میں تھا کہ تنویر اور صدیقی کو زخمی ہونے سے نہ بچا سکا"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں سمجھتا ہوں ـــــ تم یہیں ہسپتال میں رہو ں عمران سے بات کرتا ہوں ـــــ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں کوئی مزید رایات دے" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس ے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

"ہسپتال کے نمبر ڈائل کرو ـــــ تنویر اور صدیقی شدید زخمی ہیں میں ن سے متعلق تفصیلی رپورٹ لے لوں" ـــــ بلیک زیرو سے عمران نے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو نے جلدی سے سپیشل ہسپتال کے بر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ڈاکٹر اسلم سپیکنگ" ـــــ رابطہ ہوتے ہی ڈاکٹر اسلم کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر" ـــــ ڈاکٹر اسلم کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"تنویر اور صدیقی کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ؟ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ڈاکٹر رحمان اور ڈاکٹر زلفی نے ان کے آپریشن کئے ہیں ـــــ وہ ی الحال خطرے میں ہیں ـــــ لیکن امید ہے کہ ٹھیک ہو جائیں گے"۔ ڈاکٹر اسلم نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر رحمان سے بات کراؤ" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ـــــ ہولڈ آن کریں سر" ـــــ ڈاکٹر اسلم نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ڈاکٹر رحمان کی بھاری آواز سنائی دی۔

"یس سر! — میں رحمان بول رہا ہوں سر" — ڈاکٹر رحمان کا لہجہ بھی مودبانہ تھا۔

"تنویر اور صدیقی کی درحقیقت کیا پوزیشن ہے" — عمران نے پوچھا۔

"سر! — میں نے صدیقی صاحب کا آپریشن کیا ہے جو عمران صاحب کے میک اپ میں تھا۔ لیکن لے آنے والے نے مجھے بتا دیا تھا کہ وہ صدیقی صاحب ہیں — ان کو گولی پہلو میں لگی ہے جس نے اچھا خاصا کیس خراب کر دیا۔ اس کے علاوہ ان کا خون بھی بہت بہہ چکا تھا — اور اگر آٹھ دس منٹ وہ مزید نہ پہنچتے تو پھر ان کے بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ ہوتا — بہرحال ایمرجنسی طور پر صورت حال کو سنبھالنے کی کوشش کی گئی ہے — آپریشن کر کے گولی نکال لی گئی ہے — خون بھی دے دیا گیا ہے — ابتدائی طور پر تو صورت حال سنبھل گئی ہے — لیکن ابھی وہ پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہیں — باقی ڈاکٹر ذلفی نے تنویر صاحب کا آپریشن کیا ہے — انہیں گولی سینے میں لگی ہے اور ان کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے بھی اپنی جگہ سے کھسک گئے — کئی پسلیاں بھی ٹوٹ گئی ہیں۔ ان کا آپریشن کامیاب رہا ہے۔ ڈاکٹر ذلفی نے بے حد محنت کی ہے — تنویر صاحب کی حالت تو صدیقی صاحب سے بھی زیادہ خطرناک تھی۔ لیکن وہ اب مسٹر صدیقی کی نسبت کم خطرے میں ہیں — لیکن فی الحال پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہیں۔" ڈاکٹر رحمان نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"سنو ڈاکٹر! — یہ میری ٹیم کے ممبر ہیں اور انہیں ہر صورت میں

زندہ رہنا ہے۔ سمجھے" — عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سر! — ہمیں احساس ہے — ہم پوری کوشش کر رہے ہیں" — ڈاکٹر رحمان نے جواب دیا۔

"تم ایک اچھے ڈاکٹر ہو۔ اس لئے تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آئندہ میرے سامنے کوشش کا لفظ دوبارہ منہ سے نہ نکالنا — میں لفظ کوشش کو ناکامی کے معنوں میں لیتا ہوں — اور ناکامی کے لفظ سے مجھے الرجی ہے — انہیں زندہ رہنا ہے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر — تم دونوں نے اس وقت تک ان کے قریب سے نہیں ہٹنا۔ جب تک وہ مکمل طور پر خطرے سے باہر نہ ہو جائیں۔" عمران کا لہجہ انتہائی سخت ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے سر — میں سمجھ گیا سر — یہ انشاءاللہ زندہ رہیں گے سر" — ڈاکٹر رحمان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ اچھا کیس ہے — ایک ایک کر کے ساری ٹیم ہسپتال پہنچتی جا رہی ہے" — عمران نے رسیور رکھتے ہی سرد لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں ان کھنڈرات پر ریڈ کرنا چاہیئے" — بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ کر لیں گے — فی الحال مسئلہ اس ڈک کو ٹریس کرنے کا ہے اس کی یہ عادت اسے بچاتے ہوئے ہے کہ وہ بے شمار ٹھکانے بنائے ہوئے ہے — اور کسی بھی ٹھکانے پر نہ مستقل طور پر خود رہتا ہے اور نہ زیادہ آدمی رکھتا ہے — اور ٹائیگر کے مطابق وہ کھنڈرات

میں ہی نہ تھا ——— وہاں پاس کوئی ٹاسک تھا“ ——— عمران نے کہا
اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

”ڈاکٹر اسلم“ ——— چند لمحوں بعد ڈاکٹر اسلم کی دوبارہ آواز سنائی دی

”ڈاکٹر اسلم! ——— میں عمران بول رہا ہوں ——— یہاں ہسپتال میں ٹائیگر ہوگا ——— اسے جانتے ہونا“ ——— عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

”بالکل عمران صاحب! ——— اچھی طرح جانتا ہوں اور اس وقت وہ میرے پاس ہی بیٹھے ہیں ——— بات کیجئے“ ——— ڈاکٹر اسلم نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”یس ٹائیگر سپیکنگ“ ——— چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز رسیور پر ابھری۔

”یار ٹائیگر! ——— ابھی ابھی ایکسٹو نے مجھے تمہاری کہانی سنائی ہے ——— تم نے تو کمال کر دیا ہے ——— تنویر اور صدیقی کو واقعی موت کے منہ سے نکال لاتے ہو ——— ویری گڈ“ ——— عمران نے جان بوجھ کر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب! ——— آپ کی اس تعریف سے میری محنت وصول ہوگئی ہے“ ——— ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

”یہ خالی خولی وصولی سے بات نہیں چلے گی ——— مٹھائی کھلانی پڑے گی ——— ہاں یہ بتاؤ کہ وہ ویگن کہاں ہے جس پر تم تنویر اور صدیقی دونوں کو ہسپتال لے آئے تھے“ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویگن ——— سر وہ ہسپتال کی پارکنگ میں موجود ہے“ ——— ٹائیگر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنو! ——— تم نے اب ایسا کرنا ہے کہ اس ویگن کو لے کر شہر میں گھومنا ہے ——— مجرموں کو لازماً اپنے آدمیوں کی جنہیں تم نے ہلاک کیا ہے، لاشیں مل گئی ہوں گی ——— اور صورت حال کا بھی علم ہو گیا ہو گا ——— اس لئے اب وہ لوگ اس ویگن کو تلاش کریں گے ——— اور ظاہر ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ہسپتالوں میں ویگن کو ٹریس کرنا ہے ——— میں اور سیکرٹ سروس کے باقی افراد تمہاری نگرانی کریں گے ——— اگر وہ لوگ تم سے ٹکرا جائیں اور تمہیں اغوا کر کے لے جانا چاہیں تو معمولی سی جدوجہد کے بعد تم ہتھیار ڈال دینا ——— اب میں اس معاملے کو ختم کرنا چاہتا ہوں ——— ورنہ اگر سیکرٹ سروس کے ممبران کی ہسپتال جانے کی یہی رفتار رہی تو ایکسٹو کو بھی شاید اس بار ہسپتال کے بستر پر لیٹنا پڑے“ ——— عمران نے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

”عمران صاحب! ——— کیوں نہ ان کھنڈرات پر ریڈ کیا جائے“ ٹائیگر نے کہا۔

”اب وہاں جا کر آثار قدیمہ کی ہی ریسرچ ہو سکتی ہے ——— تمہارے واقعہ کے علم میں آنے کے بعد وہ وہاں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے“ ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں عمران صاحب! ____ واقعی مجھے تو اس کا خیا
نہیں آیا تھا ____ بہرحال ٹھیک ہے ____ تو پھر میں و
لے کر شہر کی طرف چل پڑوں" ____ ٹائیگر نے شرمندہ سے
میں کہا۔

"نہیں ابھی نہیں ____ جب ہم سب وہاں پہنچ جائیں گے
اور پھر میں تمہیں ٹرانسمیٹر پر کال دوں گا ____ ایسا نہ ہو کہ
وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ لوگ تم سے ٹکرا جائیں اور تمہیں
کر کے لے جائیں ____ پھر مجھے اخبار میں گمشدگی ٹائیگر کا اش
دینا پڑے ____ اور ہو سکتا ہے کہ اشتہار کے چھپتے ہی کوئی
والے آدھمکیں" ____ عمران نے کہا اور ٹائیگر بے اختیار او
آواز میں ہنس دیا۔

عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اب کتنے ممبر ہسپتال سے باہر ہیں" ____؟ عمران نے مسکراتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"نعمانی، خاور، جولیا اور میں" ____ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی کافی ہیں ____ تم ایسا کرو کہ ان تینوں ممبروں کو کہہ دو کہ وہ میک اپ کر کے علیحدہ علیحدہ کاروں میں سپیشل ہسپتال پہنچ جائیں ____ میں ان سے علیحدہ رہوں گا ____ ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھیں۔ میں موقع پر انہیں گائیڈ کرتا رہوں گا" ____ عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! ____ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ٹائیگر کو اغوا کرنے کی بجائے بم وغیرہ مار کر ویگن کو ہی اڑانے کی کوشش کریں" ____ بلیک زیرو نے کہا۔

"اڑانے کو تو وہ پتنگ بھی اڑا سکتے ہیں ____ اور ہونے کو تو لڑکا بھی ہو سکتا ہے اور لڑکی بھی ____ اس سیٹ پر اتنی مدت سے بیٹھنے کے بعد بھی ابھی تک تم اسی ہونے اور کرنے کے چکر میں پھنسے رہتے ہو ____ یہ امکانات کا کھیل ہے پیارے بلیک زیرو" ____ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی ڈک نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر گارنر کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں اضطراب کے آثار ابھر آئے۔

"باس! ۔۔۔ بینی کی لاش ایک چوراہے پر پڑی ملی ہے۔ اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے" ۔۔۔ گارنر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ میرا نظریہ غلط تھا ۔۔۔ بینی کو واقعی اغوا کیا گیا تھا ۔۔۔ لیکن بینی کی لاش کا مطلب یہی ہے کہ تشدد کے باوجود اس نے کچھ نہیں بتایا" ۔۔۔ ڈک نے اسی طرح ٹھنڈے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی انتہائی ٹھنڈے دماغ کا مجرم تھا۔

"اور باس! ۔۔۔ ایک اور پریشان کن خبر بھی ہے ۔۔۔ بی ولا نے خبر دی ہے کہ کوئی نامعلوم آدمی عمران اور اس کے ساتھی کی لاشیں اغوا کر کے لے گیا ہے ۔۔۔ اور ہمارے دو آدمی ہلاک ہو گئے ہیں"

گارنر نے کہا۔

"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔؟" اس بار ڈک جیسا ٹھنڈے دماغ کا آدمی بھی بوکھلا کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس باس! ۔۔۔ انتہائی عجیب خبر ہے ۔۔۔ ان دونوں کو پہاڑی پر لے جا کر گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ۔۔۔ دو آدمی بلیک اور روگر نے بند ویگن میں ان کی لاشیں شہر لے جا کر پھینکنی تھیں، وہ لے گئے ۔۔۔ کینی نے ٹرانسمیٹر پر انہیں چیک کیا اور اس کی ویگن کے اندر موجود بلیک سے بات بھی ہوئی ۔۔۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ بلیک اور روگر دونوں کی لاشیں عقبی پہاڑی پر پڑی ہوئی تھیں ان دونوں کی کھوپڑیوں کو مشین گن کی فائرنگ سے اڑا دیا گیا تھا ۔۔۔ اس پر ٹاسک نے فوری طور پر بی۔ ولا کو مکمل طور پر کیموفلاج کر دیا ہے اور پھر اس نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کیونکہ آپ ٹرانسمیٹر کال اٹنڈ نہ کر رہے تھے" ۔۔۔ گارنر نے تفصیل سے بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ بہت برا ہوا ۔۔۔ بہت ہی برا ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی تیسرا آدمی وہاں موجود تھا جو اس قدر ہوشیار تھا کہ وہ بلیک اور روگر دونوں کو ختم کر کے اپنے آدمیوں کو آسانی سے لے گیا اور ہمارا یہ اہم ترین اڈہ بھی سامنے آ گیا ۔۔۔ اور اب مجھے شک ہے کہ وہ دونوں بھی مارے نہ گئے ہوں گے۔ وہ زندہ ہوں گے ۔۔۔ اور یہ بہت برا ہوا ۔۔۔ بہت ہی برا" ۔۔۔ ڈک نے کرسی پر دھم سے بیٹھتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"باس! ۔۔۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ اس ویگن کو فوری طور پر تلاش کیا جائے ۔۔۔۔ اگر وہ لوگ زندہ ہیں تو لازماً انہیں کسی ہسپتال میں لے جایا گیا ہوگا اور پھر ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد ہی وہ آدمی ویگن کو ٹھکانے لگائے گا ۔۔۔ اگر فوری چیکنگ کی جائے تو ویگن کے ساتھ ساتھ وہ آدمی بھی ہاتھ آسکتا ہے۔ اس کے ہاتھ آنے پر ہی باقی تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں" ۔۔۔۔ گارنر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ واقعی ابھی موقع ہے ۔۔۔۔ تم فوراً آدمی لے کر شہر کے ہسپتالوں کو چیک کرو اور اس آدمی کو اغوا کر کے پوائنٹ ٹو پر پہنچا دو ۔۔۔۔ اس کے بعد مجھے اطلاع کرنا ٹرانسمیٹر پر ۔۔۔۔ فوراً جاؤ اور ہر صورت میں اسے اغوا کر کے لے آؤ ۔۔۔۔ لیکن ہر طرف سے ہوشیار رہنا ۔۔۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس کی نگرانی کر رہے ہوں۔ اور اس طرح وہ ہمارا کوئی اڈہ چیک کر لیں۔ اگر ایسی کوئی صورت نظر آئے تو پھر اس آدمی کو ویگن سمیت اڑا دینا" ۔۔۔۔ ڈک نے تیز لہجے میں کہا اور گارنر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

گارنر کے باہر جاتے ہی ڈک تیزی سے اٹھا اور ملحقہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان ایک میز پر ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔ اس ٹرانسمیٹر کی ساخت ایسی تھی کہ اس کی کال کو کیچ نہ کیا جا سکتا تھا۔ ڈک نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کے مختلف بٹن دبائے اور پھر ایک ناب کو گھما کر

اس نے سفید رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ڈک کالنگ ٹاسک۔ اوور" ۔۔۔۔ ڈک کے لہجے میں تر شنگی کے ساتھ ساتھ ترشی بھی تھی۔

"یس سر! ۔۔۔ ٹاسک اٹنڈنگ یو۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹاسک کی آواز سنائی دی۔

"مجھے تمہاری ناکامی اور نااہلی کی رپورٹ مل چکی ہے ٹاسک ۔۔۔ تم دو تین آدمیوں کو بھی ختم نہیں کر سکے ۔۔۔۔ بلکہ تم نے تو اڈہ بھی ان لوگوں کے سامنے کر دیا ۔۔۔۔ یہی تمہاری کارکردگی ہے۔ اوور" ۔۔۔؟ ڈک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ب ۔۔۔ باس! ۔۔۔۔ میری تو خود سمجھ میں اب تک صورت حال نہیں آئی ۔۔۔ میں حیران ہوں کہ ایسا کیسے ہو گیا۔ اوور" ۔۔۔۔۔ ٹاسک نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"سنو! ۔۔۔ سیکرٹ سروس اب لازماً کھنڈرات پر چھاپہ مارے گی۔ اس لئے خالی کیموفلاج ہونے سے بات نہیں بنے گی ۔۔۔۔ تم فوراً ساری مشینری کو پیک کرو اور سپیشل سرنگ کے راستے اسے سپلائی ڈپو نمبر تھری میں منتقل کر دو ۔۔۔ ہلکا سا نشان بھی وہاں باقی نہیں رہنا چاہئے ۔۔۔۔ فوری طور پر یہ کام کرو ۔۔۔ فوری۔ اوور" ۔۔۔ ڈک نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اوور" ۔۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا۔

کارروائی مکمل کر کے مجھے سپیشل فریکوئنسی پر اطلاع دو۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ ڈک نے کہا اور پھر جلدی سے کمرے سے باہر آ کر

وہ پہلے والے کمرے میں پہنچا اور پھر وہاں سے راہداری سے ہوتا
ہوا عمارت کے برآمدے میں آگیا۔ وہاں ایک مسلح شخص کھڑا ہوا تھا
جو ڈک کو دیکھتے ہی سیدھا ہو گیا۔

"کوڈو! ــــ خیال رکھنا۔ اگر کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو بے شک
اڑا دینا" ــــ ڈک نے کہا اور تیزی سے برآمدے کے سامنے کھڑی
کار کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار
سڑک پر پہنچ چکی تھی۔

ڈک نے ذرا آگے بڑھا کر ایک سائیڈ پر کار روک دی اور پھر
کر اس نے کار کے شیشے بلائنڈ کیے اور پھر سائیڈ سیٹ کو اٹھا
اس نے اس کے نیچے موجود باکس میں سے ایک تھیلا نکالا اور
اس تھیلے سے اس نے ایک باریک سا ماسک کھینچا اور جلدی
اسے سر اور چہرے پر چڑھا کر اس نے کار کے بیک مرر میں د
ہوئے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھپتھپانا شروع کر د
چند لمحوں بعد اس کی شکل مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ ماسک کے سا
ایک وگ بھی چسپاں تھی۔ اس نے وگ کو بھی ایڈجسٹ کیا اور ا
کے بعد باکس کے نچلے خانے سے اس نے ایک چوڑی نال اور چ
دستے کا بالکل نئی ساخت کا ایک پستول نکالا اور اسے سامنے ک
کے خانے میں رکھ کر اس نے باکس بند کر کے سیٹ سیدھی کر دی ا
پھر بٹن دبا کر اس نے کار کے شیشے نارمل کر دیئے۔ اب اس
چہرہ اور شکل مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ اور پھر اس نے کار آگے
بڑھا دی۔

"اب میں خود اس سیکرٹ سروس کو دیکھتا ہوں ــــ اس نے
مجھے خاصا تنگ کر لیا ہے" ــــ ڈک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور
کار کو تیزی سے آگے بڑھائے لے گیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے وہ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا
کہ اچانک ایک عمارت کے گیٹ سے اس نے ایک جیپ نما ویگن
کو باہر نکلتے دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ یہ ویگن پی۔ ڈان کے کیپٹی کی تھی۔
لیکن ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی اور آدمی موجود تھا اور ڈک نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ وہ اس ویگن کی
تلاش میں جنرل ہسپتال جا رہا تھا لیکن ویگن اسے راستے میں ہی
مل گئی تھی۔

ویگن بھی اسی طرف آ رہی تھی جدھر ڈک کی کار کا رخ تھا اس
لئے ڈک نے کار کی رفتار اور آہستہ کر دی۔ چند لمحوں بعد ویگن اسے
کراس کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ڈک نے کار اس کے پیچھے ایک
مناسب فاصلہ رکھتے ہوئے ڈال دی۔

اور پھر ایک چوک ٹرن کے بعد اسے احساس ہوا کہ اس ویگن کی
نگرانی میں تو پورا قافلہ چل رہا ہے۔ اس نے تین کاریں تو مارک کر لی
تھیں۔ حالانکہ وہ تینوں انتہائی محتاط انداز میں نگرانی کر رہے تھے۔
لیکن چونکہ ڈک کی ساری عمر اسی قسم کے دھندوں میں گزری تھی اس
لئے اس نے ان کاروں کو چیک کر لیا۔ ان میں سے ایک کار ایک
مقامی لڑکی چلا رہی تھی جب کہ دو کاروں میں مرد تھے۔ لڑکی
کا چہرہ مہرہ دیکھ کر اسے شک گزرا تھا کہ یہ لڑکی وہی سوئس جولیانا

سے ہے۔ لیکن چونکہ یہ ہر لحاظ سے مقامی لگ رہی تھی اس لئے وہ پوری طرح کوئی فیصلہ نہ کر سکا تھا۔ اس نے جلدی سے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک چھوٹا سا مائیک کھینچا جس کے ساتھ لچکے دار تار منسلک تھی۔ مائیک کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن اس نے پریس کیا۔

"ہیلو — ہیلو گارنر! — میں ون بول رہا ہوں۔ اوور" ڈک کا لہجہ بدل گیا۔

"اوہ یس سر — ہم ویگن کو ٹریس کر رہے ہیں سر۔ اوور" دوسری طرف سے گارنر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ٹریس کر رہے ہو۔ اوور" — ڈک نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"سر! — جنرل ہسپتال دیکھ لیا ہے — ایک اور ہسپتال بھی چیک کیا ہے — لیکن ابھی تک وہ ویگن نظر نہیں آئی۔ اوور" — گارنر نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور" — ڈک نے پوچھا۔

"بکینگھن روڈ پر سر! — اوور" — گارنر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنے آدمی ہو۔ اوور" — ڈک نے پوچھا۔

"سر! — ہم چار ہیں — علیحدہ علیحدہ کاروں میں۔ اوور" گارنر نے جواب دیا۔

"اچھا سنو! — میں نے اس ویگن کو ٹریس کر لیا ہے اور اس ویگن کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے — تین کاریں اس کی

نگرانی کر رہی ہیں — ایک کار لڑکی چلا رہی ہے یہ ایک مقامی لڑکی ہے — جبکہ دو کاروں کو مرد ڈرائیو کر رہے ہیں۔ اس وقت یہ قافلہ اسپاٹن روڈ پر ہے — اور ان کا رُخ تمہاری والی سڑک کی طرف ہی ہے — تم وہیں رُک جاؤ۔ اور پھر جیسے ہی یہ کاریں اس روڈ پر آئیں گی میں تمہیں ان کی مکمل تفصیلات بتا دوں گا — وہ سڑک خاصی ویران ہے اور اس سڑک پر ٹریفک بہت کم ہوتا ہے — اس لئے تم نے ان تینوں کاروں اور اس ویگن پر قریب سے گذرتے ہوئے ایٹی سکس فائر کرنا ہے — تمہارے پاس موجود ہے ایٹی سکس۔ اوور" ڈک نے کہا۔

"یس باس! — میری کار میں موجود ہے۔ اوور" — گارنر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — ایٹی سکس فائر کرنے کے بعد تم نے آگے بڑھ جانا ہے اور پھر گھوم جانا ہے — میں ان کے پیچھے رہوں گا — جب ایٹی سکس مکمل گرپ کر لے گی تو پھر میں ان چاروں کو اپنی کار میں ڈال کر لے جاؤں گا اور تمہیں ویگن کے متعلق اطلاع کر دوں گا — تم ویگن کو لے کر پوائنٹ ٹو پر چلے جانا — سمجھ گئے۔ اوور" — ڈک نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر! — ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کو مارک کر لیا ہو۔ اور وہ لوگ آپ کی بھی نگرانی کر رہے ہوں۔ اور

ان کا کوئی اور بھی ساتھی ہو۔ جسے آپ مارک نہ کر سکے ہوں۔ میرا مطلب ہے کہ اگر ایچ سکس گروپ کے بعد ہم بھی آپ کے ساتھ رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اوور" ـــــ گارنر نے کہا۔

"تم مجھے کیا سمجھتے ہو احمق کے بچے! ـــــ جو مجھے سبق پڑھا رہے ہو ـــــ نانسنس! ـــــ آئندہ اگر ایسی بات تمہاری زبان سے نکلی تو کھال کھنچوا دوں گا۔ اوور" ـــــ ڈک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر! ـــــ میں تو ویسے ہی ـــــ ویری سوری سر اوور" ـــــ گارنر نے بری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو میں نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل ہونی چاہئے بس۔ اوور اینڈ آل" ـــــ ڈک نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر مائیک کا بٹن آف کر کے اس نے مائیک واپس اپنی جگہ پہنچا دیا۔ اب اس کی نظریں ویگن اور اس کی نگرانی کرنے والی کاروں پر مرکوز تھیں۔

ویگن اور اس کے آگے پیچھے دوڑتی ہوئی کاریں اب رنگٹن روڈ کی طرف جانے والے چوراہے پر پہنچ چکی تھیں۔ اور پھر ویگن رنگٹن روڈ کی طرف مڑ گئی۔ اور ڈک نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اسے اب یقین سا ہو گیا تھا کہ یہ تعاقب اور نگرانی کرنے والی کاریں لازماً سیکرٹ سروس کی ہیں اور انہوں نے اس کے آدمیوں کو ٹریپ کرنے کے لئے یہ جال بچھایا ہے۔ لیکن اب وہ خود اس جال میں پھنس رہے تھے۔ وہ چاہتا تو گارنر کو کہہ کر ان سب کاروں کو میزائل فائرنگ سے یہیں روڈ پر ہی تباہ کرا سکتا تھا۔

لیکن اب اس نے یہ بلی چوہے والا کھیل ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ ان چاروں کو علیحدہ علیحدہ سنٹر میں پہنچا کر وہ پھر ان سے علیحدہ علیحدہ پوچھ گچھ کرے گا۔ اور پھر ان کی دی ہوئی اطلاعات کے مطابق وہ پوری قوت سے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر کے اس تنظیم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیگا کیونکہ کھنڈرات والے اڈے کے سامنے آنے کے بعد اب یہ کارروائی اس کے لئے انتہائی ناگزیر ہو گئی تھی۔ عورتوں کی لاشوں کے ذریعے منشیات کی سمگلنگ کا دھندہ تو اس کے لئے ایک ثانوی حیثیت رکھتا تھا۔ اصل پراجیکٹ تو بی۔ ون تھا اور اس میں سپیشل مال تیار ہو رہا تھا۔ وہ اس کو کسی صورت میں بھی کسی کے سامنے نہ لانا چاہتا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمران ۔ ٹائیگر کے تعاقب میں بڑے محتاط انداز میں چل رہا تھا۔ جولیا۔ نعمانی اور خاور علیحدہ علیحدہ کاروں میں اس ویگن کا تعاقب کر رہے تھے جسے ٹائیگر چلا رہا تھا۔

ہسپتال سے نکلنے کے بعد کافی دیر تک تو اسے کوئی مشکوک چیز نظر نہ آئی ۔ لیکن پھر اچانک سفید رنگ کی ایک بڑی کار کی طرف اس کی توجہ مبذول ہو گئی۔ سفید رنگ کی یہ کار جسے ایک مقامی آدمی چلا رہا تھا کافی دیر سے انہی سڑکوں پر چکرا رہی تھی جن پر ٹائیگر چل رہا تھا۔ لیکن سفید رنگ کی یہ کار ویگن کے تعاقب میں بہرحال نہ تھی۔ کیونکہ کئی بار سفید رنگ کی یہ کار مختلف سڑکوں پر گھوم گئی اور کافی دیر تک نظر نہ آتی ۔ لیکن پھر اچانک نظر آجاتی۔ لیکن وہ گذر جاتی۔ آہستہ کہیں نہ ہوتی تھی۔

عمران نے ویگن کے تعاقب کے لئے اس بار نیا طریقہ اختیار کیا

تھا۔ اس نے ویگن کے قریب سے گذرتے ہوئے اس کے نچلے میر کے نیچے ایروفلیکس چسپاں کر دیا تھا اور خود وہ ایک زیر تعمیر عمارت کی سائیڈ میں رک کر ایروفلیکس کے آپریٹس کو ایک چھوٹی سی سکرین پر دیکھ رہا تھا۔ یہ ایروفلیکس خاصی طاقتور رینج کا تھا اور اس کا سکریننگ دائرہ عمل چار مربع میل تک پھیلا ہوا تھا۔ اس طرح ویگن کے چاروں طرف چار مربع میل میں پھیلی ہوئی ہر چیز اُسے یہاں سکرین پر نظر آسکتی تھی۔ جب کہ اس کی ریز رینج کا دائرہ دس میل تک تھا۔ یعنی ویگن عمران کی کار سے دس میل کے اندر رہے گی تو وہ سکرین پہ ایروفلیکس کو چیک کر سکے گا۔ دس میل سے باہر سکرین کام نہ کر سکے گی۔

عمران اپنی کار میں بڑے اطمینان سے بیٹھا ویگن اور اس کے گرد موجود تمام کاروں اور دیگر ٹریفک کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ترقی یافتہ ممالک میں کمپیوٹر ٹریفک کنٹرول ٹاور پہ بیٹھے ٹریفک کو چیک کرتے رہتے ہیں۔

عمران نے سفید کار کے متعلق مشکوک ہوتے ہی اس پر پوری توجہ مرکوز کر دی اور تھوڑی دیر بعد وہ اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ یہ سفید کار واقعی ویگن کے پیچھے تھی۔ لیکن کار چلانے والا آدمی اس قدر مہارت اور احتیاط سے نگرانی کر رہا تھا کہ اسے آسانی سے مارک نہ کیا جا سکتا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ اور پھر جیسے ہی ویگن رنگیشن روڈ پر آئی۔ وہ یکلخت چونک پڑا۔ اس نے سرخ رنگ کی ایک کار کو ویگن کے قریب سے گذرتے ہوئے اس کے ڈرائیور کو پنسل نما چیز

سے کوئی چھوٹا سا کیپسول ویگن کے اندر پھینکتے دیکھا۔ کیپسول بالکل چھوٹا سا تھا اور وہ ویگن کے اندر گرا۔ لیکن ٹائیگر کو اس کا احساس بھی نہ ہوا۔ کیونکہ وہ بالکل نہ چونکا تھا۔ اور اگر عمران کی بھی پوری توجہ اس وقت اتفاق سے نہ ہوتی تو اُسے بھی معلوم نہ ہوتا۔

ویگن اسی طرح چلی جا رہی تھی۔ عمران کی نظریں اب اس سرخ کار پر جم گئیں اور پھر وہ اس بار بُری طرح چونکا جب اسی سرخ کار سے اسی قسم کا کیپسول جولیا کی کار میں پھینکے جاتے ہوئے دیکھا۔

"یہ کیا چکر ہو گا ۔۔۔ کیا کوئی بم ہے ۔۔۔ ؟ اس کا مطلب ہے کہ جولیا ان کی نظروں میں ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے نعمانی اور خاور کی کاروں میں بھی اسی قسم کے کیپسول پھینکے گئے۔ اور اس کے بعد سرخ رنگ کی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران خاموش بیٹھا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ کاریں اسی طرح آگے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔ ٹائیگر اطمینان سے ویگن چلا رہا تھا۔ ان کیپسولوں کا کوئی ردعمل بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے عمران حیران تھا کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے کہ اچانک اس نے ویگن کو تیزی سے ایک سائیڈ میں رکتے ہوئے دیکھا۔ ٹائیگر نے اُسے سائیڈ پر کر کے روک دیا تھا۔ سکرین پر ٹائیگر صاف نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور پھر اس نے سٹیرنگ پر ہی سر ٹیک دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو اُسے بیہوش کیا گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے چونکتے

ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے جولیا۔ نعمانی اور خاور کی کاروں کو بھی یکے بعد دیگرے اسی طرح سائیڈ میں رکتے اور ان تینوں کو بھی سٹیرنگ پر سر رکھتے ہوئے دیکھا۔ اور ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے کہ اس نے سفید رنگ کی کار کو ویگن کی سائیڈ میں رکتے دیکھا۔ دوسرے لمحے کار میں سے وہ مقامی آدمی باہر نکلا اور اس نے جلدی سے ویگن کا دروازہ کھولا اور سٹیرنگ پر سر رکھے ٹائیگر کو گھسیٹ کر اس نے انتہائی پھرتی سے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر دھکیل دیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ دوبارہ سٹیرنگ پر بیٹھا اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے اس نے اسی سفید کار کو جولیا کی کار کے قریب رکتے دیکھا اور پھر ٹائیگر کی طرح جولیا بھی کار میں منتقل کر دی گئی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے خاور اور نعمانی بھی اس سفید کار میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے وہی سرخ رنگ کی کار، ویگن کے قریب رکی اور پھر اس میں سے ایک آدمی اتر کر ویگن میں سوار ہوا اور ویگن تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ سرخ رنگ کی کار اس کے آگے آگے تھی۔

عمران نے اب پوری توجہ سفید رنگ کی کار پر مرکوز کر دی۔ اُسے خطرہ صرف یہ تھا کہ ویگن مخالف سمت میں چلی گئی تو پھر سکرین آؤٹ ہو جائے گی۔ اور سفید رنگ کی کار جس جگہ موجود تھی۔ عمران فوراً وہاں نہ پہنچ سکتا تھا۔ عمران کے پہنچنے تک ظاہر ہے سفید رنگ کی

کار وہاں سے کہیں آگے نکل جاتی۔ اس لئے عمران اب یہی دعا کر رہا تھا کہ سفید رنگ کی کار ویگن کی سکریننگ لائن کے اندر رہے تا کہ جب وہ کسی ٹھکانے پر پہنچے تب ہی وہ یہاں سے ہلے۔

تھوڑی دیر بعد جب سفید رنگ کی کار حسن کالونی میں داخل ہوئی تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ یہ رہائشی کالونی تھی اور ظاہر ہے سفید رنگ کی کار کا اس کالونی میں داخل ہونا یہی ثابت کرتا تھا کہ کار والے کا ٹھکانہ اسی کالونی کی کسی عمارت میں ہے۔ سفید کار والا گو مقامی تھا لیکن اس کی چال ڈھال اور قد و قامت سے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ ڈاگ مین کا چیف باس ڈک ہے۔ وہ لازماً میک اپ میں تھا۔

اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق سفید رنگ کی کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر رکی۔ اور گیٹ کھلنے کے بعد کار اندر داخل ہو گئی۔ عمران نے ایک نظر اس کوٹھی کو غور سے دیکھا۔ اس کے بعد ایرو فلیکس سکرین آف کر کے اس نے سائیڈ سیٹ پر رکھی اور کار کو باہر سڑک پر لے آیا۔ اب وہ آسانی سے اس کوٹھی میں پہنچ سکتا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے تھوڑی دیر بعد عمران کی کار بھی حسن کالونی میں داخل ہوئی اور عمران نے اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر اپنی کار روکی اور پھر کار سے باہر آ گیا۔

سڑک کراس کر کے وہ ایک گلی میں داخل ہوا اور خاصا لمبا چکر کاٹ کر وہ اس سفید کار والی کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔ کوٹھی

جدید طرز کی تھی۔ اس لئے اس کی عقبی دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی، عمران نے ادھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے ایک لمبی چھلانگ کی مدد سے وہ عقبی دیوار کراس کرتا ہوا پائیں باغ میں جا گرا۔ چند لمحے وہ باڑ کے پیچھے چھپا کودنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے دھماکے کا ردعمل دیکھتا رہا۔ لیکن جب کوئی ردعمل نہ ہوا تو وہ باڑ کے پیچھے سے نکلا اور کوٹ کی جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر وہ اصل عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا اس کے سامنے کے رُخ کی طرف بڑھتا گیا۔

کوٹھی میں خاموشی ایسے طاری تھی جیسے وہاں کوئی آدمی وغیرہ موجود نہ ہو۔ لیکن جیسے ہی عمران سامنے کے رُخ کے قریب پہنچا اس نے کسی کے قدموں کی آواز سنی تو وہ محتاط ہو کر دیوار کے ساتھ چمٹ گیا۔ چلنے والا بڑے اطمینان سے ٹہل رہا تھا۔ عمران اور آگے کی طرف کھسکا اور پھر اس نے سر باہر نکال کر سامنے کے رُخ کا جائزہ لیا تو وہ یکلخت بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ پورچ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس میں سفید رنگ کی کار موجود نہ تھی۔ عمران نے جلدی سے ادھر اُدھر دیکھا کہ شاید اسے کسی گیراج میں کھڑا کیا گیا ہو۔ لیکن وہاں کوئی گیراج وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا۔ قدموں کی آواز درمیانی برآمدے میں سے آ رہی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ آگے کی طرف کھسکتا گیا اور پھر جب وہ برآمدے کے قریب پہنچا تو اس نے ایک نوجوان کو ہاتھوں میں مشین گن اٹھائے برآمدے میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ اسی وقت نوجوان

مڑا اور اب اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران پنجوں پر چلتا ہوا آگے بڑھا۔ لیکن وہ نوجوان شاید ضرورت سے زیادہ ہی حساس تھا اُسے عمران کی آہٹ محسوس ہوئی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اور اسی لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا اور نوجوان کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر دُور جا گری اور وہ بُری طرح چیختا ہوا ہاتھ کو جھٹکنے لگا۔

"خبردار! ــــ اگر حرکت کی تو دوسری گولی دل میں گھس جائے گی" ــــ عمران نے آگے بڑھ کر غراتے ہوئے کہا اور نوجوان نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر شدید تکلیف کے آثار تھے۔

"وہ سفید کار کہاں ہے" ــــ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر ریوالور کی نال رکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ب ــــ ب ــــ باس کی کار ــــ وہ تو چلے گئے ہیں۔ ایک بیہوش آدمی کو ڈراپ کرنے" ــــ نوجوان نے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔

"ایک آدمی کو ــــ باقی" ــــ؟ عمران بُری طرح چونک پڑا۔ اس کے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ڈک اس طرح کرے گا۔

"ب ــــ ب ــــ باقی کا مجھے علم نہیں ــــ باس یہاں آئے۔ انہوں نے کار میں سے ایک آدمی کو اتار کر اندر کمرے میں لٹایا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس کا خیال رکھوں ــــ اور خود وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے" ــــ نوجوان نے جواب دیا۔ وہ شاید اس دھندے میں بالکل ہی کچا تھا اس لئے ایک ہی دھمکی میں سب کچھ بتاتے

چلا جا رہا تھا۔

"وہ کہاں گیا ہے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم" ــــ نوجوان نے کہا۔

"ایمر جنسی کی صورت میں تم کیا کرتے ہو ــــ صحیح بتاؤ ورنہ" ــــ عمران نے ریوالور کی نال کو اور زور سے دباتے ہوئے کہا۔

"صحیح بتا رہا ہوں ــــ مجھے مت مارو ــــ میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ــــ آج پہلی بار باس آئے ہیں۔ میں گذشتہ تین ماہ سے یہاں اکیلا رہ رہا ہوں" ــــ نوجوان نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا نام ہے تمہارا ــــ اور ڈاگ مین میں تمہاری کیا حیثیت ہے" عمران نے پوچھا۔

"م ــــ میرا نام آرک ہے اور میں صرف ایک ورکر ہوں" ــــ آرک نے جواب دیا۔

"اچھا اندر چلو جہاں وہ آدمی ہے" ــــ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے آرک نے یکلخت ہاتھ مار کر عمران کا ریوالور جھپٹنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا۔ گولی ٹھیک اس کے دل پر پڑی تھی۔ اس کا چہرہ مسخ ہوتا گیا اور آنکھیں پھیلتی گئیں۔ اور پھر وہ منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور چند لمحوں بعد ساکت ہوگیا۔

"احمق! ــــ خود ہی اپنی موت کو آواز دی" ــــ عمران نے

کہا اور تیزی سے عمارت کے اندر گھس گیا۔ سامنے ہی ایک کمرے کے درمیان اس نے فرش پر نعمانی کو پڑے ہوئے پایا۔ وہ بیہوش تھا۔

عمران ایک لمحہ تک نعمانی کو دیکھتا رہا، پھر ہونٹ کاٹتا ہوا واپس مڑا اور اس نے دوسرے کمروں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس کے ذہن میں جھونجال سا آیا ہوا تھا۔ آج واقعی وہ بُری طرح ڈاج کھا گیا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ڈک اس طرح ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ اڈوں پر اس کے ساتھیوں کو جھٹکے گا۔ ورنہ وہ ڈک کی واپسی کا انتظار کر لیتا۔ لیکن اب اسے ٹریس کرنا ایک مسئلہ بن گیا تھا۔

سارے کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ البتہ ایک کمرے میں اس آرک کا رہائشی سامان تھا۔ عمران نے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ میز کی دراز سے ایک ڈائری برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ آرک ڈائری لکھنے کا عادی تھا۔ اس میں اس کی ذاتی مصروفیات کی تفصیل لکھی ہوئی تھی۔ عمران سرسری نظروں سے دیکھتے ہوئے صفحے پلٹتا گیا اور پھر اچانک ایک صفحے پر وہ رک گیا۔ آرک نے اس میں ایک ٹیلیفون نمبر لکھا تھا۔ اور ساتھ لکھا تھا کہ باس بینی نے بتایا ہے کہ ٹاپ ایمرجنسی کی صورت میں اس نمبر پر آگر ٹی۔ ای کے الفاظ دوہرائے جائیں اور اپنا نام بتا دیا جائے تو چیف باس جہاں کہیں بھی ہو گا اس سے بات ہو سکے گی۔ عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

عمران نے جلدی سے اسی کمرے میں موجود ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کئے۔

"یس انکوائری" ——— چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس" ——— عمران نے لہجے کو بارعب اور بھاری بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— حکم سر" ——— انکوائری آپریٹر نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نمبر نوٹ کرو ——— اور بتاؤ کہ یہ نمبر کس کا ہے اور کس جگہ کا ہے"۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے آرک کی ڈائری میں درج نمبر دوہرا دیا۔

"ہولڈ آن کریں سر! ——— میں دیکھتا ہوں" ——— آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سر! ——— یہ نمبر الیگزینڈر کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں ہے جناب ڈاکٹر ریگلر کے نام ہے سر" ——— آپریٹر نے جواب دیا۔

"اچھی طرح چیک کر لیا ہے" ——— عمران نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر! ——— بالکل درست ہے سر" ——— آپریٹر نے جواب دیا

"او کے! ——— اب یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ ٹاپ سیکرٹ ہے" عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں سر!" ——— آپریٹر نے فوراً ہی کہا اور عمران نے کریڈل دبا کر یہ نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں تک گھنٹی بجتی رہی. پھر کسی نے رسیور اٹھالیا.

"ٹی۔ای۔ آرک سپیکنگ —— چیف باس سے بات کراؤ"
عمران نے آرک کے لہجے میں کہا.

"او۔کے! —— ہولڈ آن کرو" —— دوسری طرف سے کہا
گیا اور چند لمحے ہلکی ہلکی کھٹاک کھٹاک کی آوازیں رسیور پر ابھر
رہیں. پھر دور کہیں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی.

"ہیلو ٹی۔ای کالنگ چیف باس —— آرک از کالنگ"

"ٹی۔ای" —— دوسری طرف سے بولنے والے کی مدھم سی آواز
سنائی دی.

"ہولڈ آن کریں" —— ایک اور مدھم آواز سنائی دی اور پھر
دیر تک خاموشی کے بعد ڈک کی آواز رسیور پر ابھری.

"ہیلو —— کیا بات ہے" —— ؟ ڈک کے لہجے میں
درشتی تھی.

"سر! —— میں جاف بول رہا ہوں —— ٹی۔ای سنٹر سے آرک
کی کال آئی ہے" —— وہی آواز سنائی دی. لہجہ بیحد مودبانہ تھا.

"اوہ اچھا! —— بات کراؤ" —— ڈک نے چونکتے ہوئے
کہا اور پھر ہلکی سی کھٹاک کھٹاک کی آوازیں دوبارہ ابھریں اور پھر
جاف کی آواز سنائی دی.

"چیف باس سے بات کرو" —— جاف نے کہا اور پھر رسیور
پر ڈک کی آواز ابھری.

"ہیلو —— چیف باس اٹنڈنگ یو" —— ڈک کے لہجے میں

کا عنصر نمایاں تھا.

ں آرک بول رہا ہوں باس! —— آپ کے جانے کے بعد
نوجوان اندر داخل ہوا اور اس نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش
لین میں نے اسے گرالیا —— میں نے پوچھ گچھ کی تو اس نے
علی عمران بتایا ہے —— میں نے اور تشدد کیا تو اس نے
چیف باس اس کے آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں ـ
سے پوچھنے آیا ہے. کیونکہ ان آدمیوں کے پاس ایک ایسا
ن بھی چلا گیا ہے کہ اگر وہ چیف باس کے ہاتھ لگ گیا تو پاکیشیا
ارب روپے کا نقصان پہنچے گا —— میں نے معلوم کرلیا ہے
—— وہ جدید ترین دفاعی فارمولا ہے اور اسرائیل اسے اربوں
ے میں خریدنا چاہتا ہے —— میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں"
ن نے آرک کے لہجے میں کہا. گو اسے خود یقین نہ تھا کہ یہ بات
جیسے ٹھنڈے دماغ کے آدمی کو اپیل کرے گی یا نہیں. لیکن
ال اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی داؤ بھی نہ تھا.

دفاعی فارمولا اور علی عمران! —— کہاں ہے وہ اور کس حالت
ہے" —— ؟ ڈک نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور عمران
لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی ـ ڈک کے لہجے سے ہی وہ
گیا تھا کہ وہ اس کے اس بچگانہ قسم کے داؤ میں آگیا ہے ـ
ان کا چونکہ اصل مقصد دولت کمانا ہی ہوتا ہے اس لئے
انے جان بوجھ کر اربوں روپے اور اسرائیل کا حوالہ دیا تھا.

"سر! —— وہ بیہوش پڑا ہے" —— عمران نے کہا.

"ادھر کے ا ۔۔۔ میں کار بھیج رہا ہوں ۔۔۔ کوڈ دفاعی فارمولا
تم وہیں رکنا اور اس عمران اور اس آدمی کو جسے میں وہاں چھوڑ
تھا، کار والا لے آئے گا" ۔۔۔ ڈک نے کہا اور اس نے سا
ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے رسیور رکھا اور ایک کھلی الماری کی طرف بڑھ گیا جس
میں اسے ایک میک اَپ باکس رکھا ہوا نظر آ گیا۔ عمران نے میک اپ
باکس اٹھایا اور اسے باہر برآمدے کے ایک کونے میں رکھ کر وہ
تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد باہر کار کے ہارن کی آواز سنائی دی
عمران نے پھاٹک کھول دیا اور خود پھاٹک کے پٹ کی آڑ میں
ہو گیا۔ دوسرے لمحے وہی سفید رنگ کی کار اندر داخل ہوئی اور
سیدھی پورچ کی طرف بڑھ گئی۔

عمران نے پھاٹک بند کیا اور پھر تیزی سے برآمدے کی طرف
بڑھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھر رہا تھا اور اس نے جان بوجھ کر منہ کر
سائیڈ پر کر لیا تھا۔

اسی لمحے کار میں سے ایک نوجوان باہر نکلا اور عمران نے اس
پر چھلانگ لگا دی۔ اور وہ اسے اپنے ساتھ لئے برآمدے میں جا گرا
نوجوان نے تیزی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن
عمران نے پوری قوت سے اچھل کر اس کی پشت پر دونوں گھٹنے
جوڑ کر مارے تو نوجوان چیختا ہوا یکلخت ساکت ہو گیا۔ اور عمران
اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے تیزی سے نوجوان کو پلٹ دیا۔ نوجوان کی ہتھیانا

...ید کی ہڈی بے کار ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ حرکت کرنے سے
...ندر ہو گیا تھا۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم کون ہو ۔۔۔ آر کہاں ہے" ۔۔۔ ؟
...وان نے ہکلاتے ہوئے کہا اور عمران اس کی آواز پہچان گیا کہ یہ
...ی آدمی ہے جس نے پہلے جافٹ کی کال اٹینڈ کی تھی۔
تمہیں کار کے بیک مرر میں کچھ نظر نہ آیا تھا کہ تم مجھے چیک کر
...ے" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"م ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں نے دھیان نہیں دیا ۔۔۔ میرے تصور میں
...تھا کہ یہاں ایسا ہو سکتا ہے" ۔۔۔ نوجوان نے کراہتے
...ہوئے جواب دیا۔

"ہر جگہ سب کچھ ہو سکتا ہے ۔۔۔ اب میری آخری بات سن
۔۔۔ میرے پاس وقت نہیں ہے اس لئے میں دوسری بات
...نے سے پہلے گولی چلا دوں گا ۔۔۔ مجھے کار چاہئے تھی۔ وہ
...ل گئی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ریوالور کی نال کو اس
...رش پر پڑے ہوئے نوجوان کی دونوں آنکھوں کے درمیان
...تے ہوئے کہا۔

"...ک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ نوجوان کے چہرے پر انتہائی خوف
...تاثرات ابھر آئے۔

"تمہارا نام کیا ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"لارنس ۔۔۔ میرا نام لارنس ہے" ۔۔۔ نوجوان نے جلدی

"تم نے بیہوش آدمیوں کو کہاں لے جانا تھا ——— جواب
سے پہلے سن لو کہ میں نے جاف سے وہ ٹی۔ آئی سنٹر والا
بھی پوچھ لیا ہے ——— یہ سوال میں صرف ٹسٹ کے لئے
رہا ہوں ——— اگر تم نے غلط جواب دیا تو میں ٹریگر دبا دوں
عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"چ چ ——— چیف باس کے پاس ——— کوٹھی نمبر
تینتیس۔ گارڈن کالونی ——— چ چ ——— چیف باس وہیں
لارنس نے جواب دیا۔

"تمہارا چیف باس وہاں کیا کر رہا ہے ——— اور
آدمی ہیں" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"چ چ ——— چیف باس کسی لڑکی کو لے آیا تھا ———
لڑکی سے پوچھ گچھ کر رہا تھا کہ جاف کی کال آئی اور پھر
نے مجھے یہاں بھیجا کہ میں دو بیہوش آدمیوں کو وہاں
باس اور اس لڑکی کے علاوہ صرف میں تھا ——— میں
اکیلا رہتا ہوں" ——— لارنس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں
اور عمران نے یکلخت ٹریگر دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی لارنس
کی کھوپڑی کے پرخچے اُڑ گئے۔

عمران نے جلدی سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا اور
اس نے وہی لباس اپنے لباس کے اوپر پہنا اور برآمد
پڑا ہوا ڈبہ اٹھا کر اس نے لارنس کا میک اپ کرنا شروع کر
میک اپ سے فارغ ہو کر وہ کمرے کے اندر گیا اور پھر اس

اس بیہوش پڑے ہوئے نعمانی کو ہوش میں لانے کی کوششیں
شروع کر دیں۔ اور تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد وہ اسے ہوش
میں لانے میں کامیاب ہو گیا۔

"م ——— م ——— میں تو کار میں تھا" ——— نعمانی نے آنکھیں کھولتے
ہی حیرت سے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم اس کمرے کو ہی کار سمجھ لو ——— لیکن یہ کار بے کار ہے۔
کیونکہ یہ چل نہیں سکتی ——— اس لئے مجبوری ہے۔ اپنی ٹانگیں ہی
استعمال کرنی پڑیں گی" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! ——— ہوا کیا" ——— ؟ نعمانی نے اُٹھ کر
اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بعد میں بتاؤں گا ——— فی الحال تم باہر چلو ——— ابھی جولیا
، تنویر اور ٹائیگر خطرے میں ہیں" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا
اور پھر باہر کی طرف مڑ گیا۔

ڈک کے دل میں عجیب سی پریشانی نے گھر کر لیا تھا۔ وہ لارنس کو بھیجنے کے بعد مسلسل کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ کمرے کے درمیان جولیا ایک کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی بیٹھی تھی۔ وہ ہوش میں تھی ڈک نے باقی دو آدمیوں کو تو مختلف اڈوں پر اتار دیا تھا اور ان اڈے پر وہ جولیا کو آخر میں لے آیا تھا اور اس کا ارادہ یہی تھا وہ سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا آغاز جولیا سے ہی کرے گا۔ اور اس بار اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ جولیا پر تشدد کی انتہا کر دے گا۔ جولیا کو ہوش میں لانے سے پہلے اس نے اس کا میک اپ صاف کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اسے پہچان گیا تھا۔ جولیا چونکہ اسے کئی بار جل دے کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی تھی اس لئے اسے سب سے زیادہ غصہ بھی جولیا پر ہی تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوچھ گچھ کا آغاز کرتا۔ لارنس نے اسے

ائی سنٹر کی طرف سے ٹاپ سیکرٹ کال آنے کی اطلاع دی اور ن اٹنڈ کرنے چلا گیا۔ وہاں اسے آرک نے علی عمران اور دفاعی ہولے کے متعلق بتایا تو اس کا دماغ گھوم گیا۔ دفاعی فارمولا کو اس ن کی چیز نہ تھی لیکن اتنا وہ جانتا تھا کہ اسرائیل اور پاکیشیا کے درمیان انی دشمنی موجود ہے۔ اس لئے اگر واقعی ایسا فارمولا اس کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اسرائیلی حکومت سے لمبی رقم وصول کر سکتا ہے۔ ئیلی حکومت میں اس کے دوست موجود تھے جن کے ذریعے وہ فارمولا اچھی رقم پر آسانی سے فروخت کر سکتا تھا اور پھر اگر عمران سی طرح قابو آجاتا تو پھر اس کے لئے اس سے زیادہ خوش قسمتی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس نے فوراً ہی لارنس کو کال دے کر انہیں لانے کے لئے بھیج دیا۔ لیکن لارنس کے جانے کے بعد اس کے ذہن میں نئے اندیشے ابھرنے لگے اول تو علی عمران جیسے شخص کا آرک جیسے معمولی آدمی کے ہاتھوں ہٹ ہو جانا۔ اور پھر اسے تفصیلات بھی بتا دینا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس فارمولے کا چکر۔ اب یہ ساری باتیں اسے انتہائی بیگانہ سی لگ رہی تھیں۔ اور اسے حیرت ہو رہی تھی کہ آخر اس نے پہلے ان باتوں کے متعلق کیوں نہ سوچا۔

"یہ ضرور کوئی چکر ہے۔ مجھے محتاط رہنا چاہئے"۔ ڈک نے آخر کار فیصلہ کن انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔ جو کرسی پر خاموش بیٹھی ڈک کو اس طرح ٹہلتا دیکھ رہی تھی۔

"تم میرے ہاتھوں سے کئی بار بچ چکی ہو ـــــ لیکن آج میں تمہارا ایسا عبرت ناک حشر کروں گا کہ تم تصور بھی نہ کر سکو گی ـــــ" ڈک نے جولیا کے قریب جاتے ہوئے کہا۔ اور یکلخت اس کا ہاتھ فضا میں گھوما اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ بھرپور تھپڑ جولیا کے گال پر پڑا۔ اور نہ صرف جولیا کا سر گھوم گیا اور گال پر انگلیوں کے نشان ابھر آئے بلکہ اس کے منہ سے خون کی ہلکی سی لکیر بھی بہہ نکلی۔

"تم کیسے مرد ہو کہ ایک عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہو ـــــ اور وہ بھی بندھی ہوئی پر ـــــ لعنت ہے تمہاری مردانگی پر" ـــــ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ہوں! ـــــ میرے لئے تمہاری یہ باتیں بے کار ہیں ـــــ پلیا اس طرح غصے میں تمہیں آتا ـــــ بہرحال فی الحال تو میں تمہیں صرف بیہوش کر رہا ہوں ـــــ باقی کام بعد میں کروں گا" ـــــ ڈک نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ جولیا کی گردن پر جم گئے اور اس نے پوری قوت سے اس کا گلا دبانا شروع کر دیا۔

جولیا کا چہرہ بری طرح مسخ ہوتا گیا۔ آنکھیں پھیلتی گئیں اور اس کا بندھا ہوا جسم بھی تڑپنے لگا۔ لیکن ڈک کی گرفت مسلسل سخت ہوتی گئی اور پھر جولیا کے ذہن پر اندھیروں نے قبضہ کر لیا اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

ڈک نے ہاتھ ہٹائے تو جولیا کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی ڈک ایک لمحے تک اسے دیکھتا رہا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ واقعی جولیا بیہوش ہو چکی ہے تو اس نے جلدی سے اس کے جسم کے گرد

بندھی ہوئی رسیاں کھولیں اور اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے اس بڑے کمرے سے نکل کر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے کے آخری کونے میں جا کر اس نے دیوار پر لٹکی ہوئی ایک تصویر کو ہٹایا تو فرش ایک سائیڈ سے ہٹ گیا۔ اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔ ڈک جولیا کو اٹھائے تیزی سے سیڑھیاں اترتا گیا۔ جب اس نے ساتویں سیڑھی پر قدم رکھا تو اوپر فرش خود بخود برابر ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سیڑھیوں کی سائیڈ دیوار سے ہلکی سی روشنی پھوٹ پڑی۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک سرنگ تھی جو خاصی دور تک چلی گئی تھی۔ ڈک اس سرنگ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ سرنگ کے اختتام پر ٹھوس دیوار تھی۔

ڈک نے جلدی سے ایک سائیڈ پر پیر مارا تو دیوار ہٹ گئی۔ اور پہلے کی طرح سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دیں اور پھر سیڑھیاں کراس کر کے وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ پہلے والی عمارت کے بالکل عقب میں دوسری طرف عمارت تھی۔ یہ عمارت دو منزلہ تھی۔ ڈک جیسے ہی وہاں پہنچا۔ ایک مشین گن بردار نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا۔

"رائٹ! ـــــ اس لڑکی کو اچھی طرح رسیوں سے باندھ دو۔ میں اوپر جا رہا ہوں ـــــ اس کا خیال رکھنا۔ یہ فرار نہ ہو جائے"۔ ڈک نے جولیا کو کاندھے سے ہٹا کر نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا وہ برآمدے میں پہنچا اور اوپر جانے

والی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا دوسری منزل کے ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے جلدی سے ایک دیوار میں لگی ہوئی الماری کھولی اور اس میں سے ایک بڑی سی مشین نکال کر کمرے میں موجود میز پر رکھی۔ اس کی سائیڈ پر لگا ہوا انٹینا اس نے کھینچ کر اونچا کیا اور پھر میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر اس نے جلدی سے اس کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

مشین کے اوپر والے حصے میں چار چھوٹی چھوٹی سکرینیں تھیں جو بٹن دبتے ہی روشن ہو گئیں۔ اور اس میں مختلف کمروں کے مناظر نظر آنے لگے۔ ایک سکرین پر بیرونی منظر تھا۔ برآمدہ۔ لان اور بیرونی پھاٹک نظر آ رہا تھا۔

ڈک نے جلدی سے اس میں سے ایک تار کھینچی اور اس کا سرا دیوار میں لگے ہوئے بجلی کے پلگ میں لگا دیا اور پھر اٹھ کر الماری میں سے اس نے ایک بڑا سا ڈبہ اٹھایا اور اسے لا کر میز پر رکھا۔ اس ڈبے میں چھوٹے چھوٹے میزائل ترتیب سے رکھے ہوئے تھے جن پر سرخ رنگ سے ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ ڈک نے مشین کا ایک خانہ کھولا اور ڈبے میں سے میزائل نکال کر اس خانے میں ڈالنے شروع کر دیئے۔ چار میزائل ڈالنے کے بعد اس نے خانہ بند کر دیا۔ اور پھر ایک بٹن دبایا تو مشین کے عقبی حصے سے سر کی تیز آواز کے ساتھ ایک چوڑی سی نال نکل کر سامنے والی دیوار کے ایک مخصوص حصے میں فٹ ہو گئی۔ ڈک نے ایک اور بٹن دبایا تو مشین کے کونے پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور ڈک نے اطمینان

کی ایک طویل سانس لی اور پھر اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس میں لان اور پھاٹک نظر آ رہا تھا۔ پھاٹک آدھا کھلا ہوا تھا اور پھر اچانک وہ چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ اس نے پھاٹک کھلتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تو لارنس ہے" ۔۔۔ ڈک نے چونکتے ہوئے کہا کیونکہ سفید کار پھاٹک کے سامنے کھڑی تھی اور لارنس کار سے نیچے اتر کر پھاٹک کھول رہا تھا۔ پھر لارنس دوبارہ کار میں سوار ہوا اور پھر کار تیزی سے اندر داخل ہوئی اور پورچ میں آ کر رک گئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرا شک غلط تھا" ۔۔۔ ڈک نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ لارنس کار سے نکل کر حیرت بھرے انداز میں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے دیکھنے کا یہی انداز ڈک کو چونکا گیا کیونکہ لارنس تو کافی عرصے سے یہاں رہتا تھا اس لئے اس کا حیرت بھرے انداز میں دیکھنا ڈک کو مشکوک لگا تھا۔ پھر لارنس برآمدے میں آیا اور اندرونی کمرے میں داخل ہو گیا۔ اب وہ دوسری سکرین پر نظر آ رہا تھا۔ یہ وہ کمرہ تھا جس میں وہ اور جولیا پہلے موجود تھے۔ کرسی اور اس کے ساتھ پڑی رسیاں دیکھ کر لارنس چند لمحے کھڑا ہونٹ چباتا رہا۔ پھر واپس مڑ گیا۔ اب وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا اور اس نے اس طرح سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ اب ڈک کو یقین ہو گیا کہ لارنس نظر آنے والا کسی بھی صورت میں لارنس نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔ لارنس سارے کمرے دیکھ کر واپس برآمدے میں آیا اور پھر کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور اس بار ڈک

کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ اُبھر آئی۔ کیونکہ کار میں سے جو آدمی باہر نکلا تھا وہ وہی تھا جسے وہ آرک کے پاس بیہوشی کی حالت میں چھوڑ آیا تھا۔

"ہوں ـــــ تو یہ چکر ہے ـــــ مگر یہ لارنس کے میک اپ میں کون ہو سکتا ہے ـــــ؟ کیا یہ علی عمران ہے ـــــ؟ لیکن علی عمران تو بی۔ ون میں ختم ہو گیا تھا ـــــ اور اگر وہ مرا نہیں ہوگا تو اتنی جلدی اس طرح ٹھیک تھی نہیں ہو سکتا ـــــ پھر یہ کون ہے" ـــــ ڈک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر مشین کے مختلف بٹن دبانے لگا۔

چند لمحوں بعد مشین میں سے پہلے تو سیٹی کی سی آواز نکلی۔ اور پھر ایک انسانی آواز اس پر غالب آگئی۔

"عمران صاحب! ـــــ یہ فرار کیسے ہو گیا ـــــ؟ اس کو کیسے شک پڑ گیا ـــــ؟"

"حیرت ہے! ـــــ اس قدر محتاط آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا" ـــــ دوسرے لمحے عمران کی آواز سنائی دی اور ڈک بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہوں! ـــــ تو تم ٹھیک ٹھاک میرے سامنے کھڑے ہو عمران! لیکن اب تم نہیں بچ سکتے کسی صورت بھی ـــــ ایرو میزائل تمہارے جسموں کے پرخچے اڑا دے گا" ـــــ ڈک نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مشین پر لگی ہوئی ایک ناب گھمانے لگا۔ اور اس کے بعد اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک سرخ رنگ کے بٹن پر انگلی رکھی اور دوسرے

لمحے انگلی کے دباؤ سے بٹن پریس ہو گیا۔ مشین سے تیز سیٹی کی آواز برآمد ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سکرین تاریک ہو گئی جس پر عمران اور اس کا ساتھی نظر آ رہے تھے۔ پھر ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ یہ دھماکہ اس قدر خوفناک تھا کہ ڈک والے کمرے کی کھڑکیوں کے شیشے بھی زوردار آوازوں سے ٹوٹ گئے۔ ڈک کی نظریں اب دوسری سکرینوں پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن کسی بھی سکرین پر عمران یا اس کا ساتھی نظر نہ آئے تو اس نے ایک زوردار فاتحانہ قہقہہ لگایا اور مشین کے مختلف بٹن آف کرنے لگا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی کو بہر حال اب یقینی طور پر ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

مشین آف کر کے وہ جیسے ہی مڑا۔ دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے شدید حیرت کے تاثرات جھلکنے لگے۔ جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

جولیا کی اچانک ایک جھٹکے سے آنکھیں کھلیں تو ایک لمحے کے
لئے اُسے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کہاں ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ جب اس کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اس نے فوراً سر جھکا کر دیکھا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے جسم کے گرد رسیاں باندھی جا رہی تھیں۔ باندھنے والا اس وقت کرسی کی پشت کی طرف تھا اور یہ اس رسی کا جھٹکا ہی تھا جس نے اس کے شعور کو بیدار کر دیا تھا۔ اس کی ٹانگیں باندھی جا چکی تھیں اور اب پیٹ پر رسی باندھی جا رہی تھی جب کہ اس کے بازو فی الحال آزاد تھے۔ اسی لمحے اُسے باندھنے والا رسی لئے گھوم کر اس کے سامنے آیا اور جولیا نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن پلکوں کی جھری سے وہ اس آدمی کو دیکھ رہی تھی۔ دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے بلند ہوتے اور اُسے باندھنے والا

پیٹ بھینچتا ہوا ایک زوردار جھٹکے سے جولیا کے اوپر گرا۔ اس کے اس طرح گرنے سے جولیا کی کرسی ڈولی اور پھر جولیا کرسی سمیت پشت کے بل فرش پر گر گئی اور وہ آدمی اس کے اوپر گر گیا۔ جولیا کے دونوں ہاتھ اس کے جسم کے گرد لپٹے ہوئے تھے۔ نیچے گرتے ہی جولیا نے یکلخت پوری قوت سے اپنے اوپر والے جسم کو آگے کی طرف کرتے ہوئے اس کی ناک پر زوردار ٹکر رسید کر دی۔ اور نوجوان کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے بُری طرح تڑپ کر جولیا کی گرفت سے نکلنا چاہا۔ لیکن جولیا نے بازوؤں کو اپنی طرف جھٹکا دیتے ہوئے دوسری ٹکر جما دی۔ یہ ٹکر پہلے سے زیادہ زوردار ثابت ہوئی۔ اور نوجوان کا جسم یکلخت جولیا کے بازوؤں میں ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون بہہ نکلا تھا۔

جولیا نے یکلخت پٹخنی کھائی اور اب وہ نوجوان نیچے تھا جب کہ جولیا پلٹ کر کرسی سمیت اس کے اوپر آ گئی تھی۔ لیکن نوجوان واقعی بیہوش ہو چکا تھا۔ چند لمحے جولیا اس کا جائزہ لیتی رہی پھر وہ کرسی سمیت سائیڈ پر گری اور اس نے جلدی سے اپنی ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ چونکہ رسیاں ابھی پوری طرح باندھی نہ گئی تھیں اس لئے وہ ویسے ہی کافی سے زیادہ ڈھیلی پڑ چکی تھیں۔ جولیا چند لمحوں میں رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ رسیوں کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی وہ اچھل کر کھڑی ہوئی اور پھر تیزی سے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن کی طرف لپکی۔ مشین گن اٹھا کر وہ واپس مڑی اور اس نے اُسے نال سے پکڑ کر پوری قوت سے

اس کا دستہ فرش پر بیہوش پڑے ہوئے نوجوان کی کھوپڑی پر رسید کر دیا۔ چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی نوجوان کا جسم یکلخت بُری طرح تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ پوری قوت سے لگائی گئی ایک ہی ضرب نے اس کی کھوپڑی توڑ کر بھیجہ باہر نکال دیا تھا۔ جولیا نے دستے کو نوجوان کے لباس سے صاف کیا اور پھر مشین گن اٹھائے وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اب تک کسی اور نے مداخلت نہ کی تھی۔

جولیا ابھی دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ اسے کچھ فاصلے پر ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ یہ دھماکہ اس قدر زوردار تھا کہ جولیا نے بے اختیار لڑکھڑا کر دروازے کی چوکھٹ کو پکڑ لیا۔ ورنہ شاید وہ منہ کے بل نیچے گرتی۔ مشین گن بھی اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے گری تھی۔ لیکن اس کے گرنے کا دھماکہ اس بڑے دھماکے کی بازگشت میں دب کر رہ گیا۔

دھماکے کے فوری اثرات ختم ہوتے ہی جولیا نے سنبھل کر دوبارہ مشین گن اٹھائی اور تیزی سے دروازہ پار کیا۔ اسی لمحے اسے اوپر والے کمرے سے ڈک کا فاتحانہ قہقہہ گونجتا ہوا سنائی دیا۔ تو وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکی اور پھر سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اوپر والے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔

جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچی۔ اس نے سامنے ایک بڑی مشین پر ڈک کو جھکا ہوا دیکھا۔ ڈک کی پشت دروازے کی طرف تھی اور وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا۔ جولیا نے جلدی سے مشین گن سیدھی کی اور اسی لمحے ڈک نے دروازے کی طرف رُخ موڑا تو اس کی آنکھیں

سامنے کھڑی جولیا کو دیکھ کر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تت — تت — تم —" ڈک نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ دھماکہ تم نے کیا ہے ڈک" — ؟ جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! — اس دھماکے کی بات کر رہی ہو۔ جو ابھی ہوا ہے — ہاں! — میں نے کیا ہے" — ڈک نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں! — کس کا خاتمہ کیا ہے تم نے" — ؟ جولیا کا لہجہ اسی طرح بے حد سنجیدہ تھا۔

"کسی کا نہیں — بس اپنا ہی ایک سنٹر اڑایا ہے — دیکھو! مشین گن پھینک دو — تم میرے اڈے میں ہو۔ اس لئے تمہاری کوئی بھی حرکت تمہیں تباہ کر سکتی ہے" — ڈک نے کرسی کی پشت پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"تم جیسا آدمی خوامخواہ اپنا کوئی سنٹر تباہ نہیں کیا کرتا — اور پھر دھماکے کے بعد میں نے تمہارے حلق سے نکلنے والا فاتحانہ قہقہہ بھی سنا ہے — اور جہاں تک مشین گن پھینکنے کا تعلق ہے۔ تم اس بات کو بھول جاؤ — میں تمہاری ایک ایک رگ میں سینکڑوں گولیاں اتار دوں گی — تم لیڈیز کلر ہو تو تمہاری موت بھی کسی عورت کے ہاتھوں ہی ہونی چاہیئے — اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لو ورنہ" — جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ٹریگر پر انگلی رکھ

دی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اسی طرح یکلخت
کے ہاتھوں میں موجود کرسی اڑتی ہوئی سیدھی جولیا سے پوری قوت
سے ٹکرائی۔ اور جولیا کے حلق سے نہ صرف بے اختیار ایک زوردار
چیخ نکلی بلکہ وہ کرسی کی بھرپور ضرب کی وجہ سے اچھل کر پشت کے
بل سیڑھیوں پر گری اور پھر کسی شعبدہ باز کے کھلونے کی طرح مسلسل
قلابازیاں کھاتی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے لڑھکتی چلی گئی۔ مشین گن
اس کے ہاتھوں سے نکل کر پہلے ہی اڑتی ہوئی دور برآمدے میں
ایک دھماکے سے جا گری تھی۔ البتہ کرسی جولیا کے ساتھ ہی الٹتی
پلٹتی نیچے گر رہی تھی۔

ہونہہ! ۔۔ عورت مجھے مارے گی ۔۔ مجھے یعنی ڈک
ڈک نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں پھلانگنا شروع کر دیں۔

ابھی وہ چوتھی سیڑھی پر تھا کہ جولیا کرسی سمیت نیچے برآمدے میں
جا گری۔ ڈک نے چھلانگ لگا کر دو اور سیڑھیاں پھلانگی تھیں کہ گرتی
ہوئی جولیا کی دونوں ٹانگیں یکلخت ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھیں اور
اس کی ٹانگوں پر اسی لمحے گرنے والی کرسی یکلخت اس طرح واپس
سیڑھیوں کی طرف گئی جیسے دیوار سے ٹکرا کر گیند واپس جاتی ہے
ڈک جو اطمینان سے سیڑھیاں اترنے میں مصروف تھا بروقت
اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور کرسی پوری قوت سے اس کے سینے
سے جا ٹکرائی۔ اس وقت ڈک کے قدم ایک سیڑھی سے دوسری
سیڑھی کی طرف بڑھ رہے تھے اس لئے وہ اس ضرب سے جو نظام

...لکی تھی ۔۔ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چیختا ہوا سیڑھیوں پر گرا
...پھر اس نے اپنی طرف سے سنبھلنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن
...جولیا کی طرح ہی قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے برآمدے میں آ گرا۔ لیکن
...سکے اور جولیا کے گرنے میں اتنا فرق رہا کہ جولیا پہلے گری تھی
...رسی بعد میں اس پر آ گری تھی۔ لیکن اس بار کرسی پہلے فرش پر
...اور ڈک عین اس کے اوپر جا گرا۔ کرسی زوردار چرچراہٹ کی
...کے ساتھ ٹوٹ گئی اور ڈک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا
...ں رک رہا ہو۔ اس نے اپنے سر کو زوردار جھٹکے دے کر سانس
...ال کرنے کی کوشش کی۔ اس کا سانس تو بحال ہو گیا لیکن اس دوران
...یا جو اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھی اٹھ کر کھڑی ہونے میں
...یاب ہو گئی۔ جولیا کے سر سے خون بہہ رہا تھا اور اس کا ایک بازو
...پوری طرح حرکت نہ کر رہا تھا۔ اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ
...اس کے جسم کی ساری ہڈیاں چکنا چور ہو چکی ہوں۔ اس کے ذہن
...اندھیرے تربیت یافتہ گوریلوں کی طرح بار بار چھاپے مار رہے تھے
...ن وہ اپنی قوت ارادی کے بل پر ان اندھیروں سے لڑنے میں
...ایاب ہو گئی اور پھر جب وہ بے پناہ کوشش کے باوجود اٹھنے
...ناکامیاب ہو گئی تو اس کا حوصلہ یکلخت بحال ہو گیا کہ اس کی ہڈیاں
...یں ٹوٹیں۔ صرف درد کی شدت کی وجہ سے اسے ایسا احساس
...ہو رہا تھا۔ لیکن اٹھ کر کھڑے ہو جانے کے باوجود اس کا جسم ہلکے
...لرز رہا تھا۔ اس نے اپنی اس کمزوری پر بھی ایک لمحے میں قابو
...یا اور پھر تیزی سے اس طرف بڑھی جدھر مشین گن پڑی تھی۔ لیکن

ابھی اس نے مڑ کر ایک قدم ہی اٹھایا تھا کہ یکلخت ڈک کسی پرندے کی طرح فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے وہ جولیا کو ساتھ لئے سخت فرش پر جا گرا۔ اس بار جولیا منہ کے بل نیچے سخت فرش پر گری اور ڈک اس کے اوپر جیسے چھا سا گیا تھا۔

نیچے گرتے ہی ڈک نے دونوں ٹانگیں سمیٹ کر اس کی پشت پر گھٹنوں کی ضرب لگانی چاہی۔ لیکن اس داؤ کو استعمال کرنے کی وجہ سے وہ مار کھا گیا۔ چونکہ اس کا پچھلا جسم اوپر کو اٹھا تھا اس لئے جولیا نے یکلخت اپنے جسم کو اوپر اٹھا کر اسے اپنے سر کی دوسری طرف پلٹ دیا۔ اور ڈک ایک زوردار دھماکے سے پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اور جولیا اچھل کر اس کے اوپر گری۔ جولیا نے اس کی ناک پر ٹکر مارنی چاہی۔ لیکن ڈک بجلی کی سی تیزی سے پلٹ گیا اور جولیا اس کے اتنی تیزی سے پلٹ جانے کی وجہ سے پہلو کے بل ایک طرف جا گری اور پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

دونوں کے سانس تیز تیز چل رہے تھے اور مشین گن ان دونوں سے تھوڑے فاصلے پر ہی پڑی تھی۔ لیکن اب دونوں کی توجہ ہی اس طرف نہ تھی۔

"میں تمہیں عبرتناک موت ماروں گا" ——— ڈک نے بُری طرح دانت پیستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت جولیا پر چھلانگ لگا دی۔

جولیا بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں ہٹی لیکن ڈک بھی مارشل آرٹ

کا ماہر تھا۔ اس کا جسم فضا میں ہی پلٹ گیا اور وہ جولیا کو اپنے ساتھ لپکتا ہوا برآمدے کے ایک ستون کی طرف لے گیا۔ لیکن ستون کے قریب پہنچتے ہی جولیا سنبھل گئی اور اس نے بھی ڈک کی طرح بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو یکلخت موڑا اور دوسرے لمحے جولیا کی بجائے ڈک پوری قوت سے پشت کے بل ستون سے ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا نے اچھل کر دونوں گھٹنے اس کے پیٹ میں مارے اور وہ الٹی قلابازی کھا گئی۔ اس بار ڈک کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ پیٹ میں ضرب کھا کر بے اختیار آگے کی طرف جھکا۔ اتنی لمحے جولیا قلابازی کھا کر سیدھی ہو چکی تھی۔ ڈک کا جسم رکوع کے بل جھکتا چلا جا رہا تھا۔

جولیا نے سیدھے ہوتے ہی ڈک پر دوبارہ فلائنگ کک مارنی چاہی لیکن جیسے ہی جولیا کا جسم فضا میں اچھلا، ڈک یکلخت منہ کے بل بجلی جیسی تیزی سے گرا اور جولیا کے دونوں پیر ستون سے ٹکراتے اور اسی لمحے ڈک کسی سپرنگ کی طرح اوپر کو اچھلا اور اس نے جولیا کا فضا میں بلند ہوا جسم دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر یکلخت اسے اپنے سر سے بلند کیا اور پھر اسے گھما کر سر کے بل فرش پر مارنا چاہا۔ لیکن جولیا نے گھومتے ہوئے جسم کے ساتھ اچانک اپنی ٹانگیں سمیٹیں اور پھر جیسے ہی اس کا اوپر والا جسم فرش کی طرف جھکا۔ وہ دونوں ٹانگوں کو قینچی کی طرح ڈک کی گردن میں پیوست کرنے میں کامیاب ہو گئی اور جولیا کے دونوں ہاتھ جیسے ہی فرش سے لگے۔ اس نے اپنا جسم پوری قوت سے آگے کی طرف جھٹکا دیا اور ڈک کا جسم اس کی ٹانگوں

میں پھنسا ہوا یکلخت قلابازی کھا کر ایک زوردار دھماکے سے نچلی سیڑھی پر جا گرا۔ ڈک پشت کے بل سیڑھی سے ٹکرایا تھا اور جولیا کا جسم بھی پشت کے بل فرش سے جا لگا تھا۔ سیڑھی کا کنارہ ڈک کی ریڑھ کی ہڈی سے بھرپور انداز میں ٹکرایا تھا۔ اس لئے ڈک کے حلق سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور اس کا جسم بری طرح کانپنے لگا۔

جولیا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ ڈک اب سیڑھی کے کنارے سے لڑھک کر فرش پہ جا گرا تھا۔ اور اس کا جسم مسلسل تڑپ رہا تھا۔ وہ بار بار اپنے ہاتھوں کو دبا کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کا جسم اس کا ساتھ نہ دے رہا تھا۔ ڈک کا چہرہ تکلیف کی شدت سے اس قدر مسخ ہو چکا تھا کہ اس کی شکل ہی بگڑ گئی تھی۔

جولیا اس کی یہ حالت دیکھ کر یکلخت پلٹی اور پھر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن کی طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی پیشانی پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ چیختی ہوئی فرش پر گر گئی۔ اچانک پلٹ کر چھلانگ لگانے کی وجہ سے اس کی پیشانی بری طرح ستون سے ٹکرائی تھی۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت ستارے سے ناچے اور پھر اندھیرے اس کے ذہن پہ مکمل قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔ بیہوش ہوتے وقت اس کے کانوں میں ڈک کے بری طرح کراہنے کی آواز آخری آواز کے طور پہ محفوظ ہو گئی تھی۔ ڈک کی ریڑھ کی ہڈی اس طرح ناکارہ ہو چکی تھی کہ اس کا سر اور پیٹ سے اوپر والا جسم ہی حرکت کر سکتا تھا۔ نچلا جسم بے کار ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ مسلسل

کوشش کے باوجود اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا۔ جولیا کو اس طرح ستون سے ٹکرا کر نیچے گرتے اور پھر ایک لمحہ تڑپنے کے بعد ساکت ہوتے دیکھ کر ڈک کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی اور اس لمحے اپنے اگلے جسم کی مدد سے اپنے جسم کو فرش پہ گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اور کسی معذور آدمی کی طرح وہ گھسٹ گھسٹ کر برآمدے کے کونے میں پڑی ہوئی مشین گن کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے منہ سے برابر کراہیں نکل رہی تھیں۔

بے پناہ تکلیف کی وجہ سے ڈک کا اپنا ذہن بھی مسلسل اندھیروں کی یلغار میں تھا۔ لیکن وہ اپنی بے پناہ قوت ارادی کی وجہ سے ان کو بار بار جھٹک دینے میں کامیاب ہو رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ مشین گن تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے مشین گن اٹھا کر پلٹنا چاہا۔ تاکہ فرش پر پڑی ہوئی جولیا کو گولیوں سے بھون ڈالے لیکن نچلا جسم بے کار ہونے کی وجہ سے وہ آسانی سے گھوم نہ سکا اس نے ایک ہاتھ میں مشین گن پکڑی اور دوسرے ہاتھ کو فرش پر جما کر پوری قوت سے اپنے بے کار حصے کو گھمانے کی کوشش کی تو اس کا جسم قوس کی صورت میں گھوم تو گیا لیکن اس کوشش میں اس کا نچلا جسم یکلخت برآمدے کے کنارے سے نیچے واک وے پہ جا گرا جو برآمدے سے کافی نیچے تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اوپر والا جسم بھی نہ سنبھل سکا۔ اور وہ مشین گن تو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اوپر فرش پر ہی گر گئی۔ جب کہ وہ خود لڑھک کر نیچے واک وے پر جا گرا۔ وہ ایک لمحے تک وہیں پڑا سانس بحال کرتا رہا پھر اس نے

اپنے جسم کو دوبارہ حرکت دی اور دونوں ہاتھ اوپر کر کے برآمدے کے کنارے پر رکھے۔ وہ ایک بار پھر گھسٹ کر اوپر چڑھنا چاہتا تھا کہ اچانک اسے اپنی پشت پر لان کے پاس پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ وہ یہ آواز سنتے ہی سانپ کی سی تیزی سے پلٹا۔ لیکن اس طرح اچانک پلٹنے کی وجہ سے وہ یکلخت پہلو کے بل پختہ واک وے سے جا ٹکرایا۔ اور اس کے سر پر شدید چوٹ آئی۔ اور اس چوٹ سے ایک لمحے کے لئے اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ البتہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔

ڈک نے پھاٹک میں سے ایک کار تیزی سے اندر آتی ہوئی دیکھی وہ کار سیدھی اس کی طرف بڑھی آ رہی تھی۔ اس کار کو دیکھتے ہی اس کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا جامد و ساکت ذہن اس جھٹکے کی وجہ سے دوبارہ حرکت میں آ گیا۔ وہ کار کو پہچان گیا تھا وہ گارنر کی کار تھی۔

کار بالکل اس کے قریب آ کر رکی اور دوسرے لمحے گارنر دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اترا۔

"بب ـــ بب ـــ باس آپ! ـــ آپ اس طرح" ـــ؟ گارنر نے جھک کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔

"میرے جسم کا نچلا حصہ بے کار ہو گیا ہے" ـــ ڈک نے اٹکتے اٹکتے لہجے میں کہا۔

"اوہ باس! ـــ آپ کی حالت تو بہت خراب ہے" ـــ گارنر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے تیزی سے ڈک کے

جسم کو دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر اٹھایا اور جلدی سے مڑ کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ڈک کو پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔

"وہ ـــ وہ عورت ـــ وہ ـــ جولیانا ـــ اسے ـــ مم مم ـــ مارنا ہے ـــ اسے ـــ" ڈک نے مدھم لہجے میں کہا۔ کیونکہ اس حالت میں اس کی آواز بھی زیادہ اونچی نہ نکل رہی تھی۔ لیکن گھبرائے ہوئے گارنر نے اس کی بڑبڑاہٹ ہی نہ سنی اور جلدی سے دروازہ بند کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار کے ٹائر بری طرح چیختے ہوئے موڑ کاٹ گئے اور پھر کار آندھی اور طوفان کی طرح پھاٹک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

عمران لارنس کے میک اَپ میں سفید کار چلاتا ہوا تیزی سے انگلینڈر کالونی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پچھلی سیٹ پر نعمانی لیٹا ہوا تھا۔ اس نے مجرموں کے اڈے میں پہنچ کر بیہوش آدمی کا رول ادا کرنا تھا۔ لیکن ظاہر ہے راستے میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے سیٹ پر لیٹا ہوا تھا۔

انگلینڈر کالونی میں داخل ہوتے ہی عمران نے مطلوبہ کوٹھی کی تلاش شروع کر دی اور پھر جلد ہی اُسے اپنی مطلوبہ کوٹھی نظر آگئی۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ اس کا پھاٹک آدھا کھلا ہوا تھا۔ بیرونی ستون پر ڈاکٹر رگلر کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران نے کار پھاٹک کے سامنے روکی اور پھر خود دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ پہلے اُسے ہارن دینے کا خیال آیا تھا۔ لیکن پھر فوراً اُسے یاد آگیا کہ لارنس نے بتایا تھا کہ وہ کوٹھی میں اکیلا رہتا ہے۔ اس لئے

ظاہر ہے کوٹھی میں اس وقت ڈاگ مین کا چیف باس ڈک اور جولیا ہی موجود ہوں گی اور ڈک تو پھاٹک کھولنے آنے کا نہ تھا۔ اس لئے لارنس کے جانے کے بعد پھاٹک کسی نے بند نہ کیا تھا۔ بلکہ ہوا کی وجہ سے وہ آدھا بند ہو گیا ہو گا۔

چنانچہ وہ کار سے اترا اور اس نے کار کا راستہ بنانے کے لئے خود ہی پھاٹک کے پٹ پوری طرح کھول ڈالے۔ پھاٹک کھول کر وہ دوبارہ کار میں بیٹھا اور کار کو تیزی سے کوٹھی میں لے آیا پورچ میں کار روک کر عمران نے دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ کوٹھی خالی پڑی ہے۔ کوئی آدمی اس میں موجود نہیں ہے۔

یہ احساس ہوتے ہی وہ حیرت سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ آخر کوٹھی خالی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ کیا ڈک کو کوئی شک پڑ گیا ہے حالانکہ بظاہر اس کا کوئی امکان نہ تھا۔ عمران تیزی سے برآمدے پر چڑھا اور اندرونی کمرے میں داخل ہو گیا۔ اور کمرے میں داخل ہوتے ہی عمران نہ صرف ٹھٹھک گیا بلکہ اس خیال سے وہ ہونٹ چبانے لگا کہ ڈک ایک بار پھر اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا کیونکہ کمرے میں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی جس کے گرد رسیاں اس طرح پڑی تھیں جیسے کسی بندھے ہوئے آدمی کو جلدی میں کھول کر رسیاں نیچے پھینک دی گئی ہوں۔ باقی کمرہ خالی تھا۔ اب اتنا تو عمران سمجھتا تھا کہ اس کرسی پر جولیا کو باندھا گیا ہو گا۔ لیکن پھر یہ لوگ کہاں گئے اور کیوں گئے۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے جلدی

جلد ہی عمارت کے باقی کمرے دیکھنے شروع کر دیئے۔ تمام کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ وہاں کسی ذی روح کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ البتہ ہر کمرے میں روشنی باقاعدہ ہو رہی تھی۔

عمران ہونٹ چباتا ہوا واپس برآمدے میں آیا اور کار کی طرف بڑھ کر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ نعمانی بیہوش بنا پچھلی سیٹ پر پڑا ہوا تھا۔

"باہر آ جاؤ۔۔۔ اب اداکاری کی ضرورت نہیں رہی۔۔۔ ڈرامے کا پہلے ہی ڈراپ سین ہو چکا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور نعمانی نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور اٹھ بیٹھا۔

"کیا ہوا عمران صاحب!۔۔۔ کیسا ڈراپ سین"۔۔۔ نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باہر آؤ۔۔۔ وہ جولیا کو یہاں سے نکال کر لے گیا ہے۔ اب پھر اس کو ڈھونڈنا پڑے گا"۔۔۔ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور نعمانی کار سے باہر آ گیا۔

عمران برآمدہ کراس کر کے واپس اسی کمرے میں آیا جہاں وہ خالی کرسی اور رسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ اب غور سے کمرے کی حالت دیکھ رہا تھا تاکہ کوئی کلیو مل سکے۔ نعمانی بھی اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ یہ فرار کیسے ہو گیا۔۔۔ اس کو کیسے شک پڑ گیا"۔۔۔ نعمانی نے صورت حال کو دیکھتے ہوئے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔۔۔ اس قدر محتاط آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ کوٹھی خالی ہونے کی وجہ سے اب اپنے اصل لہجے میں بول رہا تھا۔

عمران ایک لمحے تک دیکھتا رہا، پھر واپس دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اس نے چھت کے درمیان جلتے ہوئے بلب کو یکلخت تیز ہوتے دیکھا۔ اس وقت وہ دروازے کی چوکھٹ میں پہنچ چکا تھا۔ نعمانی اس کے ساتھ کمرے کے اندر تھا کہ یکلخت کمرہ یوں ڈولا جیسے شدید زلزلہ آ گیا ہو اور عمران نے نعمانی کو بازو سے پکڑ کر چوکھٹ میں گھسیٹ لیا۔

اسی لمحے ایک خوفناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور وہ دونوں بے اختیار اچھل کر کمرے سے باہر راہداری کی سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف اندھیرا سا پھیل گیا۔ عمران اور نعمانی کو یوں محسوس ہوا جیسے پوری کوٹھی کی چھتیں یکلخت بیٹھ گئی ہوں۔ ان کے جسموں پر کسی باریک سی چیز کی جیسے برسات سی ہو گئی اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ان دونوں کے جسم اس باریک سی چیز کے ڈھیر میں دب گئے۔۔۔ عمران کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے خود ہی سانس روک لیا کیونکہ سانس لینے کے دوران بے پناہ مقدار میں گرد اندر جا رہی تھی۔ اور اسی گرد کی وجہ سے اس کا سانس بند ہو رہا تھا۔ سانس روک لینے کی وجہ سے مزید گرد اندر جانے سے رک گئی تھی۔

بازگشت ختم ہوتے ہی عمران نے یکلخت جسم کو جھٹکا دیا تو وہ تیزی

سے اٹھ کر کھڑے ہو جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے جسم سے باریک بجری پھسل کر نیچے گر رہی۔ اب مکمل اندھیرے کی بجائے ملگجی سی روشنی اوپر چھت سے دکھائی دے رہی تھی۔ عمران نے اپنے آپ کو آدھے جسم تک بجری کے ڈھیر میں دفن دیکھا۔ نعمانی اندر ہی تھا۔ اسی لمحے قریب ہی بجری کے ڈھیر میں حرکت ہوئی تو عمران کو نعمانی کا خیال آیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر جلدی سے ڈھیر ہٹانا شروع کیا۔ دوسرے لمحے نعمانی بُری طرح سر جھٹکتا ہوا ڈھیر میں سے نمودار ہوا۔ اور باہر آ کر اس نے جیسے ہی سانس لیا اس نے مسلسل چھینکیں مارنا شروع کر دیں۔ وہ کمرہ جس میں ایک لمحہ پہلے عمران اور نعمانی موجود تھے عجیب و غریب انداز میں تباہ ہو چکا تھا۔ اس کا فرش غائب تھا اور وہاں ایک گہرا گڑھا نظر آ رہا تھا۔ اوپر چھت اور دیواروں کا اوپر والا حصہ غائب ہو چکا تھا۔ جب کہ گیلری جس میں وہ دونوں پڑے تھے۔ اس کی چھت سے باریک بجری کا ڈھیر نیچے گرا تھا البتہ دیواریں اور چھت پر سریے کا جال صحیح سلامت تھا البتہ وہ جال کافی نیچے کی طرف جھک آیا تھا۔ جیسے اس پر بے پناہ وزن پڑا ہو۔

”عمران صاحب! —— یہ کیا ہوا ہے —— ؟“ نعمانی نے چھینکوں کا طویل سلسلہ ختم ہونے پر بُری طرح شوں شوں کرتے ہوئے کہا۔

”کمرے کے فرش میں کوئی بم موجود تھا۔ اُسے پھاڑا گیا ہے اور فرش نے اڑ کر کمرے کی چھت غائب کر دی ہے —— اور شاید اس کا ملبہ اس گیلری کی چھت پر پڑا ہے۔ لیکن سریے کا جال اسے

سنبھال گیا ہے۔ اس لئے پوری چھت ہم پر نہیں گری“ —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فرش بم سے پھاڑا گیا ہے —— اوہ! یہ نیا طریقہ ہے۔ ورنہ تو چھت پر بم پھینکا جاتا ہے“ —— نعمانی نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں! —— یہ زیادہ موثر طریقہ ہے —— چھت گرنے سے تو آدمی بچ سکتا ہے —— لیکن اگر فرش ہی اڑ کر چھت سے جا ٹکرائے تو اس فرش پر موجود آدمی کا بچ نکلنا ناممکن ہے —— اگر ہم دونوں فرش پر موجود ہوتے تو اس وقت ہمارے جسموں کے ٹکڑے گیلری اور دوسرے کمروں کی چھتوں پر بکھرے ہوتے“ —— عمران نے کہا اور پھر تیزی سے باہر برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ نعمانی بھی اس کے پیچھے لپکا۔ برآمدے کی چھت کا بھی کسی جگہ سے ملبہ گرا تھا۔ لیکن باقی چھت محفوظ تھی۔

عمران اور نعمانی جیسے ہی برآمدے میں پہنچے اچانک دُور سے ایک نسوانی چیخ سنائی دی اور وہ دونوں بُری طرح چونک پڑے۔ چیخ گہرائی میں ڈوبتی چلی گئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی عورت کسی اونچی جگہ سے نیچے گری ہو۔

”اوہ! —— یہ چیخ تو جولیا کی لگتی ہے“ —— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدہ پار کر کے لان میں آ گیا۔ اور اس طرف کو دیکھنے لگا جدھر سے اس کا اندازہ تھا کہ چیخ کی آواز سنائی دی تھی۔

"اوہ! ــــ یہ تو پچھلی کوٹھی ہے دو منزلہ ــــ اس کی تو پُشت ہے اس طرف ــــ اور ساری پشت بند ہے۔ کوئی کھڑکی یا دروازہ نہیں ہے ــــ پھر یہ چیخ کہاں سے آگئی ہے" ــــ عمران نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ ملحقہ کوٹھی بھی انہی لوگوں کے پاس ہو" ــــ نعمانی نے کہا۔

"ہاں! ــــ یہ ہوسکتا ہے ــــ آؤ میرے ساتھ" ــــ عمران نے پھاٹک کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــــ یہ کار لے لیں" ــــ نعمانی نے کہا۔

"نہیں! ــــ یہ مجرموں کی کار ہے ــــ اگر وہ فرش بم سے اُڑا سکتے ہیں تو کار بھی اڑائی جاسکتی ہے ــــ جلدی آؤ" ــــ عمران نے مڑے بغیر کہا اور پھر پھاٹک سے باہر نکل آیا۔ نعمانی اس کے پیچھے تھا۔

وہ دونوں بجری میں دفن ہونے کی وجہ سے بھوت نظر آرہے تھے لیکن اس وقت عمران کے کانوں میں جولیا کی چیخ کی بازگشت ہی سنائی دے رہی تھی اس لئے وہ کسی کی پرواہ کئے بغیر بے تحاشا پھاٹک سے باہر نکل کر دائیں طرف دوڑ رہا تھا۔ سائیڈ روڈ تقریباً آٹھ کوٹھیوں کے بعد تھی۔ عمران دوڑتا ہوا اس سائیڈ روڈ پر پہنچا اور پھر وہاں سے بھاگتا ہوا وہ کافی دیر بعد پچھلی سڑک پر آیا جو اس کے اندازے کے مطابق پچھلی کوٹھی کے سامنے کے رُخ کو جاتی تھی۔ جیسے ہی عمران اس سڑک پر مڑا۔ اس نے دُور ایک سُرخ رنگ

کار کو تیزی سے ایک کوٹھی کے پھاٹک میں مڑتے ہوئے دیکھا۔ ناصافاصلہ ہونے کی باوجود عمران اس کار کو پہچان گیا۔ یہ وہی کار تھی جس میں سے پنسل نما چنریں ٹائیگر کی ویگن اور جولیا اور دوسرے لبان کی کاروں میں پھینکی گئی تھیں۔ اور یہ فاصلہ بتا رہا تھا کہ جس کوٹھی اں یہ کار مڑی ہے وہ کوٹھی پہلی والی کوٹھی کے بالکل عقب میں ہے ناچہ اب اسے یقین ہوگیا کہ جولیا کی چیخ اس عقبی کوٹھی سے ہی الی ہوگی۔ اب تک وہ صرف امکان پر جا رہا تھا لیکن اس سُرخ نگ کی کار کو پہچاننے کے بعد یہ امکان یقین میں بدل گیا تھا۔

عمران نے دوڑنے کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔ نعمانی بھی اس کے پیچھے مسلسل دوڑ رہا تھا۔ کوٹھیوں میں آنے جانے والے لوگ بڑی یرت بھری نظروں سے انہیں اس طرح بے تحاشا انداز میں دوڑتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

عمران ابھی اس عقبی کوٹھی سے ایک کوٹھی دُور تھا کہ وہی سُرخ نگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے کوٹھی سے باہر نکلی اور پھر اسی تیز رفتاری سے مخالف سمت مڑ گئی۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اس لئے عمران کسی صورت بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی اس وقت اس کے پاس ایسا کوئی ہتھیار تھا کہ جس سے وہ اس کار کو روک سکتا۔ چنانچہ جب تک وہ عقبی کوٹھی کے گیٹ تک پہنچا، کار کافی آگے جا چکی تھی۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار بائیں طرف مڑی اور نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

عمران ایک طویل سانس لے کر کوٹھی کے کھلے پھاٹک میں مُڑ گیا اور

دوسرے لمحے اسے سامنے برآمدے میں پڑی ہوئی جولیا صاف نظر آگئی۔ برآمدے میں خون کے دھبے بھی نظر آ رہے تھے۔ جولیا ایک ستون کے ساتھ پڑی ہوئی تھی اور اپنی اصل شکل میں تھی۔ اس کا سر بُری طرح خون آلود تھا۔ اور چہرے پر زردی تھی۔ عمران اس کے قریب پہنچا اور اس نے جلدی سے جھک کر اس کا بازو پکڑا اور نبض دیکھنے لگا۔

"یہ ۔۔۔ یہ جولیا ہے" ۔۔۔ نعمانی نے قریب پہنچ کر ہانپتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ جولیا ہے یہ ۔۔۔ اور شکر ہے کہ زندہ ہے۔ اس کی حالت زیادہ خراب نہیں ہے ۔۔۔ سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے بیہوش ہوئی ہے ۔۔۔ میرے خیال میں یہ سامنے والی سیڑھیوں سے گری ہے اور پھر یہاں خاصی زور دار جنگ ہوتی رہی ہے ۔۔۔ اور یہ ستون سے ٹکرانے کی وجہ سے بیہوش ہوئی ہے" ۔۔۔ عمران نے جھک کر جلدی سے جولیا کو ہوش میں لانے کی کوششیں کرنے کے ساتھ ساتھ تبصرہ جاری رکھا۔ نعمانی نے آگے بڑھ کر ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی۔

چند لمحوں بعد جولیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر اپنے سامنے کسی اجنبی کو دیکھ کر بُری طرح چونک کر اٹھنے لگی کیونکہ عمران لارنس کے میک اپ میں تھا۔

"گھبراؤ نہیں! ۔۔۔ میں عمران ہوں ۔۔۔ نعمانی میرے ساتھ ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا کی پھیلی ہوئی

آنکھیں تیزی سے واپس سکڑنے لگیں۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔

"وہ ۔۔۔ وہ ڈک کہاں ہے ۔۔۔ وہ سیڑھی سے ٹکرا کر گرا تھا" جولیا کو اچانک ڈک کا خیال آیا تو اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ نکل گیا ہے ۔۔۔ اس کا کوئی ساتھی اسے کار میں لے گیا ہے بہرحال تم زندہ بچ گئی ہو ۔۔۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے ۔۔۔ ڈک کو پھر ڈھونڈ لیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا اور سہارا دے کر جولیا کو کھڑا کر دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو وہ نکل گیا۔ کاش! میرا سر اس ستون سے نہ ٹکراتا۔ میں اس عورت مار کی بوٹیاں اڑا دیتی" ۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عورت مار! ۔۔۔ واہ! ۔۔۔ کیا خوب ترکیب ہے ۔۔۔ میرے خیال میں یہ ترکیب تو ہر شوہر پر پوری اترتی ہے ۔۔۔ عورت کا مارا ہوا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا اپنے الفاظ کی یہ تشریح سن کر بجائے ناراض ہونے کے بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں لیڈی کلر کا ترجمہ کر رہی تھی ۔۔۔ یعنی عورتوں کو مارنے والا" ۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واہ! ۔۔۔ پھر تو وہ مردوں کا ہیرو ہوا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپک گیا۔ اور جولیا نے اپنا اٹھا ہوا ہاتھ شرمندہ سے انداز میں واپس کھینچ لیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ باہر لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ابھی پولیس

آجائے گی" ـــــ نعمانی نے تیز لہجے میں کہا۔
"کوئی بات نہیں ـــــ آجکل پولیس کا بینڈ شادیوں پر بڑے فخر سے بلایا جاتا ہے کہ دیکھو ہم پولیس کے سامنے دلہن لئے جا رہے ہیں ـــــ اب مقدمہ کہاں کراؤ گے" ـــــ عمران نے سیڑھیوں پر سے مڑ کر جواب دیا اور پھر سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا گیا۔
"یہ پورا ڈھیٹ ہے نعمانی" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور نعمانی بے اختیار ہنس دیا۔
"یہ تم لوگ یہاں کیسے پہنچے ـــــ اور تمہاری یہ حالت ـــــ؟" جولیا نے ایک لمحہ رک کر سنجیدہ لہجے میں نعمانی سے پوچھا اور نعمانی نے جو کچھ اسے معلوم تھا تفصیل سے بتانا شروع کر دیا۔
"اوہ! ـــــ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ دھماکہ اس نے تم لوگوں کو ختم کرنے کے لئے کیا ہے تو میں اس کے مڑنے سے پہلے ہی اس کی کمر گولیوں سے چھلنی کر دیتی ـــــ بس میں اس پوچھ گچھ میں پڑ گئی تھی کہ یہ دھماکہ اس نے کیوں کیا ہے ـــــ کیونکہ دھماکے کے بعد میں نے اس کے حلق سے نکلنے والا فاتحانہ قہقہہ سن لیا تھا۔
"فاتحانہ قہقہہ کس کا ـــــ وہ کون ہے جو ہماری بجائے تمہارے سامنے فاتحانہ قہقہہ مار سکتا ہے" ـــــ اسی لمحے عمران نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔
"یہ ڈک کی بات کر رہی ہیں ـــــ ڈک نے یہیں سے دھماکہ کیا تھا ـــــ اور پھر اس نے یہی سمجھا کہ ہم اس کمرے میں ہی ختم ہو گئے ہیں۔ اس لئے وہ فاتحانہ قہقہے لگا رہا" ـــــ نعمانی

کہا۔
"ہاں! ـــــ میں نے چیک کر لیا ہے ـــــ اوپر زیرو وہم چارجنگ مشین موجود ہے ـــــ بڑا جدید قسم کا انتظام ہے یہاں کا ـــــ بہرحال اب آؤ یہاں سے نکل چلیں ـــــ کیونکہ دھماکے والی کوٹھی پر پولیس پہنچ چکی ہے اور وہ لازماً یہاں پہنچ جائے گی" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔
"باہر خاصے لوگ موجود ہیں ـــــ وہ ہمارا پیچھا کریں گے۔ اور ہمارے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے" ـــــ نعمانی نے کہا۔
"سواری نہیں ہے تو مشین گن تو ہے ـــــ یہ ایسی سواری ہے جو آدمی کو ایک لمحے میں اس جہان سے دوسرے جہان پہنچا دیتی ہے ـــــ کیوں کیا خیال ہے۔ اس کی تیز رفتاری کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور نعمانی اور جولیا دونوں بھی ہنس پڑے۔
"اب کیا پروگرام ہے ـــــ؟" جولیا نے پھاٹک سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ نعمانی آگے تھا اور اس نے مشین گن باہر موجود آدمیوں کی طرف سیدھی کر کے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
"دور جاؤ سب ـــــ ورنہ ایک ایک کو بھون ڈالوں گا" ـــــ نعمانی کا لہجہ اتنا کرخت تھا کہ اگر اس کے ہاتھوں میں مشین گن نہ بھی ہوتی تب بھی لوگ دہشت زدہ ہو کر لازماً بھاگ نکلتے اور پھر یہاں تو سونے پہ سہاگے والی بات تھی۔ لہجہ بھی تھا اور مشین گن بھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں میں بھگدڑ سی مچ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے

سڑک خالی ہو گئی۔
"تم نے بتایا نہیں کہ اب کیا پروگرام ہے ـــــ میں اس ڈکر کی بوٹیاں اپنے ہاتھوں سے نوچنا چاہتی ہوں" ـــــ جولیا نے عمران کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔
"فکر نہ کرو ـــــ میں تمہارا پیغام اس تک پہنچا دوں گا۔ فی الحال تو تمہیں ہسپتال پہنچنا ہے ـــــ جہاں آدھی سے زیادہ ٹیم پہلے ہی براجمان ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
وہ تینوں سڑک پر جانے کی بجائے سڑک کراس کر کے تیزی سے سامنے والی پتلی سی گلی میں گھس گئے تھے۔
"نہیں! ـــــ مجھے ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ جولیا نے ٹھوس لہجے میں کہا۔
"تو پھر میرج ہال چلیں" ـــــ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔
"بکواس مت کرو ـــــ سیدھی طرح بتاؤ کہ اب ڈکر کو کہاں اور کیسے ڈھونڈو گے" ـــــ جولیا نے دوڑتے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے میرا نازک سا بازو ـــــ ارے کمال ہے۔ ابھی سے تمہاری گرفت اتنی سخت ہے تو بعد میں تو یہ ـــــ" عمران نے جان بوجھ کر تقریباً روتے ہوئے کہا۔
"نونسنس اپ ٹو نونسنس! ـــــ ہر وقت ایک ہی راگ۔ ایک ہی راگنی ـــــ پہلے اپنی شکل دیکھو جا کر آئینے میں" ـــــ جولیا نے

اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"شکل ـــ اوہ تو یہ بات ہے ـــــ میں بھی کہوں کہ آج جولیا کیوں بار بار میرا بازو پکڑ رہی ہے ـــــ واہ میاں لارنس! تمہارے میک اپ سے اتنا تو فائدہ ہوا" ـــــ عمران نے کہا اور پھر جولیا کے اٹھے ہوئے ہاتھ سے بچنے کے لئے انتہائی تیزی سے آگے بڑھ گیا۔
گلی کے اختتام پر ایک چھوٹی سی کوٹھی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور گیٹ کے قریب ہی سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار کھڑی تھی کوٹھی کے بیرونی حصے میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔
"آپ لوگ ایک طرف ہو جائیں ـــــ میں یہ کار لے آتا ہوں۔ کیونکہ پولیس تک لازماً اطلاع پہنچ گئی ہو گی اور وہ ہمیں اب گھیرنے کی کوشش کرے گی" ـــــ عمران نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر خود تیزی سے کھلے گیٹ کے اندر داخل ہو گیا۔
عمران کار کی اوٹ لے کر آگے بڑھا تو اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ کار کا دروازہ لاک نہ تھا۔ اس نے آہستہ سے کار کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ گو آواز دور سے آئی تھی لیکن اس میں ایک لفظ قتل کا اسے سنائی دے گیا تھا۔
"اوہ ـــــ کہیں اندر کوئی قتل کی واردات تو نہیں ہو رہی۔ اس لئے پھاٹک بھی کھول کر رکھا گیا ہے اور کار بھی لاک نہیں کی گئی" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے

آگے بڑھا۔ برآمدے کے ساتھ کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ آواز اسی کمرے سے آئی تھی۔ عمران تیزی سے اس کھڑکی کے قریب پہنچا۔

"بہت بہتر باس! ۔۔۔ میں ان دونوں کو ہلاک کرکے آپ کے پاس پہنچ جاتا ہوں" ۔۔۔ اب ایک واضح آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ذرا سا پردہ اٹھایا تو دوسرے لمحے وہ اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔ اسے سامنے کرسیوں پر ٹائیگر اور خاور بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے نظر آگئے اور ایک لمبا تڑنگا آدمی کھڑکی کی طرف پشت کئے ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

"سی لو کا بھی پتہ کر لینا ۔۔۔ اگر پولیس وہاں ابھی تک نہیں پہنچی تو وہاں برآمدے میں ایک لڑکی بیہوش پڑی ہوئی ہوگی۔ اس کا بھی خاتمہ کر دینا۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری اور عمران نے پردہ چھوڑا اور جلدی سے برآمدے پر چڑھ گیا۔ کیونکہ دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز اس نے پہچان لی تھی۔ یہ کوٹھی بھی ڈک کا ہی اڈہ تھا اور اسی نے ٹائیگر اور خاور کو یہاں چھوڑا تھا۔ اور اب وہ ان کی ہلاکت کے احکامات دے رہا تھا۔ عمران دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس غیبی مدد کا شکر ادا کر رہا تھا کہ بس اس نے اتفاقات ہی ایسے پیدا کئے کہ وہ یہاں بروقت پہنچ گیا اور اس کے کانوں میں آواز بھی پڑ گئی۔ ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ ادھر آتے ہی نہیں۔ یا پھر کار لے کر واپس نکل جاتا تو ٹائیگر اور

خاور دونوں کا خاتمہ یقینی تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بعض اوقات قدرت کیسے کیسے اتفاقات پیدا کر دیتی ہے۔

برآمدے میں اسی کمرے کا دروازہ تھا جو پوری طرح بند نہ تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو وہ بغیر آواز پیدا کئے کھلتا گیا۔ اس وقت وہ آدمی اپنے سامنے میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر آف کر رہا تھا۔ اس کی چونکہ دروازے کی طرف سائیڈ تھی اس لئے دروازہ کھلتا اس نے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ وہ بری طرح چونک کر دروازے کی طرف مڑا اور ساتھ ہی اس نے برق رفتاری سے بغل سے لٹکی ہوئی مشین گن بھی اتار لی لیکن عمران بڑے اطمینان سے دروازے میں کھڑا تھا۔ کیونکہ وہ لارنس کے میک اپ میں تھا اور ظاہر ہے لارنس ان لوگوں کا ہی ساتھی تھا۔ دوسرے لمحے اس آدمی کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری۔

"اوہ لارنس تم! ۔۔۔ تم یہاں کیسے آ گئے" ۔۔۔ اس نوجوان نے مشین گن نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"چیف باس کی کال وصول کر لی" ۔۔۔ عمران نے لارنس کے لہجے میں بڑے مطمئن انداز میں کہا اور کمرے میں داخل ہو کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"ہاں! ۔۔۔ ابھی کال ختم ہوئی ہے ۔۔۔ لیکن تمہاری یہ حالت تم تو بھوت بنے ہوئے ہو ۔۔۔ کیا ہوا" ۔۔۔ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس ایک مشن کے دوران یہ حالت ہو گئی ہے۔ باس نے

تمہارے پاس پہنچنے کے احکامات دیئے تھے اور نشانی یہ بتائی تھی کہ میں کال کر رہا ہوں ___ وہاں موجود دو آدمیوں کو ہلاک کر کے تم دونوں اکٹھے ہی آجانا" ___ عمران نے اس کے قریب پہنچ کر بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"اوہ اچھا ___ ٹھیک ہے۔ تمہارے پاس کارنہ ہو گی ___ کوئی بات نہیں ___ میں ابھی ان دونوں کا خاتمہ کر دیتا ہوں اس کے بعد اکٹھے ہی چلیں گے ___" نوجوان نے کہا اور پھر ان کرسیوں کی طرف مڑ گیا۔ جن پر ٹائیگر اور خاور بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے تھے۔

"سنو ___ پہلے میری بات سن لو" ___ عمران نے اُسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے" ___؟ نوجوان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ان کے خاتمے کے بعد جانا کہاں ہے ___ چیف باس کہہ رہا تھا کہ وہ بہت دور موجود ہے ___ کہیں وہ واپس تو نہیں چلا گیا"۔ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں ___ وہ تو گرد باد والے کھنڈرات کے ساتھ سیلائی ڈپو ٹمبر مقری میں ہے ___ مجھے اس نے وہیں بلایا ہے"۔ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سیلائی ڈپو ٹمبر مقری ___ یہ کونسی جگہ ہے ___ گرد باد کے کھنڈرات کا تو مجھے علم ہے لیکن ___" عمران نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ارے تمہیں سیلائی ڈپو ٹمبر مقری کا علم نہیں ہے ___ گرد باد کے کھنڈرات میں کبھی گئے ہو" ___ نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ___ کئی بار گیا ہوں" ___ عمران نے کہا۔

"کھنڈرات کے شمالی طرف ایک پہاڑی ہے ___ ویران سی پہاڑی ___ اس پہاڑی کے اندر گہرے غاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ وہی سیلائی ڈپو ٹمبر مقری ہے ___ بہر حال تم میرے ساتھ جاؤ گے اس لئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں" نوجوان نے کہا اور دوبارہ کرسیوں کی طرف مڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ مشین گن کا رخ ٹائیگر اور خاور کی طرف ہوتا۔ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے نوجوان کی کنپٹی پر ایک زور دار چٹاخہ چھوٹا اور وہ چیختا ہوا اچھل کر ایک طرف فرش پہ جا گرا۔ جب کہ عمران نے دوسرے ہاتھ سے مشین گن تھام لی تھی۔

"تت ___ تت ___ تم ___ لارنس یہ ___" نوجوان نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لارنس بے چارہ تو کسی گٹر لائن جیسی قبر میں پڑا ہو گا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مشین گن اس کی طرف سیدھی کر دی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور جولیا اور نعمانی اندر داخل ہوئے عمران نے صرف ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر اس نوجوان کی طرف دوبارہ متوجہ ہو گیا۔

"ہم اس لئے اندر آگئے کہ آخر تمہیں اتنی دیر کیوں ہو گئی اور ہم نے

تمہاری گفتگو کھڑکی سے سن لی تھی" ——— جولیا نے کہا۔

"اچھا کیا ——— جولیا! ——— تم ٹائیگر کو کھول کر کرسی سے ہٹاؤ، اور نعمانی! ——— تم اسے اسی کرسی سے باندھ دو ——— میں نہیں چاہتا کہ یہ بے چارہ خواہ مخواہ مارا جائے ——— ہماری اس سے براہ راست تو کوئی دشمنی نہیں ہے ——— ہاں! ——— اگر اس نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر مجبوری ہے" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"چلو ——— اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ——— نعمانی نے فرش سے اُٹھتے ہوئے نوجوان کے عقب میں پہنچ کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی اور پھر نوجوان خاموشی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور جولیا نے بڑی پھرتی سے کام لیا تھا اس نے ٹائیگر کی بندشیں کھول کر اُسے کرسی سے ہٹا کر نیچے فرش پر لٹا دیا۔

"چلو کرسی پر بیٹھ جاؤ ——— اگر اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو ———" نعمانی نے اس نوجوان سے کہا اور نوجوان خاموشی سے چلتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور جولیا نے بڑی پھرتی سے انہی رسیوں کی مدد سے اس کے جسم کو کرسی سے باندھ دیا۔

"نعمانی! ——— تم اب ٹائیگر اور خاور کو ہوش میں لے آؤ۔ اس دوران میں اس سے دو باتیں کر لوں ——— پھر ہم چل پڑیں گے"۔ عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر کرسی پہ بندھے ہوئے نوجوان کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے مسٹر ——— تاکہ میں اپنی ڈائری میں لکھ لوں کہ میں نے ڈاگ مین کے فلاں آدمی پر احسان کیا ہے ——— ہو سکتا ہے کہ کبھی پھر تم سے ملاقات ہو تو تمہیں یہ احسان تو جتا سکوں"۔ عمران نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام جیکب ہے" ——— نوجوان نے آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو جناب جیکب صاحب! ——— اب یہ بھی بتا دو کہ ڈاگ مین تنظیم میں تمہاری اہمیت کیا ہے ——— کیونکہ چیف باس تمہیں بلا رہا ہے ——— اور تمہارے پاس کار بھی موجود ہے۔ جب کہ بے چارے لارنس کے پاس تو کچھ بھی نہ تھا" ——— عمران نے کہا۔

"میں باس بلینی کا نمبر ٹو ہوں ——— باس بلینی کی لاش ملی ہے ——— باس بلینی ڈاگ مین تنظیم کے ایک شعبے کا انچارج تھا اور اس کی موت کے بعد اب اس شعبے کا انچارج میں ہوں" ——— جیکب نے جواب دیا۔

"یعنی وہ غیر ملکی عورتوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشوں کے ذریعے منشیات سمگلنگ کرنے والے شعبے کی بات کر رہے ہو ناں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت ——— تت ——— تمہیں اس کے متعلق کیسے معلوم ہوا ——— یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے" ——— نوجوان نے پہلی بار نہ صرف بری طرح چونکتے ہوئے کہا بلکہ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات بھی ابھر

آئے تھے۔

"تمہارے سارے ٹاپ سیکرٹ تمہارے چیف باس نے پہلے ہی ہمیں بتا دیئے ہیں ـــــ اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے"ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن تم ہو کون ـــــ تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا"ـــــ جیکب نے کہا۔

"اس کے متعلق بعد میں بات کریں گے ـــــ فی الحال تو تم میرے سوالوں کا جواب دو ـــــ اور سنو ـــــ یہ تمہارا امتحان لے رہا ہوں۔ اس لئے کہ اگر تم نے سچ بولا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا ـــــ کم از کم اپنے ضمیر کو تو مطمئن کر لوں گا کہ میں نے ایک سچے آدمی کو زندہ چھوڑا ہے ـــــ لیکن اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو پھر میرا فیصلہ بدل جائے گا ـــــ جھوٹے آدمی سے تو مجھے ازلی دشمنی ہے ـــــ باقی جیسا میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ تمہارا چیف باس پہلے ہی ہمیں سب کچھ بتا چکا ہے ـــــ گرد باد کے کھنڈرات ـــــ وہاں موجود تمام مشینری ـــــ مصنوعی گرد باد پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ"ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تت ـــ تت ـــ تم تو واقعی بہت کچھ جانتے ہو"ـــــ نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ جب تم سپلائی ڈپو نمبر تھری میں پہنچو گے تو تمہیں اندر جانے کے لئے کیا کرنا پڑے گا ـــــ سوچ کر جواب دینا"۔

عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"وہاں پہنچ کر میں نے تین بار کار کی ہیڈ لائٹیں جلانا تھیں پھر وہاں سپلائی ڈپو نمبر تھری کے انچارج کیپٹن کا آدمی میرے پاس پہنچتا ـــــ میں اس آدمی کو اپنا کوڈ نمبر بتاتا ـــــ میرا کوڈ نمبر تھرٹی تھری ہے ـــــ اور پھر مجھے اندر جانے کی اجازت مل جاتی"ـــــ نوجوان نے کہا۔

"او کے! ـــــ فی الحال تو تم اپنا کوڈ نمبر فرشتوں کو بتاؤ"ـــــ عمران نے مشین گن کو نال کی طرف سے پکڑتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ نوجوان کچھ سمجھتا، عمران نے پوری قوت سے اس نوجوان کے سر پر مشین گن کا بٹ مارا۔

نوجوان کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا سر درمیان سے ٹوٹ گیا اور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ وہ کرسی پر ہی ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ ایک ہی بھرپور ضرب سے ختم ہو چکا تھا۔

"تت ـــ تم نے ایک بندھے ہوئے آدمی کو مارا ہے"ـــــ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب کوئی نیا آدمی کسی پرانے آدمی کی جگہ لیتا ہے ـــــ تو پرانے آدمی کو مرنا ہی پڑتا ہے ـــــ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ بندھا ہوا تھا ـــ یا کھلا ہوا"ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے تیزی سے پہلے اس نوجوان کی رسیاں کھولیں اور پھر تیزی سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ وہ سر سے بہنے والے خون کو لباس تک پہنچنے

سے پہلے ہی اس کا لباس اتار لینا چاہتا تھا۔
"تو تم اب اس نوجوان جیکب سٹیکے میک اپ میں وہاں جاؤ گے" جولیا نے کہا۔
"ہاں!۔۔۔ تاکہ اس عورت مار کا خاتمہ کر ہی دوں ۔۔۔ ورنہ وہ نجانے اور کتنی عورتوں کو مار ڈالے گا ۔۔۔ اور اس طرح کتنے ہی میری طرح کنوارے ہی رہ جائیں گے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر نعمانی ہنسنے لگا جب کہ جولیا نے بُرا سا منہ بنا لیا۔

ڈک آرام کرسی پر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک بڑی میز تھی جس کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر ایک نوجوان مؤدبانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔
"میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب یہاں کی صورت حال اس قدر عجیب ہو چکی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی نیا اور واضح لائحہ عمل اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا جائے"۔۔۔ ڈک نے کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔
"باس!۔۔۔ ابھی آپ پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئے ۔۔۔ اس لئے میرے خیال میں اگر آپ دو چار روز مکمل آرام کر لیں تو زیادہ بہتر ہے ۔۔۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے" ۔۔۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"نہیں گارنر!۔۔۔ میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ صرف کمر میں

ہلکا سا درد ہے اور بس ـــــ ویسے میں نے اب تک تم سے نہیں پوچھا کہ تم سی۔ ٹو میں پہنچے کیسے" ـــــ ؟ ڈوگ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"باس! ـــــ میں انگزینڈرہ کالونی میں لارنس سے ملنے آ رہا تھا کہ وہاں میں نے کوٹھی کو تباہ ہوتے دیکھا ـــــ لوگ وہاں اکٹھے تھے میں نے ایک آدمی سے صورت حال کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ اچانک کوٹھی کے اندر دھماکہ ہوا ہے اور اس کے ایک کمرے کی چھت غائب ہو گئی ہے ـــــ جس پر میں سمجھ گیا کہ آپ نے سی ٹو سے زیرو بم فائر کیا ہو گا۔ کیونکہ مجھے اس سسٹم کا علم تھا۔ لیکن ایسا کیوں ہوا ـــــ اس بات کے لئے میں سی۔ ٹو پہنچا تو وہاں آپ کو اس حالت میں دیکھا اور آپ کو وہاں سے لے آیا پھر آپ نے خود ہی ادھر لے آنے کا کہا اور میں یہاں آ گیا" ـــــ گارنر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ـــــ بہر حال تم ٹھیک وقت پر پہنچ گئے ـــــ ورنہ شاید میری کمر کی تکلیف زیادہ بڑھ جاتی ـــــ لیکن میں اب ٹھیک ہوں ـــــ میں نے جیکب کو کال کر دیا ہے کہ وہ اپنے پاس موجود دو افراد کا خاتمہ کر کے سی۔ ٹو میں اس لڑکی کا بھی خاتمہ کر کے یہاں آ جائے ـــــ عمران اور اس کے ساتھی کا خاتمہ تو زیرو بم سے ہو ہی چکا ہے۔ اس طرح میرے خیال میں ہم نے یہاں کی سیکرٹ سروس کا تقریباً خاتمہ کر دیا ہے اور شاید اب اس کا باس ہی باقی رہ گیا ہو گا" ـــــ ڈوگ نے سر ہلاتے

ہوتے کہا۔

"اوہ باس! ـــــ آپ نے زیرو بم عمران اور اس کے ساتھی پر مارا تھا ـــــ ہو سکتا ہے وہ مرے نہ ہوں کیونکہ مجھے وہاں اس آدمی نے بتایا تھا کہ دھماکے کے بعد اس کوٹھی سے دو آدمی نکل کر بھاگ گئے ہیں۔ وہ شاید ملبے میں دب گئے تھے اس لئے ان کی شکل وصورت پہچانی نہ جا سکتی تھی" ـــــ گارنر نے جواب دیا۔

"کک ـــــ کک ـــــ کیا کہہ رہے ہو ـــــ دو آدمی زندہ سلامت نکل بھاگے" ـــــ ڈوگ نے بےاختیار سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس! ـــــ اس وقت تو مجھے یاد تھا کہ آپ سے ذکر کروں گا ـــــ لیکن پھر سی۔ ٹو میں آپ کی حالت دیکھ کر یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی۔ اور اب آپ کے کہنے پر مجھے یاد آیا ہے" ـــــ گارنر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے بروقت یہ بات نہ بتا کر کوئی بہت بڑا جرم کیا ہو۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کا ساتھی زیرو بم سے ہلاک نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ زندہ نکل گئے ـــــ اوہ! یہ تو بہت برا ہوا ـــــ یہ عمران تو واقعی انسان کی بجائے کوئی بھوت ہے۔ اب مجھے یقین آتا جا رہا ہے کہ عمران کو ختم کرنا بہت مشکل ہے"۔ ڈوگ نے بے اختیار دانتوں سے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یس ـــــ باس! ـــــ آپ مجھے حکم کریں ـــــ میں اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں" ـــــ گارنر کے لئے تو کسی کا خاتمہ چٹکی بجانے سے بھی زیادہ

آسان ہے" ـــ گارنر نے کہا۔

"اوہ! ـــ تم نہیں جانتے گارنر! ـــ تم نہیں جانتے۔ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا ـــ لیکن تم دیکھو کہ اب تک کیا ہوا ہے۔ ہم سے ایک آدمی نہیں مارا جا سکا ـــ جب کہ ڈاگ مین کے کتنے اہم آدمی ہلاک ہو گئے ہیں ـــ کس قدر اڈے ختم ہوئے ہیں ـــ کھنڈرات سے مشینری ہمیں فوری پیک کر کے یہاں منتقل کرنی پڑی ہے ـــ یہ سب کچھ ایک آدمی کی وجہ سے ہوا ہے ـــ ٹھیک ہے تم جاؤ ـــ جیکب جیسے ہی پہنچے۔ مجھے اطلاع کرنا۔ لیکن اسے میری اجازت کے بغیر یہاں نہ لے آنا ـــ میں اس دوران سوچ کر اس بارے میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں" ـــ ڈک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ـــ گارنر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ ڈک نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد ڈک نے چونک کر آنکھیں کھول لیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"ٹاسک اور کینی دونوں کو فوراً یہاں بھیجو" ـــ ڈک نے تیز لہجے میں کہا اور نوجوان سر جھکا کر سلام کرتا ہوا واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ٹاسک اور کینی

یکے بعد دیگرے اندر آ گئے۔

"یس باس" ـــ ان دونوں نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں بیٹھو" ـــ ڈک نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں کرسیوں پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

"سنو! ـــ یہاں پاکیشیا میں ہمارا تمام سیٹ اپ بری طرح اپ سیٹ ہو گیا ہے ـــ تقریباً تمام اڈے سامنے آ گئے ہیں ہیروئن سمگلنگ سیکشن بھی بند ہو گیا ہے ـــ کھنڈرات میں کام کرنے والی مشینری بھی پیک ہو کر بند پڑی ہے ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھوت کی طرح مسلسل ہمارا پیچھا کر رہی ہے ـــ خاص طور پر وہ علی عمران ـــ باوجود انتہائی کوششوں کے اس کا خاتمہ نہیں کیا جا سکا ـــ ایسی صورت حال میں اب یہاں مزید کام کرنا تقریباً ناممکن ہو کر رہ گیا ہے ـــ ہمارے چیدہ چیدہ آدمی مارے جا چکے ہیں ـــ اور اگر یہ صورت حال کچھ روز اور مسلسل رہی تو ہو سکتا ہے کہ مجھ سمیت تمام ڈاگ مین تنظیم ہی ختم ہو جائے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم یہاں سے فوری طور پر تمام کام ختم کر کے واپس اپنے مین ہیڈ کوارٹر چلے جائیں ـــ کم از کم سال دو سال گذارنے کے بعد جب یہاں معاملات بھلا دیئے جائیں گے تو پھر ہم دوبارہ یہاں واپس آ سکتے ہیں ـــ تم دونوں کا کیا خیال ہے" ـــ ڈک نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"باس! ـــ آپ حالات کو بہتر سمجھتے ہیں ـــ لیکن یہاں

ہمارے قدم انتہائی مضبوطی سے جمے ہوئے تھے اور پوری دنیا میں ہماری پروڈکٹ اور ہمارے طریقہ کار نے نہ صرف تہلکہ مچا دیا تھا بلکہ ڈاگ مین تنظیم انتہائی عروج پر چلی گئی تھی ــــ اب یہاں سے اس طرح چلے جانے کے بعد ہمیں بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا“ ٹاسک نے جواب دیا۔

”لیکن اگر یہاں رہ کر تنظیم ہی ختم ہو جائے تو ــــ“ ڈک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”باس! ــــ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم تمام کارروائیاں بند کر دیں اور خود مکمل طور پر کیموفلاج ہو کر صورت حال کا جائزہ لیتے رہیں اور اگر ہو سکے تو ایک سیکشن بالکل علیحدہ کر کے اس کا نیا نام رکھ کر اس کے ذمے صرف اتنا کام ہو کہ وہ سیکرٹ سروس سے ٹکرائے اور اس کا خاتمہ کرے ــــ جب یہ سیکشن اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے اور حالات بھی معمول پہ آجائیں تو ہم نئے سرے سے کام شروع کر دیں ــــ کیونکہ تمام سیٹ اپ پیک کر کے واپس جانے سے ہماری تنظیم کی بنیاد اکھڑ جائے گی اور پھر اس کا سنبھلنا مشکل ہو جائے گا ــــ جب کہ یہاں رہ کر اگر ہم سپلائی نہ دیں تو صرف اتنا ہوگا کہ سپلائی رک گئی ہے۔ لیکن تنظیم کی بنیاد تو نہ اکھڑے گی۔“ کیمنی نے کہا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے باس“ ــــ ٹاسک نے فوراً ہی کیمنی کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری تجویز کسی حد تک درست ہے ــــ لیکن اگر وہ سیکشن

کامیاب نہ ہو سکا تو“ ــــ ڈک شاید ذہنی طور پر ہتھیار ڈال چکا تھا

”آپ قطعاً بے فکر رہیں باس! ــــ سپیشل سیکشن آپ میرے حوالے کریں۔ پھر دیکھیں کہ میں ان لوگوں کا خاتمہ کیسے کرتا ہوں ــــ ڈاگ مین میں آنے سے پہلے تو میرا دھندہ ہی یہی تھا“ ــــ کیمنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ــــ اگر تم یہ کام کر دکھاؤ تو مجھے بے حد مسرت ہوگی ــــ اور سنو! ــــ اگر تم کامیاب ہو گئے تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں ڈاگ مین کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل کر لیا جائے گا“ ــــ ڈک نے کہا اور کیمنی کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ اٹھا۔ یہ بہت بڑی آفر تھی۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل ہونے کا مطلب تھا کہ وہ ڈاگ مین کے منافع میں حصہ دار بن جائے گا اور یہ وہ جانتا تھا کہ ڈاگ مین کا منافع اربوں میں ہے۔

”شکریہ باس! ــــ میں اپنی جان لڑا دوں گا“ ــــ کیمنی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”او کے! ــــ تم ایسا کرو کہ اپنی مرضی کے افراد چن لو ــــ الیون فرائی اڈہ ابھی تک محفوظ ہے۔ وہاں ہر قسم کا اسلحہ اور دیگر ضروری اشیاء موجود ہیں ــــ اسے تم سپیشل سیکشن کا ہیڈ کوارٹر بنا لو۔ اور سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران کے خلاف تیز رفتاری سے کام شروع کر دو ــــ نام جو تمہارا جی چاہے رکھ لینا ــــ میں اس دوران یہیں رہوں گا تمہارا اور میرا رابطہ صرف ٹرانسمیٹر پر ہوگا ــــ مجھے وقتاً فوقتاً رپورٹ دیتے رہنا“ ــــ ڈک نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں باس! ___ آپ دیکھیں گے کہ میں کس طرح تیزی سے کام کرتا ہوں ___ مجھے اس سارے مشن کو مکمل کرنے میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ لگے گا" ___ کیپنی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ڈک سپیکنگ" ___ ڈک نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس! ___ گارنر بول رہا ہوں ___ جیکب آگیا ہے باس! اس نے کوڈ درست بتایا ہے ___ اور باس! اس کا میک اپ بھی چیک کر لیا گیا ہے ___ وہ اوکے ہے" ___ گارنر نے کہا۔

"مجھ سے بات کراؤ" ___ ڈک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جیکب بول رہا ہوں باس" ___ دوسرے لمحے رسیور پر جیکب کی آواز ابھری۔

"کیا کیا ہے تم نے" ___؟ ڈک نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"باس! ___ آپ کے حکم کے مطابق ان دونوں قیدیوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے ___ اور پھر وہاں سے آتے ہوئے میں سی۔ٹو کی طرف گیا لیکن وہاں پولیس موجود تھی اس لئے میں اندر نہ جا سکا اور واپس چلا آیا" ___ جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سی۔ٹو میں پولیس ___ لیکن وہاں پولیس کیسے پہنچ گئی" ___؟

ڈک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں نے وہاں جمع شدہ لوگوں سے سرسری سی پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ وہاں چند افراد نے فائرنگ کی ہے اس لئے پولیس وہاں آئی ہے" ___ جیکب نے جواب دیا۔

"ہوں ___ ٹھیک ہے ___ رسیور گارنر کو دو" ___ ڈک نے کہا اور پھر گارنر کی آواز ابھری۔

"گارنر! ___ تم وہیں جیکب کے پاس ٹھہرو ___ میں خود وہیں آرہا ہوں ___ مزید بات چیت میں وہیں آکر کروں گا میرا انتظار کرو" ___ ڈک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے ٹیلیفون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو ٹیلیفون کے نیچے باکس کا ایک خانہ کھل گیا اور ایک مائیکرو ٹیپ کھٹاک کی آواز سے باہر نکل آیا۔

"ٹاسک! ___ تمہارے پاس تمام ممبرز کی آوازوں کا ماسٹر ٹیپ موجود ہے ___ اس پر جا کر جیکب کی آواز کو چیک کرو۔ فوراً اور جلدی۔ اور پھر مجھے رپورٹ دو" ___ ڈک نے مائیکرو ٹیپ ٹاسک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو جیکب پر شک ہے" ___؟ ٹاسک نے ٹیپ لیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے اب اپنے آپ پر بھی شک گزرنے لگا ہے۔ اس لئے میں ہر طرح سے محتاط رہنا چاہتا ہوں ___ جلدی کرو" ___ ڈک نے تیز لہجے میں کہا اور ٹاسک ٹیپ لے کر تیزی سے کمرے سے

باہر نکل گیا۔

"یہ جگہ ہر طرح سے محفوظ ہے یا اس میں کوئی کمی ہے"—— ٹاسک کے جانے کے بعد ڈک نے کینی سے پوچھا۔

"باس!—— اسے مکمل طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے—— اب اس پر پوری فوج بھی حملہ کر دے تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی—— ویسے میں نے گرد باد پیدا کرنے والی مشین بھی نصب کر دی ہے اور اس کی رینج انتہائی وسیع ہے—— اب ہم پہاڑی کے چاروں طرف تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے تک انتہائی طاقتور گرد باد پیدا کر سکتے ہیں"—— کینی نے جواب دیا۔

"ویری گڈ—— لیکن یہ مشین تو پھر چوٹی پر لگانی پڑی ہوگی"—— ڈک نے کہا۔

"یس باس!—— پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک چھجہ نما بڑی چٹان ہے جو تین اطراف سے بالکل بند ہے—— جگہ خاصی کھلی ہے۔ اس لئے مشین وہاں فٹ کی ہے تاکہ رینج بڑھ سکے۔ البتہ اس کی کنٹرولنگ مشین مین آپریشن روم میں ہے"—— کینی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور ڈک نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ٹاسک آندھی اور طوفان کی طرح اندر آیا۔ اس نے ہاتھ میں ایک کمپیوٹر نما مشین اٹھائی ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر شدید جوش کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا"—— ڈک نے اس کا چہرہ اور انداز دیکھتے ہوئے بری طرح چونک کر پوچھا۔ کینی بھی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"ب—— ب—— باس!—— انتہائی حیرت انگیز—— یہ بولنے والا جیکب نہیں ہے—— یہ مصنوعی آواز ہے۔ مشین نے اسے چیک کر لیا ہے"—— ٹاسک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا—— کیا کہہ رہے ہو"—— ڈک بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اچانک اٹھنے سے اس کے چہرے پر ہلکی سی تکلیف کے آثار نمایاں ہوئے لیکن پھر جلد ہی غائب ہو گئے۔ کینی بھی حیرت کی شدت سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"میں اسی لئے مشین ساتھ لے آیا ہوں—— یہ آدمی جیکب نہیں ہے"—— ٹاسک نے کہا اور اس نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین میز پر رکھی اور پھر اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے مشین پر موجود مختلف ڈائلوں میں سوئیاں حرکت میں آ گئیں اور مختلف جگہوں پر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور مشین کے درمیان میں موجود ایک خانے میں ڈی کا حرف ابھر آیا۔ یہ حرف سرخ رنگ میں تھا۔

"اوہ!—— اس کا مطلب ہے کہ میرا محتاط رہنا درست ثابت ہوا—— یہ واقعی جیکب نہیں ہے اور یہ جیکب کے میک اپ میں کوئی اور ہے—— یہ یقیناً سیکرٹ سروس کا آدمی ہوگا—— جیکب بھی ان کے ہتھے چڑھ گیا ہے"—— ڈک نے زور سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"باس!—— میں اسے گولی مار دوں"—— کینی نے تیز لہجے

میں کہا۔

"ٹھہرو! ـــــ یہ یقیناً اکیلا نہیں آیا ہوگا۔ اس نے یقیناً جیکب سے پوری معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے وہ کوڈ وغیرہ درست بتا کر اندر آنے میں کامیاب ہو گیا ہے ـــــ کیپٹی! تم فوراً کنٹرولنگ سیکشن میں جاؤ اور باہر چاروں طرف نگرانی کرو ـــــ اگر کوئی بھی آدمی نظر آئے۔ اُسے گولی مار دو ـــــ ورنہ گرد باد کے ذریعے ہلاک کر دو ـــــ اور ٹاسک! ـــــ تم اندرونی تمام افراد کو چوکنا کر دو ـــــ میں اس کے پاس جاتا ہوں جس اسے زندہ قابو میں کرنا ہوگا ـــــ پھر اس کے ذریعے باقی افراد کو بھی ٹریس کیا جا سکتا ہے" ـــــ ڈک نے تیز لہجے میں کہا اور جلدی سے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ریوالور نکالا اور جیب میں ڈال کر وہ اس طرح تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے اس کی کمر میں کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ ہو۔

عمران نے رسیور گارنر کی طرف بڑھایا اور خود اطمینان سے بیٹھ کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اس کی تیز نظریں پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ اس وقت جیکب کے میک اپ میں تھا چونکہ اسے اندازہ تھا کہ سپلائی ڈپو نمبر تھری میں میک اپ چیکنگ مشین موجود ہوگی اس لئے اس نے خاص طور پر ایسا میک اپ کیا تھا کہ جو مشین سے چیک نہ ہو سکے۔

جیکب کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ ٹائیگر۔ نعمانی۔ جولیا اور خاور کو ساتھ لے کر جیکب کی کار میں ہی دانش منزل پہنچا تھا اور پھر دانش منزل کے گیسٹ روم میں بیٹھ کر سب کے سامنے اس نے ایکسٹو کو اب تک کی مکمل رپورٹ دی اور پھر ایکسٹو کے مشورے سے اس نے جیکب کے میک اپ میں ان کے اہم ترین اڈے میں داخلے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس نے بات چیت کے دوران ہی خصوصی کوڈ میں

بلیک زیرو کو اپنا آئیڈیا دے دیا تھا۔ اس لئے بلیک زیرو نے اُسے وہی احکامات دیئے تھے جو کہ عمران چاہتا تھا۔

عمران نے اپنے آپ پر جیکب کا خصوصی میک اَپ کرنے کے بعد خود جولیا۔ ٹائیگر۔ خاور اور نعمانی کا میک اپ کیا اور انہیں اس مشن کے لئے خصوصی ہدایات دیں۔ اس کے پلان کے مطابق خاور اور جولیا پہاڑی کے عقبی طرف سے اور ٹائیگر دائیں طرف اور نعمانی نے بائیں طرف موجود رہنا تھا۔ سب کے پاس خود کار اسلحہ اور خصوصی بم موجود تھے۔ واچ ٹرانسمیٹر پر مزید ہدایات ملنی تھیں۔ عمران نے انہیں ہدایات دے کر پہلے بھیج دیا تھا اور خود وہ بعد میں جیکب کی کار میں رہی کھنڈرات کی طرف آیا تھا۔ یہاں وہ آسانی سے اڈے کے اندر پہنچ گیا تھا اور ڈک سے اس کی بات چیت ہو گئی تھی۔ ڈک کو اس پر شک نہ ہوا تھا۔ بلکہ اب ڈک خود اس سے ملنے آرہا تھا۔ اور یہ عمران کے نقطہ نظر سے انتہائی مفید بات تھی۔ اس نے ڈک سے بات چیت کے بعد یہی پلان بنایا تھا کہ وہ اس گارنر کا خاتمہ کر کے ڈک کو قابو میں کرے گا اور اس کے بعد وہ ڈک کی مدد سے پورے اڈے پر قبضہ کرے گا۔ آتے وقت اس نے بلیک زیرو کو بھی تفصیلی ہدایات دے دی تھیں اور بلیک زیرو نے اس کی ہدایات کے مطابق فوج کے کمانڈر سے بات کر کے ایک خصوصی چھاپہ مار دستہ تیار رکھنا تھا۔ جو عمران کا کاشن ملتے ہی تیز رفتار ہیلی کاپٹروں کی مدد سے اس پہاڑی پر اترتا اور پھر اڈے پر قابض ہو جاتا۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کے ذمے یہ کام تھا کہ اگر پہاڑی کی کسی سائیڈ

سے ڈاگ مین کا کوئی آدمی نکل کر فرار ہونے لگے تو اسے کور کر لیں۔ گارنر نے ڈک سے بات کر کے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ عمران بول پڑا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ چیف باس براہ راست مجھ سے کیا بات کرنا چاہتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جیکب کے لہجے میں گارنر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"باس موجودہ صورت حال کی وجہ سے بے حد پریشان ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہو"۔۔۔۔ گارنر نے جواب دیا۔

"ایسی پریشانی کی تو میرے خیال میں کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ باس یہاں انتہائی محفوظ ہے۔۔۔ اور پھر یہاں کا خیال بھی کسی کو نہیں آسکتا۔۔۔ قیدی مر چکے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ جگہ تو محفوظ ہے۔۔۔ یہاں تو اگر پوری فوج بھی آجائے تو اندر داخل نہیں ہو سکتی۔۔۔ گرد باد مشین کمپنی نے پہاڑی کی چوٹی پر فٹ کر کے اس کی رینج بہت بڑھا دی ہے۔۔۔ اس طرح یہ جگہ تو بالکل ہی محفوظ ہو گئی ہے۔۔۔ لیکن یہاں چھپ کر بیٹھے رہنے سے تو کام نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔ گارنر نے کہا۔

"پہاڑی کی چوٹی پر۔۔۔ پھر تو وہاں ہر وقت آدمی رکھنے پڑتے ہوں گے"۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ اس کے لئے نئی بات تھی۔

"آدمیوں کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ مشین اوپر ہے وہ ایک پچھیدار

چٹان کی صورت میں ہے ـــــ لیکن کنٹرولنگ مشین تو اندر آپریشن روم میں ہے" ـــــ گارنر نے جواب دیا اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر پریشانی کیا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکو گے ـــــ یہ ہائی لیول کی باتیں ہیں۔ ڈاگ مین تنظیم کے پیچھے مقامی سیکرٹ سروس پڑی ہوئی ہے۔ اور یہ لوگ انتہائی عیار ہیں ـــــ دراصل باس نے خود ہی ڈھیل دی ہے ورنہ انہیں سڑک پر ہی آسانی سے ختم کیا جا سکتا تھا" ـــــ گارنر نے کہا۔

"سڑک پر ـــــ وہ کیسے" ـــــ؟ عمران نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا اور جواب میں گارنر اسے تفصیل بتانے لگا کہ کس طرح سیکرٹ سروس کی کاروں میں اس نے بیہوش کرنے والے کیپسول ڈالے اور عمران سمجھ گیا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے وہ واردات کی تھی اور پھر لازماً یہ وہی آدمی ہے جو دھماکے کے بعد عقبی کوٹھی میں سے ڈک کو اٹھا کر لایا تھا۔

"مجھے معلوم ہوا تھا کہ باس کو چوٹ لگ گئی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہاں! ـــــ لگ گئی تھی ـــــ لیکن میں بروقت پہنچ گیا اور اب باس ٹھیک ہے" ـــــ گارنر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا، دروازہ کھلا اور ڈک ایک اور آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ڈک کے اندر داخل ہوتے ہی گارنر احتراماً کھڑا ہو گیا اور ظاہر ہے عمران نے اس کی پیروی کرنی تھی اس لئے وہ بھی کھڑا ہو گیا

"بیٹھ جاؤ" ـــــ ڈک نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور گارنر اور عمران دونوں بیٹھ گئے۔ جبکہ ڈک ان کی سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ اور ڈک کے ساتھ آنے والا آدمی جس کے ہاتھ میں ریوالور تھا دروازے کے قریب ہی رک گیا۔

"گارنر! ـــــ تم جاؤ ـــــ میں نے جیکب سے خاص باتیں کرنی ہیں" ڈک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد گارنر سے مخاطب ہو کر کہا اور گارنر یس باس ـــــ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہو گیا۔

"تم آپریشن روم میں ٹاسک سے جا کر ملو ـــــ وہ تمہیں مزید ہدایات دے گا" ـــــ ڈک نے کہا اور گارنر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اور دروازہ بند ہو گیا۔

"ہاں تو جیکب! ـــــ اب تم بتاؤ کہ تم نے قیدیوں کو کس طرح ہلاک کیا" ـــــ ڈک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے انہیں گولی مار دی تھی" ـــــ عمران نے کہا۔

"جیکب کا کیا حشر ہوا" ـــــ؟ اچانک ڈک نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"چونکنے کی ضرورت نہیں ـــــ مجھے معلوم ہے کہ تم اصل جیکب نہیں ہو ـــــ میں نے تمہاری آواز ماسٹر ٹیپ سے چیک کرائی ہے اور حرکت بھی نہ کرنا ـــــ ورنہ گولی تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دے گی" ـــــ ڈک نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور چمکنے لگا۔

ادھر دروازے کے پاس کھڑے آدمی نے بھی ریوالور کا رُخ عمران کی طرف کر دیا تھا۔ اس طرح عمران واقعی خطرناک سچویشن میں پھنس گیا تھا۔ اگر وہ ڈک پر حملہ کرتا تو دوسرا آدمی جو خاصے فاصلے پر کھڑا تھا آسانی سے اسے نشانہ بنا سکتا تھا اور اگر وہ اس طرف متوجہ ہو تو ڈک کا داؤ چل سکتا تھا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"جیکب بھی ظاہر ہے وہیں گیا ہو گا ——— جہاں تمہاری تنظیم کے باقی لوگ گئے ہیں ——— اور جہاں آخر کار تم نے پہنچنا ہے" ——— عمران اس بار اپنی اصل آواز میں بولا۔ اور اس کی آواز سن کر ڈک بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"اوہ! ——— تو تم علی عمران ہو ——— مجھے حیرت ہے کہ تم زیرو بم۔ کیسے بچ گئے" ——— ڈک نے غراتے ہوئے کہا۔

"جو بم ہی زیرو ہو۔ اس بے چارے نے مجھے کیا کہنا تھا ——— ویسے ایک بات بتا دوں کہ تمہارا یہ اڈہ پوری طرح سیکرٹ سروس اور فوج کے گھیرے میں ہے ——— میں نے صرف کاشن دینا ہے اور اس کے بعد یہاں موجود تمہارا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچ کر جا سکے گا اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہاں میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا ——— اور مجھے بے حد خوشی ہے کہ آخر کار تم میرے قابو میں آ ہی گئے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا ——— اور سنو! ——— یہ بھی نہ سمجھنا کہ یہاں ہم صرف دو ہیں ——— دو سو آدمیوں کی آنکھیں اس کمرے پر لگی ہوئی ہیں" ———

ڈک نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو پھر تم کیا چاہتے ہو ——— گولی مارنی ہے تو مار دو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر میں تمہیں گولی مارنا چاہتا تو اندر داخل ہوتے ہی مار دیتا ——— تم سے میں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق معلومات چاہتا ہوں تاکہ میں ہمیشہ کے لئے اس عذاب کا خاتمہ کر دوں ——— اور یہ معلومات تمہیں ہر قیمت پر بتانی پڑیں گی" ——— ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔

"ضرور بتاؤں گا ——— مجھے سیکرٹ سروس سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے ——— میں تو فری لانسر آدمی ہوں ——— لیکن تمہیں اس کے لئے رقم خرچ کرنی پڑے گی" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور اس نے میز پر رکھا ہوا ہاتھ آہستہ سے واپس ہٹا لیا۔

"بکواس مت کرو ——— سیدھی طرح بات کرو ——— تفصیل بتاؤ" ڈک نے بھیرتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو میں بکواس کر رہا ہوں ——— تو پھر سنجیدہ بات ہو ہی جائے تو زیادہ بہتر ہے" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت کرسی پر بیٹھے بیٹھے اوپر کو چھلانگ لگائی۔ اسی لمحے بیک وقت دو فائر ہوتے، ایک ڈک کے ریوالور سے اور دوسرا دروازے کے پاس کھڑے آدمی کے ریوالور سے ——— لیکن عمران کے جسم سے ایک بھی گولی نہ ٹکرا سکی۔ کیونکہ عمران ان دونوں کی رینج سے اوپر اٹھ چکا تھا۔

اسی لمحے عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور اس کے ہاتھ میں موجود

پیپر ویٹ کسی گولی کی طرح اس آدمی کی پیشانی پر پڑا - اور وہ بری طرح چیختا ہوا دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ پیپر ویٹ پھینکتے وقت عمران نے ساتھ ہی فضا میں قلابازی کھائی اور ڈک کی دوسری گولی اس کی پسلیوں کے ساتھ قریباً رگڑ کھاتی ہوئی نکل گئی۔ لیکن عمران نے ڈک کو تیسرا فائر کرنے کی مہلت نہ دی اور عمران کا جسم پوری قوت سے ڈک سے ٹکرایا اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ ریوالور ڈک کے ہاتھوں سے نکل گیا۔

جس آدمی کی پیشانی پر پیپر ویٹ لگا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بری طرح جھول رہا تھا۔ اس کی پیشانی سے خون کا فوارہ سا پھوٹ پڑا تھا۔

ڈک اور عمران ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہی اس طرح اچھل کر اٹھے جیسے دونوں ہی سپرنگوں کے بنے ہوئے ہوں۔ ڈک نے اٹھتے ہی عمران کے پہلو میں لات مارنی چاہی لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹا بلکہ اس کا جسم اتنی ہی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے ڈک بری طرح چیختا ہوا اس کے ہاتھوں پر اٹھتا ہوا فضا میں بلند ہوا اور پھر جیسے ہی اس کا جسم نیچے گرنے لگا۔ عمران کا ہاتھ ایک لمحے کے لئے اس کے گرتے ہوئے جسم کے نیچے پھیل کر کسی چلتے ہوئے آرے کی طرح سمٹا اور ڈک کے حلق سے اس قدر بھیانک چیخ نکلی کہ جیسے عمران کے ہاتھ نے اس کی روح بھی اس کے جسم سے سمیٹ لی ہو اور ڈک کا بھاری جسم کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش سے ٹکرایا۔ اسی لمحے عمران اچھلا اور اس کے دونوں

پیر پوری قوت سے ڈک کی پشت پر پڑے اور ڈک کا جسم منہ کے بل پڑا ہوا اس طرح اوپر نیچے ہونے لگا جیسے لوہار دھونکنی پھونکتے ہیں۔ اور ایک جھٹکے کے بعد ڈک ساکت ہو گیا۔

عمران تیزی سے دروازے کے پاس موجود آدمی کی طرف پلٹا لیکن وہ آدمی دروازے کے پاس ہی ڈھیر ہوا پڑا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران واپس پلٹا اور اس نے جلدی سے ڈک کو سیدھا کیا اور اس کی نبض چیک کی۔ اس کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ گہری بیہوشی میں ڈوب گیا ہے

اسی لمحے کمرے میں پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی یہ وہی ٹیلیفون تھا جس سے اس نے گارنر کی موجودگی میں ڈک سے بات کی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— عمران نے ڈک کے لہجے میں کہا۔

"ڈاسک بول رہا ہوں جناب! ——— کیتھی نے اطلاع دی ہے کہ اس نے پہاڑی کے دائیں طرف ایک نوجوان کو چیک کیا ہے جو ایک پہاڑی چٹان کی اوٹ میں چھپا ہوا ہے ——— وہ شاید سیکرٹ سروس کا آدمی ہے" ——— ایک آواز سنائی دی۔

"بالکل ہو گا ——— تم ایسا کرو کہ اسے زندہ پکڑ کر یہاں میرے پاس لے آؤ ——— اور سنو! ——— ایک میک اپ باکس بھی اس کے ساتھ ہی بھیج دینا ——— میں نے اس نقلی جیکب سے بات چیت کر کے سیکرٹ سروس کے خاتمے کا ایک نیا پلان مرتب کیا ہے ——— اس آدمی کو ہر صورت میں زندہ رہنا چاہئے ——— اور وہ زخمی وغیرہ بھی نہ ہو۔ ورنہ سارا پلان فیل ہو جائے گا" ——— عمران نے ڈک کے

لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر! ——— یہ کس طرح ممکن ہے ——— اگر اُسے گرداب کے ذریعے بھی اٹھایا گیا۔ تب بھی اس کا زخمی ہونا لازمی ہے" ——— ٹاسک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کبھی عقل بھی استعمال کر لیا کرو ——— تم گارنر کو اس کے پاس بھیجو ——— گارنر دور سے اُسے آواز دے کر کہے گا کہ جیکب نے اُسے بھیجا ہے اور جیکب اُسے اندر بلا رہا ہے ——— ظاہر ہے کہ اس آدمی کو تو یہ علم نہیں کہ جیکب کو چیک کر لیا گیا ہے اس لئے وہ ٹریپ میں آجائے گا ——— گارنر اُسے ساتھ لے کر اندر آئے گا تو تم میک اپ باکس اس کے ہاتھ میں دے کر اُسے اس کمرے میں دھکیل دینا ——— باقی میں سنبھال لوں گا" ——— عمران نے سخت لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"او کے سر! ——— میں ایسا ہی کرتا ہوں جیسا آپ نے حکم دیا ہے" ٹاسک نے جواب دیا۔ لیکن عمران کو اس کے لہجے میں حیرت اور یقین نہ آنے والا عنصر نمایاں طور پر محسوس ہو رہا تھا اور ظاہر ہے یہ بات تھی بھی تقریباً ناممکن کہ گارنر کے کہنے سے وہ آدمی اطمینان سے اندر آجائے گا۔ لیکن عمران نے اور منصوبہ سوچ لیا تھا۔ چنانچہ رسیور رکھتے ہی اس نے اپنے کالر کا ایک کونا چٹکی سے پکڑ کر زور سے کھینچا تو ایک دھاگہ نما تار باہر نکل آئی جس کے آگے کا سرا ذرا سا موٹا تھا۔ عمران نے اس موٹے سرے کو زور سے مروڑا اور پھر اسے منہ سے لگا لیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ٹائیگر ——— عمران کالنگ۔ اوور" ——— عمران نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"یس ——— ٹائیگر اٹنڈنگ۔ اوور" ——— اسی سرے سے ہلکی سی ٹائیگر کی آواز ابھری۔

یہ عمران کا اپنا ایجاد کردہ مخصوص قسم کا جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا جسے کسی صورت میں بھی چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

"ٹائیگر! ——— ابھی تھوڑی دیر میں ایک آدمی پہاڑی میں سے نکل کر تمہارے پاس پہنچے گا ——— وہ اپنا نام گارنر بتائے گا اور نہیں کہے گا کہ جیکب نے تمہیں اندر بلایا ہے ——— تم اطمینان سے اس کے ساتھ اندر آجانا ——— پھر تمہیں میک اپ باکس دیا جائے گا۔ وہ لے کر جس کمرے میں وہ تمہیں بھیجیں آجانا ——— اوور اینڈ آل"۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تار کے موٹے سرے کو دوبارہ مروڑ کر اس نے چھوڑ دیا تو تار واپس کالر میں گم ہو گئی۔

عمران نے آگے بڑھ کر ڈک اور دوسرے آدمی کے ہاتھوں سے نکلے ہوئے ریوالور سمیٹے اور دونوں کو ہاتھوں میں لے کر دروازے کے قریب ایک سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

ڈک اور دوسرا آدمی جس جگہ پڑے ہوئے تھے وہاں سے دروازہ کھلنے پر وہ فوری طور پر نظر نہ آسکتے تھے۔ اس لئے عمران نے ان کی پوزیشنیں تبدیل کرنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ اور وہ دونوں جہاں پڑے تھے وہیں رہنے دیئے۔

تھوڑی دیر بعد دروازے کے باہر قدموں کی آواز ابھری اور

عمران چوکنا ہو گیا۔

دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک میک اپ باکس موجود تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

ٹائیگر اندر داخل ہوتے ہی حیرت بھرے انداز میں کمرے کی سچوئشن دیکھنے لگا۔

"جلدی کرو ٹائیگر ۔۔۔ سامنے ڈک پڑا ہوا ہے ۔۔۔ اس کا لباس اتار کر خود پہن لو اور اپنا لباس ڈک کو پہنا دو ۔۔۔ اب تم نے ڈک کی جگہ لینی ہے ۔۔۔ اس کا جسم اور قد و قامت تم سے ملتا ہے اس لئے جیسے ہی مجھے تمہارے متعلق اطلاع ملی۔ میں نے تمہیں یہاں بلوا لیا ہے ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ انہیں کسی بھی لمحے شک پڑ سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے ایک طرف پڑے ہوئے ڈک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر انتہائی تیزی سے ڈک کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ عمران خود اس آدمی کی طرف بڑھا جس کی پیشانی پھٹ گئی تھی۔ اس نے اس کا لباس تیزی سے اتارا اور پھر اس نے اپنا لباس اتار کر اس آدمی کو پہنایا اور خود اس کا لباس پہننا شروع کر دیا۔

لباس تبدیل کرنے کے بعد عمران نے ریوالور کے دستے کے وار اس آدمی کے چہرے پر انتہائی تیز رفتاری سے کرنے شروع کر دیئے چند ہی لمحوں بعد اس آدمی کا چہرہ بری طرح مسخ ہو کر پہچانے جانے

کے قابل نہ رہا۔ تو عمران پیچھے ہٹا۔ پھر اس نے میک اپ باکس کھولا اور اس میں موجود ٹیوبیں نکال کر اس نے پھرتی سے اس آدمی کا میک اپ اپنے چہرے پر کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔

چند لمحوں بعد جب عمران کے ہاتھ رکے تو وہ ڈک کے اس ساتھی کا روپ دھار چکا تھا جو اب عمران کا لباس پہنے فرش پر مسخ شدہ چہرہ لئے پڑا ہوا تھا۔

ٹائیگر اس دوران لباس تبدیل کر چکا تھا اس لئے عمران نے اس کے چہرے پر ڈک کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ ٹائیگر کو ڈک کی آواز۔ لہجے اور دوسری ضروری ہدایات بھی دیتا جا رہا تھا۔ جب ٹائیگر مکمل طور پر ڈک کے روپ میں آ گیا تو عمران نے آگے بڑھ کر فرش پر بیہوش پڑے ہوئے ڈک کے چہرے پر ٹائیگر کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد پوری سچوئشن ہی تبدیل ہو چکی تھی۔ ٹائیگر اب رِنگ مین کا چیف باس ڈک بن چکا تھا جب کہ ڈک ٹائیگر کے روپ میں بیہوش پڑا ہوا تھا۔

ٹاسک نے سامنے میز پر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین کا بٹن دبایا تو مشین کے کونے پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔ اسی لمحے سکرین پر کیپی کی شکل ابھر آئی۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ٹاسک! ۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے ۔۔۔؟ گارڈ اس آدمی کو ساتھ لے کر اڈے میں آیا ہے ۔۔۔ جبکہ چیف باس نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی بھی آدمی کو دیکھتے ہی گولی سے اڑا دوں"۔ کیپی کی تیز آواز سنائی دی۔

"یہ چیف باس کے حکم پر ہی کیا گیا ہے ۔۔۔ وہ اس نقلی جیکب کو استعمال کر رہا ہے ۔۔۔ اس نے اس آدمی کے ہمراہ میک اپ باکس بھی منگوایا ہے"۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو میک اپ باکس! ۔۔۔ اوہ ٹاسک! ۔۔۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے ۔۔۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ضرور کوئی گڑبڑ

ہے ۔۔۔ چیف باس کو میک اپ باکس اس طرح منگوانے کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔ کیپی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی خاص پلاننگ ہو ۔۔۔ تمہیں باس کی عادت کا تو علم ہے ۔۔۔ وہ بڑی گہری پلاننگ کرتا ہے"۔۔۔ ٹاسک نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹاسک! ۔۔۔ یہ موقع صرف قیاسیات کا نہیں ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ چیف باس والے کمرے کو چیک کرو ۔۔۔ فوراً"۔۔۔ کیپی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں چیف باس سے بات کرتا ہوں"۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا۔ کیپی کی باتوں نے واقعی اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا۔

"بات تمہیں ۔۔۔ انٹرکام پر اس کمرے کو چیک کرو اور دیکھو کہ وہاں کیا ہو رہا ہے ۔۔۔ کیا پوزیشن ہے"۔۔۔ کیپی نے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ چیف باس کی اجازت کے بغیر انٹرکام استعمال نہیں ہو سکتا ۔۔۔ میں ٹیلیفون پر بات کرتا ہوں۔ پھر میں تمہیں صورت حال بتاؤں گا"۔۔۔ ٹاسک نے کہا اور مشین کا بٹن آف کر کے اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے چیف باس ڈک اندر داخل ہوا اس کے پیچھے گارڈ تھا اور اس سے پیچھے چیف باس کے ساتھ جانے والا مارلیو تھا جس نے کاندھے پر ایک بیہوش آدمی کو اٹھا رکھا تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جسے گارڈ کے ذریعے میک اپ باکس سمیت اس کمرے

میں ٹاسک نے بھیجا تھا۔

"بب — بب — باس! — میں آپ کو فون کرنے والا تھا کینی بے حد پریشان تھا" — ڈک کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر ٹاسک نے بوکھلا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں — وہ کیوں پریشان تھا" — ڈک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اس کی چھٹی حس گڑبڑ کا اعلان کر رہی تھی — باس! — وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ میں ایکڑو کام سے کمرے کی سچویشن چیک کروں۔ لیکن باس! — میں نے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ آپ اسے مداخلت نہ سمجھیں" — ٹاسک نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"گارنر" — ڈک نے مڑ کر گارنر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" — گارنر نے چونک کر مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ نقلی چیک تو بے کار آدمی تھا — وہ صرف ایک معمولی سا مہرہ تھا۔ میں نے اس کا خاتمہ کر دیا ہے — لیکن یہ آدمی انتہائی اہم ہے اور میں اسے سپیشل اڈے میں لے جانا چاہتا ہوں — تم نے میرے ساتھ چلنا ہے" — ڈک نے گارنر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس" — گارنر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کینی کو ہدایات دے دو کہ ضرورت سے زیادہ پریشانی بھی گڑبڑ پیدا کر دیتی ہے — اس لئے وہ سب کام اطمینان سے کرے — اور ویسے بھی اب زیادہ نگرانی کی ضرورت نہیں رہی۔

نقلی چیک ختم ہو چکا ہے — اور یہ اہم آدمی میرے ہاتھ آ گیا ہے۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا" — ڈک نے کہا۔

"باس! — اگر آپ کہیں تو میں باس کینی کے پاس چلا جاؤں" اچانک پیچھے کھڑے مارلیرو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں! — ٹھیک ہے — تم کینی کے پاس چلے جاؤ" — ڈک نے مڑ کر کہا۔

"اگر آپ حکم دیں باس! — تو میں گارنر کو ساتھ لے جاؤں" — مارلیرو نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! — مجھے تمہاری عقلمندی پر خوشی ہوئی ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس آدمی کو یہیں لٹا دو اور خود گارنر کو ساتھ لے کر کینی کے پاس جاؤ — اور وہاں سے مجھ سے بات کرو — میں تمہیں اور کینی کو خصوصی ہدایات دوں گا" — ڈک نے کہا۔

"لیکن باس! — ابھی تو آپ اسے سپیشل اڈے پر لے جا رہے تھے" — گارنر نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"نہیں! — اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے — میں اس سے یہیں پوچھ گچھ کر لوں گا" — ڈک نے کرخت لہجے میں کہا اور گارنر نے سر جھکا دیا۔

مارلیرو نے کاندھے پر اٹھائے ہوئے بیہوش آدمی کو وہیں ایک طرف کاؤچ پر لٹایا اور پھر گارنر کی طرف مڑ گیا۔

"آؤ گارنر" — مارلیرو نے کہا اور گارنر نے ایک لمحے کے لئے ڈک کی طرف دیکھا اور ڈک کے اشارے پر وہ مارلیرو کے ساتھ بیرونی

دروازے کی طرف مڑ گیا۔

جب وہ دونوں دروازے سے باہر نکل گئے تو ڈک ٹاسک کی طرف متوجہ ہوا۔

"یہاں موجود سب افراد کو باہر بھیج دو ــــ میں نے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے" ــــ ڈک نے سخت لہجے میں ٹاسک سے مخاطب ہوکر کہا اور ٹاسک نے آپریشن روم میں موجود چار مسلح افراد کو باہر جانے کا حکم دیا۔ جب وہ چاروں مسلح افراد باہر چلے گئے تو ڈک ٹاسک کی طرف متوجہ ہوا۔

"سنو! ــ اس وقت یہاں کتنے افراد ہیں" ــ ڈک نے پوچھا۔

"جناب! ــ بیس مسلح افراد موجود ہیں جو تمام پوائنٹس پر پھیلے ہوئے ہیں ــــ صرف یہ چار آدمی آپریشن روم کے لئے ہیں" ــــ ٹاسک نے جواب دیا۔ ویسے اب اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ان سب کو ایک جگہ پر اکٹھا کرو ــــ میں انہیں خاص ہدایات دینا چاہتا ہوں ــــ لیکن رُوبرو نہیں" ــــ ڈک نے کہا۔

"تو انہیں بڑے ہال میں اکٹھا کروں۔ لیکن ــــ" ٹاسک نے حیرت بھرے لہجے میں کہنا چاہا۔ لیکن پھر ہچکچا کر رُک گیا۔

"ٹھیک ہے ــــ اور سنو! ــــ جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو ــــ جلدی" ــــ ڈک کا لہجہ یکلخت کرخت ہو گیا۔

"یس باس" ــــ ٹاسک نے فوراً گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ جلدی سے بائیں طرف دیوار میں نصب ایک ٹیلیفون سیٹ جیسے آلے کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کے ساتھ منسلک رسیور

اٹھا کر کان سے لگایا اور پھر اس پر موجود مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ تقریباً آٹھ بٹن پریس کرنے کے بعد اس نے ایک بڑا سا سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ــ ہیلو ــ ٹاسک کالنگ" ــــ ٹاسک نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ان آٹھوں بٹنوں کے اوپر سبز رنگ کے بلب جل اٹھے۔

"تمام لوگ اپنے اپنے پوائنٹس چھوڑ کر مین ہال میں پہنچ جائیں۔ چیف باس تمہیں خصوصی ھدایات دینا چاہتے ہیں" ــــ ٹاسک نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور واپس ہک سے لٹکا دیا اور تمام بلب یکلخت بجھ گئے۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈک کچھ کہتا اچانک میز پر پڑی ہوئی اس چھوٹی سی مشین سے سیٹی کی تیز آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کے کونے میں موجود سکرین روشن ہو گئی۔

"ہیلو ــ ہیلو ٹاسک! ــــ میں کیتھی بول رہا ہوں ــــ گڑبڑ ہو گئی ہے ــــ میں نے چیک کر لیا ہے ــــ مالیر و میک اپ میں ہے وہ کوئی مقامی آدمی ہے ــــ تمہارے پاس کون ہے ــــ؟" کیتھی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کک ــ کک ــ کیا کہہ رہے ہو ــــ میرے پاس تو چیف باس موجود ہیں" ــــ ٹاسک نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے پورے آپریشن روم میں تیز روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا۔ اور پھر کیتھی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ چیف باس نہیں ہے ـــــ یہ مقامی آدمی ہے ـــــ
چیف باس وہ ہے جو کاؤچ پر بیہوش پڑا ہوا ہے اس پر اسی مقامی کا میک اَپ کیا ہوا ہے ـــــ اسے گولی سے اڑا دو.
یہ چیف باس نہیں ہے ـــــ یہ دشمن ہے" ـــــ کیمی اتنے زور سے چیخا کہ اس کی آواز پھٹ گئی۔

ٹاسک یہ سنتے ہی بُری طرح اُچھلا۔ مگر اسی لمحے ڈک نے بڑے اطمینان سے اپنی پُشت پر موجود ہاتھ سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی گولی ٹاسک کی کھوپڑی کو ٹکڑوں میں تبدیل کر گئی اور ٹاسک کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح دھڑام سے نیچے گرا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک مشین گن بردار دروازے پہ نمودار ہوا اور یکلخت اس نے مشین گن کا فائر کھول دیا۔

ڈک بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اُچھلا اور مشین گن کی گولیاں اس کے پاؤں کے نیچے سے نکل گئیں۔

دوسرے لمحے ایک بار پھر دھماکہ ہوا اور مشین گن بردار چیخا ہوا وہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ ڈک کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی نے اس کے سینے میں سوراخ کر دیا تھا۔ ڈک قلابازی کھا کر سیدھا دروازے کے پاس جا کھڑا ہوا۔

اس مشین گن بردار کے نیچے گرتے ہی دوسرا مشین گن بردار اچھل کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ ڈک نے یکلخت فائر کھول دیا اور

وہ چیختا ہوا پہلو کے بل سائیڈ پر جا گرا۔

اسی لمحے کمرے میں تیز سُرخ روشنی کا دھارا سا پھیل گیا اور ڈک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے یکلخت جان سی نکل گئی ہو۔ وہ بے جان بُت بن کر نیچے فرش پر گرا اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔

اسی لمحے دروازے میں بیک وقت دو افراد اندر داخل ہوئے اور انہوں نے دائیں بائیں مشین گنوں کے فائر کھول دیئے۔ لیکن پہلے برسٹ کے بعد دوسرا چلانے کی انہیں بھی توفیق نہ ہوئی اور وہ دونوں بھی منہ کے بل فرش پر گرے اور بے حس و حرکت پڑے رہے دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا۔

عمران مارلیرو کے میک اپ میں گارنر کو ساتھ لئے تیزی سے ایک راہداری کراس کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ ڈک کے روپ میں ٹائیگر تھا۔

ٹاسک نے جیسے ہی کینی کے متعلق بتایا تھا کہ وہ پریشان ہے تب ہی سے عمران نے اپنا پروگرام بدل دیا تھا۔ ورنہ پہلے وہ ٹائیگر سے یہی کہہ کر آیا تھا کہ وہ ڈک کو ساتھ لے کر اس اڈے سے پہلے باہر نکلیں گے اور پھر ڈک کو اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا کر وہ واپس اڈے میں آئیں گے تاکہ ڈک محفوظ ہو جاتے۔ وہ اسے ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کمرے سے باہر نکلتے ہی اسے ایک طرف کھڑا گارنر نظر آگیا تھا اس لئے عمران نے ٹائیگر کو مخصوص کوڈ میں سرگوشی کی اور ٹائیگر نے بطور ڈک گارنر کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا۔ تاکہ کمرے کے اندر جا کر گارنر صورت حال کا اندازہ نہ کر سکے۔

کینی کی بات سنتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ کینی، ٹاسک سے کہیں زیادہ ہوشیار آدمی ہے۔ اس لئے اس نے فوراً ہی پروگرام بدلا اور پھر ٹائیگر کو وہیں چھوڑ کر وہ گارنر کو ساتھ لے کر کینی کی طرف بڑھا تاکہ پہلے کینی کا بندوبست کر سکے۔ اُسے یقین تھا کہ ٹائیگر اس کے پیچھے صورت حال کو سنبھال لے گا۔

"مارلیرو! ـــ آج میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا ہوں کہ چیف باس سے تم نے بڑی کھلی باتیں کی ہیں" ـــ گارنر نے چلتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہیں نہیں معلوم ـــ اندر کمرے میں جب میں چیف باس کے ساتھ تھا تو میں نے اس نقلی جیکب سے چیف باس کی جان بچائی ہے ـــ اگر میں بروقت ایکشن نہ لیتا تو چیف باس ختم ہو جاتا ـــ اس لئے چیف باس نے مجھے اپنا نمبر ٹو بنا دیا ہے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا! ـــ اسی لئے تم اس طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ واہ! مبارک ہو ـــ پھر تو تم ہم سب کے بھی باس ہو گئے" ـــ گارنر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"چھوڑو گارنر! ـــ یہ باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں" ـــ عمران نے کہا۔

اسی لمحے گارنر ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف گیا تو یہاں پہاڑی کے اوپر والے حصے پر جانے کے لئے ایک مصنوعی لفٹ بنی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اس لفٹ میں جو ایک ڈبہ نما تھی داخل ہوئے تو

گارنر نے ایک سائیڈ پر لگا ہوا ایک ہینڈل نیچے کیا تو یہ ڈبہ نما لفٹ آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھنے لگی۔ اوپر خلا سا نظر آ رہا تھا۔ لفٹ بہت ہی آہستہ آہستہ اوپر کو چڑھ رہی تھی۔ اور موٹے موٹے رسوں کے چرخیوں پر چلنے کی وجہ سے بے پناہ شور سنائی دے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد لفٹ اوپر جا کر رک گئی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے عمران اور گارنر دونوں چونک پڑے کیونکہ دروازے کے سامنے دو آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں لئے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے اور ظاہر ہے مشین گنوں کا رخ ان دونوں کی طرف ہی تھا۔

"خبردار!۔۔۔ ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ ۔۔۔۔" دروازہ کھلتے ہی دونوں مسلح اشخاص نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھانے میں دیر نہ کی۔ جب کہ گارنر کے ہاتھ آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھے۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"کک ۔ کک ۔ کیا بات ہے ۔۔۔۔" گارنر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جب کہ عمران خاموش رہا۔ وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ایسی صورت حال کیوں پیدا ہوئی ہے۔ کیا کینی کو ان کی اصلیت کا علم ہو گیا ہے یا یہ صرف ضابطے کی کارروائی ہے۔

"ادھر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ۔۔۔ اور سنو!۔۔۔ ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالیں گے" ۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔

عمران اور گارنر دونوں آگے بڑھے اور دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ ریوالور عمران کی جیب میں تھا اور وہ چاہتا تو آسانی

سے ان دونوں کو مار گراتا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش رہا کہ ایک تو گارنر ان کا ساتھی تھا اور دوسرا یہ کہ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ ان دو کے علاوہ اور کتنے آدمی ہیں۔

پھر جیسے ہی ان دونوں کے منہ دیوار کی طرف ہوئے ایک آدمی نے تیزی سے آگے بڑھ کر مشین گن کی نال عمران کی کنپٹی سے لگا دی جب کہ دوسرے نے انتہائی پھرتی سے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کر کے انہیں رسی کے ٹکڑے سے اچھی طرح باندھ دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب سیدھے ہو جاؤ" ۔۔۔۔ دوبارہ وہی آواز سنائی دی اور عمران اور گارنر دونوں سیدھے ہو گئے۔ گارنر کے ہاتھ کھلے ہوئے تھے۔

"گارنر!۔۔۔ یہ دشمن کا آدمی ہے ۔۔۔ اس لئے باس کینی کے حکم پر ایسا ہوا ہے ۔۔۔ ہم چونکہ اسے چونکانا نہ چاہتے تھے اس لئے تمہارے ساتھ بھی یہ سلوک کرنا پڑا" ۔۔۔۔ مسلح شخص نے کہا اور گارنر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ یہ دشمن کا آدمی ۔۔۔ لیکن یہ تو ماریرو ہے ۔۔۔ میرے سامنے یہ چیف باس کے ساتھ کمرے سے باہر آیا ہے ۔۔۔ اور پھر یہ بتا رہا تھا کہ چیف باس نے اسے تنظیم کا نمبر ٹو بنا دیا ہے" ۔۔۔۔ گارنر کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ بوکھلاہٹ بھی تھی۔

"چلو!۔۔۔ باس کینی انتظار کر رہا ہے ۔۔۔ چیف باس بھی نقلی ثابت ہوا ہے" ۔۔۔۔ اسی مسلح شخص نے کہا اور پھر وہ عمران

کو دھکیلتے ہوئے آگے بڑھے۔

ایک دیوار کراس کر کے وہ جہاں پہنچے وہاں ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ یہ کمرہ بھاری چٹانوں سے بنا ہوا تھا۔ البتہ اس کی چھت مصنوعی تھی۔ دیواروں کے ساتھ کئی مختلف قسم کی مشینیں نصب تھیں درمیان میں ایک بڑی سی مشین تھی۔ اس کی ساخت ایسی تھی جیسے کوئی ٹی۔ وی کیمرہ ہو۔ اس کیمرہ نما مشین کے ساتھ ایک آدمی کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر خشونت کے آثار نمایاں تھے۔

"ہوں ——— تو تم نے ڈاگ مین کو احمقوں کا ٹولہ سمجھ لیا تھا مسٹر —" اس آدمی نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ میں غلط سمجھا ہوں ——— یہ احمقوں کا نہیں بلکہ عقلمندوں کا ٹولہ ہو ——— لیکن کم از کم اتنا مجھے یقین ہے کہ ان میں ایک احمق ضرور موجود ہے ——— اور وہ احمق تم ہو" ——— عمران نے مارلیرو کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"ٹھہرو ——— میں تمہیں احمق اور عقلمند میں فرق بتاتا ہوں"۔ اس آدمی نے کہا اور تیزی سے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے اس مشین کے مختلف بٹن دبائے تو اس پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔ دوسرے لمحے اس پر اسی راہداری کا منظر ابھر آیا۔ جس میں سے عمران، گارنر کے ساتھ گذر کر اس ڈبے لفٹ میں پہنچا تھا۔ منظر میں عمران اور گارنر دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ پھر ایک جھماکا سا ہوا اور اس

کے ساتھ ہی سکرین پر گارنر اور عمران دونوں کے چہروں کے کلوزاپ آ گئے اور عمران واقعی یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اب سکرین پر اس کا اصلی چہرہ نمایاں تھا جب کہ گارنر کا وہی چہرہ تھا۔

"دیکھی تم نے اپنی اصلیت" ——— اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے مختلف بٹن آف کر دیئے۔

"اب آپریشن روم کا منظر دیکھو" ——— اس آدمی نے دوسری مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سکرین پر اس آپریشن روم کا منظر ابھر آیا جس میں ٹائیگر موجود تھا۔ ایک طرف کاؤچ پر ڈک میک آپ میں بیہوش پڑا ہوا تھا۔ پھر سکرین پر تیز روشنی کا جھماکا ہوا اور عمران واقعی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپریشن روم میں کھڑا ٹائیگر اپنی اصل صورت میں نظر آنے لگا جب کہ کاؤچ پر پڑے ہوئے بیہوش ڈک کا بھی اصل چہرہ نظر آ رہا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس قسم کی جدید ترین مشینری کی یہاں تنصیب اس کے تصور میں بھی نہ تھا۔ اور پھر اس آدمی نے بٹن آف کر دیئے۔

"اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ کون احمق ہے اور کون عقلمند" ———؟ اس آدمی نے بڑے طنزیہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل معلوم ہو گیا ہے ——— کم از کم میں تو احمق ثابت ہو گیا ہوں تمہارے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا" ——— عمران نے پہلی بار اپنے اصل لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر اطمینان موجود تھا۔

ٹاسک مارا گیا ہے ــــ لیکن میں نے تمہارے آدمی کو بے بس کر دیا ہے ــــ ابھی میں تمہیں لے کر آپریشن روم میں پہنچوں گا۔ پھر چیف باس کو ہوش میں لایا جائے گا ــــ اس کے بعد چیف باس تمہارا جو فیصلہ بھی کرے" ــــ اس آدمی نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی، اچانک کمرے کے درمیان موجود کیمرہ نما مشین میں سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں اور وہ آدمی چونک کر اس مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے جلدی سے اس کے دو بٹن دبائے تو مشین پر ایک سکرین روشن ہو گئی یہ سکرین دو خانوں میں بٹی ہوئی تھی۔ اور پھر ایک خانے میں پہاڑی چٹانوں میں چلتے ہوئے جولیا اور خاور صاف نظر آ رہے تھے۔ اور دوسرے خانے میں نعمانی بھی حرکت کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ تینوں شائد عمران کی طرف سے اتنی دیر تک کاشن نہ ملنے کی وجہ سے خود ہی حرکت میں آ گئے تھے اور ان کی اسی حماقت نے ان کا بھانڈہ پھوڑ دیا تھا۔

"ہوں! ــــ تو یہ تمہارے آدمی ہیں ــــ یہ اب تک بے حس و حرکت سے ہیں اس لئے مشین انہیں چیک نہ کر سکی ــــ ٹھیک ہے ــــ میں ان کا ابھی خاتمہ کرتا ہوں" ــــ اس آدمی نے مشین کی سائیڈ پہ لگے ہوئے ایک ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"سنو مسٹر! ــــ بہتر یہی ہے کہ تم ان لوگوں کو ہلاک کرنے کی کوشش نہ کرو اور فیصلہ ڈک پر چھوڑ دو ــــ بہت سے ایسے مسائل ہیں جو ڈک تم سے بہتر سمجھتا ہے" ــــ عمران نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے حکم تو ان کے ہلاک کرنے کا ہی ملا تھا ــــ لیکن تمہاری بات بھی درست ہے ــــ میں انہیں یہاں بلوا لیتا ہوں۔ پھر جو فیصلہ چیف باس کرے" ــــ اس آدمی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جلدی سے مشین پر لگی ہوئی نالوں کو گھمایا اور ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اس نے دو تین بٹن دبائے تو اوپر چھت کی طرف سے بے پناہ شور کی آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اوپر چھت پر کوئی خوفناک آندھی چل رہی ہو۔

اسی لمحے عمران نے سکرین کے دونوں خانوں پر عین اس جگہ جہاں خاور، جولیا اور نعمانی موجود تھے انتہائی خوفناک گردباد پیدا ہوتے دیکھا اور پھر وہ تینوں اس گردباد کی زد میں آ کر اوں فضا میں بلند ہوتے گئے جیسے وہ حقیر تنکے ہوں۔ جنہیں آندھی اڑائے لئے جا رہی ہو۔ گردباد انہیں ساتھ لئے ہوئے اوپر بلند ہوتا جا رہا تھا۔ وہ آدمی مشین کے ایک بٹن کو پریس کئے ہوئے تھا۔ اور پھر کافی بلندی پر جا کر یکلخت گردباد اور عمران کے سامنے سکرین پر سے غائب ہو گئے۔ سکرین کے دونوں خانے اب صاف ہو گئے تھے اور چھت پر پیدا ہونے والا شور بھی اب آہستہ آہستہ مدھم ہوتا جا رہا تھا پھر شور ختم ہو گیا اور اس آدمی نے مشین آف کرنی شروع کر دی۔

"جاؤ ــــ وہ تینوں انکیس میں بیہوش پڑے ہوں گے۔ انہیں یہاں اٹھا کر لے آؤ" ــــ اس آدمی نے کمرے میں موجود چھ مسلح افراد میں سے تین سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تینوں سامنے

کے رُخ موجود دروازے کی طرف بڑھے اور غائب ہو گئے۔

"تمہارا نام کینی ہے ——— ؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ——— میرا نام کینی ہے" ——— اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈک کی بجائے ڈاگ مین تنظیم کا سربراہ تمہیں ہونا چاہیئے تھا۔ تم واقعی عقلمند آدمی ہو ——— میں دیکھ رہا تھا۔ اگر تم ——— آپریٹنگ بٹن کو پریس کر دیتے تو اب تک تمہارا حشر بھی میرے ساتھیوں جیسا ہو چکا ہوتا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— تو تم اس کی کارکردگی جانتے ہو" ——— کینی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اس بات کو چھوڑو کہ میں کیا جانتا ہوں ——— اور کیا نہیں جانتا ——— مجھے یہ بتادو کہ آخر اس پہاڑی کے اندر اس قدر جدید ترین تنصیبات کس مقصد کے لئے کی گئی ہیں ——— حالانکہ ڈاگ مین تو صرف منشیات سمگل کرنے والی تنظیم ہے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ! ——— تو تمہیں ڈاگ مین کے متعلق کچھ علم نہیں ——— ہم صرف منشیات ہی سمگل نہیں کرتے ——— ہم منشیات کی نئی نئی اقسام مینوفیکچر بھی کرتے ہیں" ——— کینی نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا تو تین افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں پر جولیا۔ خاور اور نعمانی لدے ہوئے تھے۔ جولیا۔ خاور اور نعمانی تینوں کی ناک اور منہ سے خون بہہ بہہ کر منہ کے کونوں اور ان کی ٹھوڑیوں پر جم گیا تھا۔ ان کے کپڑے آدھے سے زیادہ

پھٹ گئے تھے اور چہروں اور بازوؤں کی کھال جگہ جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ ان کی حالت خاصی خراب تھی۔

"گارنر! ——— تم ایسا کرو کہ دو آدمی ساتھ لے جاؤ ——— اب تک ریڈ اٹیک کا اثر ختم ہو گیا ہوگا ——— چیف باس جو کہ دوسرے میک اپ میں ہے اور ان کا آدمی جو کہ چیف باس کے میک اپ میں ہے ——— ان دونوں کو اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ تاکہ اگر باس ان کی موت کا فیصلہ کرے تو میں انہیں ریکیس میں ڈال کر گرد باد کے ذریعے انہیں پہاڑی چٹانوں پر پٹخا پٹخا کر ختم کر دوں" ——— کینی نے گارنر سے مخاطب ہو کر کہا اور گارنر سر ہلاتا ہوا اسی دروازے کی طرف بڑھا جدھر سے وہ عمران سمیت داخل ہوا تھا۔ وہی دو آدمی جو عمران اور گارنر کو ہمراہ لے آئے تھے کینی کے اشارے پر اس کے پیچھے چل پڑے۔

جب ڈبے نما لفٹ کے چلنے کی مخصوص آواز عمران کے کانوں میں پہنچی تو اس کے اعصاب یکلخت تن گئے۔ اب اس نے حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس وقت کمرے میں کینی کے علاوہ چار مسلح افراد موجود تھے جو کہ چاروں ایک دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان چاروں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ کینی اس کیمرہ نما مشین کے پاس کھڑا تھا۔ جب کہ عمران اس کے سامنے ایک سائیڈ پر اس لفٹ والے دروازے کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔

اس دوران عمران کے ناخنوں میں لگے ہوئے تیز بلیڈ اپنا کام

دکھا چکے تھے۔ اس لئے عمران کے ہاتھ عملی طور پر آزاد تھے۔ لیکن سچوئیشن ایسی تھی کہ عمران کو سوچنا پڑ رہا تھا۔ اس نے صرف سوچنے کے لئے ایک لمحہ لیا اور پھر اس نے یکلخت کیفی کے دائیں طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"ارے یہ کون ہے ــــــ؟" عمران کے لہجے میں شدید حیرت تھی اور اس کا یہ پرانا داؤ کامیاب رہا۔ کیفی بے اختیار سائیڈ کے بل مڑا۔ اور دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے وہ چاروں مسلح آدمی کی گردنیں بھی تیزی سے ادھر ہی گھومیں۔ اسی لمحے عمران اپنی جگہ سے یوں اچھلا جیسے گیند دیوار سے ٹکرا کر واپس آتی ہے اور پلک جھپکنے میں اڑتا ہوا ایک مشین گن بردار کی سائیڈ سے اس طرح ٹکرایا کہ مشین گن تو اس کے ہاتھ میں تھی جب کہ وہ چاروں اس طرح ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے تھے جیسے ایک دوسرے کے سہارے کھڑی ہوئی اینٹیں ایک طرف سے دھکا دینے سے گر جاتی ہیں اور اسی لمحے عمران نے مشین گن کا فائر کھول دیا اور تیزی سے گھومتا ہوا کیفی بری طرح چیختا ہوا اچھل کر فرش پر گرا۔ اور عمران کا ہاتھ اس سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر کر اٹھتے ہوئے وہ چاروں بھی گولیوں کی زد میں آ گئے۔

کیفی نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گولیاں اس کی ٹانگوں پر پڑی تھیں کہ عمران چھلانگ لگا کر اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس نے مشین گن کی نال اس کے سینے پر رکھ دی۔

"ہاں! ــــ اب بولو عقلمند آدمی! ــــ میں نے تمہاری ٹانگوں کا نشانہ اس لئے لیا تھا کہ تم نے میرے ساتھیوں کو گرد باد سے ہلاک نہ کر کے میرے دل میں ایک نرم گوشہ پیدا کر لیا تھا ــــ لیکن اب ڈِک کے آنے سے پہلے فوراً تفصیل سے اس اڈے میں موجود تمام تفصیلات بتا دو ــــ اور سنو! ــــ ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں سرکاری گواہ بنا کر تمہاری جان بچا دوں ــــ اس لئے جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرنا" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تت ــــ تت ــــ تم ــــ تم تو بندھے ہوئے تھے ــــ پھر تم نے کیسے ــــ" فرش پر پڑے ہوئے کیفی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے احمق ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے ــــ اس لئے یہ بھی بتا دوں کہ آئندہ کسی احمق کو رسی سے باندھ کر مطمئن نہ ہو جایا کرنا۔ بہرحال بولو! ــــ میرے پاس وقت کم ہے" ــــ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تت ــــ تت ــــ تم چیف باس سے پوچھ لو ــــ میں نے حلف اٹھایا ہوا ہے" ــــ کیفی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ پھر تمہاری ضرورت نہیں ــــ اور ویسے بھی میں کسی کا حلف تڑوانے کا قائل نہیں ہوں" ــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اور کیفی کا جسم یکلخت فضا میں اچھلا اور پھر دھڑام سے نیچے گرا۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا۔

عمران تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس لفٹ والے دروازے کی

طرف بڑھ آیا۔ کیونکہ اُسے لفٹ کے اوپر آنے کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ لفٹ اسی طرح آہستہ آہستہ اوپر کو آ رہی تھی۔

عمران دروازہ کھول کر اس جگہ آیا جہاں لفٹ کا دروازہ کھلتا تھا۔ اور پھر اس نے سائیڈ میں موجود ایک سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ یہ دیوار لکڑی کی تھی۔ اور اس میں سے ایک جگہ ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس خلا سے نیچے لفٹ کو آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ اور پھر اس نے دیکھا کہ لفٹ آدھے سے زیادہ اوپر پہنچ چکی ہے۔ لفٹ کے ڈبے میں ٹائیگر اور ڈک ایک دوسرے کے میک اپ میں پہلو بہ پہلو بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ گارنر اور وہ دو مسلح آدمی ان کے ساتھ بڑے اطمینان سے کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ یہ خلا صرف اتنا تھا کہ اس میں سے یا تو صرف دیکھا جا سکتا تھا۔ یا اس میں مشین گن کی نال رکھ کر فائر کیا جا سکتا تھا۔ اور ایسی صورت میں ٹارگٹ کو دیکھا نہ جا سکتا تھا۔

عمران انہیں لفٹ میں ہی ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ لفٹ اوپر پہنچنے کے بعد ظاہر ہے ان دونوں نے ڈک اور ٹائیگر کو اٹھا لینا تھا۔ ایسی صورت میں انہیں گولی مارنے کا مطلب ٹائیگر اور ڈک کو بھی گولی مارنا تھا۔ لیکن چونکہ لفٹ مسلسل حرکت میں تھی اس لئے بغیر دیکھے فائر کھول دینے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ان تینوں کے ساتھ ساتھ ڈک اور ٹائیگر کا بھی خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن ان تینوں کا یہیں لفٹ ہی میں خاتمہ ضروری تھا۔ عمران اس موقع پر رسک نہ لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر سوراخ

سے آنکھ لگائی اور لفٹ کی رفتار اور اس کی اونچائی اور پھر ان تینوں کھڑے ہوتے آدمیوں کے ساتھ ساتھ ڈک اور ٹائیگر کی سچوئیشن کو جانچتا رہا۔ پھر اس نے سانس روک کر مشین گن کی نال سوراخ میں رکھی اور اسے آہستہ سے ذرا اونچا کیا اور پھر اسی طرح سانس روکے ہوئے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی نیچے چیخیں بلند ہوئیں اور عمران نے جلدی سے مشین گن علیحدہ کر کے دوبارہ آنکھ لگا دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سینے میں رُکا ہوا سانس چھوڑ دیا۔ وہ تینوں ہی لفٹ سے غائب ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک کے پیر ڈبے کے ساتھ رگڑتے ہوئے ایک لمحے کے لئے دکھائی دیئے اور پھر غائب ہو گئے۔ عمران سمجھ گیا کہ گولیاں ٹھیک نشانے پر پڑی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ کھڑے تھے اس لئے گولیاں کھا کر وہ ڈبے سے سائیڈ میں گرے اور پھر پتلی دیوار اور ڈبے کے درمیان پھنس کر وہ رگڑ کھاتے ہوئے نیچے جا گرے ہوں گے۔ لفٹ اسی رفتار سے اوپر کو اٹھی آ رہی تھی۔

عمران نے جلدی سے دروازہ کھولا اور پھر لفٹ کے اوپر تک آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ لفٹ جلد سے جلد اوپر پہنچ جائے۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ان تینوں کی لاشیں ایک دھماکے سے نیچے گرنے پر نیچے موجود افراد صورت حال کو سمجھ گئے ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی نئی حرکت کریں۔

اسی لمحے لفٹ اوپر پہنچ کر رُک گئی تو عمران نے جلدی سے ڈک اور ٹائیگر دونوں کو بیک وقت ٹانگوں سے پکڑ کر اندر فرش پر

گھسیٹ کر ڈال دیا۔ اور ڈبے کے ساتھ لگا ہوا ہینڈل دبا دیا۔ لفٹ ایک بار پھر واپس نیچے جانے لگی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر اسی سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ لفٹ کا ایک رستہ اس سوراخ کی بالکل سیدھ میں تھا۔ عمران نے جلدی سے مشین گن کی نال دوبارہ سوراخ پر رکھی اور فائر کھول دیا۔ چند لمحوں بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا اور تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی ایسی آوازیں بلند ہوئیں جیسے لفٹ کا ڈبہ ٹیڑھا ہو کر دیواروں سے ٹکراتا ہوا نیچے جا رہا ہو۔ پھر نیچے کہیں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکوت چھا گیا۔ لفٹ ٹوٹ کر بے کار ہو چکی تھی۔

عمران جلدی سے مڑا۔ اس نے ڈک کو اٹھا کر اندر کمرے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈالا اور پھر جا کر ٹائیگر کو بھی اٹھا لایا۔ اسی لمحے اس کیمرہ نما مشین میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور عمران چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران نے جلدی سے مشین کے وہی دو بٹن دبائے جو اس کے سامنے کیمپی نے دبائے تھے اور اس کے ساتھ ہی مشین کی سکرین روشن ہو گئی۔ لیکن اس بار اس میں خانے موجود نہ تھے بلکہ ایک ہی سکرین تھی۔ اور پھر اس نے سکرین پر مسلح افراد کے ایک ہجوم کو دوڑتے ہوئے دیکھا۔ یہ تعداد میں تقریباً بیس کے قریب تھے عمران نے جلدی سے ایک ناب گھمانی شروع کر دی۔ وہ مشین کی کارکردگی کو سمجھ چکا تھا۔

چند لمحوں بعد ان بیسیوں افراد کے گرد سکرین پر ایک حلقہ سا

نمودار ہوا۔ اور عمران نے آپریٹنگ بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے ان بیسیوں افراد کے گرد ایک خوفناک گردباد پیدا ہوا۔ چھت پر پھر وہی شور اٹھا۔ جیسے خوفناک آندھی چل رہی ہو۔ گردباد واقعی بیحد خوفناک تھا۔ اور وہ بیس کے بیس افراد اس کے اندر چکر لاتے ہوئے اوپر کو بلند ہوتے جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنیں چھوٹ چکی تھیں اور وہ بالکل اسی طرح گھوم رہے تھے جیسے لٹو گھومتے ہیں اور چونکہ ان کی تعداد کافی زیادہ تھی اس لئے گھومتے ہوئے وہ ایک دوسرے سے ٹکرا بھی رہے تھے۔

جب وہ کافی بلندی پر آ گئے تو عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے آف آپریٹنگ بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی چھت پر آندھی کا شور یکلخت ختم ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر نظر آنے والا گردباد بھی ختم ہو گیا۔ اور گردباد کے اندر چکر لاتے ہوئے افراد نیچے پہاڑیوں پر گرتے دکھائی دیتے اور چند لمحوں بعد سکرین صاف ہو گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی۔ واقعی یہ ایک خوفناک کلنگ مشین تھی جس سے بچاؤ ناممکن تھا۔

ڈک۔ ٹائیگر اور عمران کے ساتھی بدستور بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے دائیں پیر کی ایڑی کو مخصوص انداز میں فرش پر مارا تو بوٹ کی ٹو میں سے ایک چھوٹا سا کیپسول سا باہر آ گرا۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھایا اور اس کو سائیڈ سے پریس کیا تو وہ درمیان سے کھل گیا۔ اس کے دو حصے ہو گئے تھے۔ عمران نے ایک حصہ کان

سے لگایا، جب کہ دوسرا حصّہ منہ سے لگا کر ہیلو ہیلو کرنے لگا۔

"یس ۔۔۔ ایکسٹو اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز عمران کے کانوں میں گونجی۔

"عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو ۔۔۔ کھنڈرات سے ملحقہ پہاڑی میں ڈاگ مین کے اڈے پر میں نے مکمل قبضہ کر لیا ہے ۔۔۔ میں اپنے ساتھیوں اور ڈک سمیت اس کی چوٹی پر بنے ہوئے ایک کمرے میں موجود ہوں ۔۔۔ یہاں موجود باقی تمام لوگ میرے خیال میں ختم ہو چکے ہیں ۔۔۔ تم ایئر کمانڈر کو حکم دے دو کہ سپیشل دستے کو ہیلی کاپٹروں سے یہاں اتار کر اس اڈے پر قبضہ کر لے ۔۔۔ یہاں بے حد قیمتی اور انتہائی عجیب و غریب مشینری موجود ہے اس کا خیال رکھا جائے ۔۔۔ اور تم ایک بڑا ہیلی کاپٹر لے کر اس پہاڑی کی چوٹی پر آجاؤ ۔۔۔ میں وہاں سے تمہیں اشارہ دوں گا تاکہ ڈک اور باقی ساتھیوں کو جو بے ہوش پڑے ہیں اس ہیلی کاپٹر پر سوار کر کے دانش منزل لے جایا جائے ۔۔۔ تم نقاب میں آنا۔ ہو سکتا ہے تمہارے آنے تک کوئی ہوش میں آجائے۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ابھی آرڈر کر دیتا ہوں اور خود بھی پہنچ رہا ہوں ۔۔۔ میں آپ کی طرف سے کال کا منتظر تھا۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اصل لہجے میں کہا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کیپسول کے دونوں حصّوں کو دوبارہ جوڑا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ اور پھر وہ

اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جسے کیپٹن شکیل کہہ رہا تھا۔ اور جہاں اس نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو گردباد سے اٹھا کر گرایا تھا۔ یہ ایک چھجّہ نما جگہ تھی جس پر کافی دبیز سطح کا پیال بچھا ہوا تھا۔ اس پیال کو دیکھ کر عمران نے سر ہلایا۔ اب اُسے سمجھ آئی تھی کہ اس کے ساتھیوں کو گردباد نے جب چھوڑا تو انسانی ہڈیاں کیوں نہیں ٹوٹیں۔ یہ شاید خصوصی انتظام تھا کسی آدمی کو براہ راست پہاڑی کی چوٹی پر لے آنے کا۔

عمران اطمینان سے وہاں کھڑا ہو گیا اور پھر اُسے بہت سے ہیلی کاپٹر دور سے پہاڑی کی طرف آتے دکھائی دیئے ۔۔۔ آگے آگے ایک بڑا ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر تھا۔ پھر وہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر عین پہاڑی کے اوپر آکر رک گیا۔ جب کہ باقی ہیلی کاپٹر پہاڑی کے سامنے کے رخ نیچے اتر گئے۔

عمران نے ہاتھ اٹھا کر زور زور سے لہرانا شروع کر دیا۔ تو وہ بڑا ہیلی کاپٹر حرکت میں آیا اور پھر عین اس چھجّے کے اوپر آکر فضا میں ٹھہر گیا۔ اوپر سے بلیک زیرو نے نیچے جھانکا۔ اس نے نقاب لگایا ہوا تھا اور عمران نے نیچے سے ہاتھ لہرا دیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر سے ایک بڑی سی ٹوکری رسی سے بندھی ہوئی اس چھجّے پر اترنے لگی۔ عمران نے رسی پکڑ کر ٹوکری کو اس چھجّے پر رکھا اور خود واپس کمرے میں آیا۔

عمران نے سب سے پہلے جولیا کو اٹھایا اور لا کر اس ٹوکری میں لٹا دیا اور پھر ہاتھ سے اشارہ کیا تو ٹوکری تیزی سے اوپر ہیلی کاپٹر کی

طرف بلند ہو کر اس کے اندر غائب ہو گئی۔

چند لمحوں بعد ٹوکری دوبارہ نیچے آئی تو وہ خالی تھی۔ اس بار عمران نے خاور اور نعمانی کو اٹھا کر ایک دوسرے کے اوپر ٹوکری پر رکھ دیا۔ اور پھر تیسری بار اس نے ٹائیگر کو اٹھا کر اس ٹوکری میں ڈالا اور آخری بار جب ٹوکری واپس آئی تو عمران نے ڈک کو اٹھا کر ٹوکری میں ڈالا اور خود بھی رسی پکڑ کر ٹوکری میں کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد عمران ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچ چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے ساتھ بلیک زیرو موجود تھا۔ جب کہ دو اور فوجی ایک سائیڈ پر کھڑے تھے۔ وہ شاید ٹوکری سے آنے والوں کو اٹھا اٹھا کر ایک سائیڈ پر لٹا رہے تھے۔ عمران اچھل کر ٹوکری سے باہر آگیا جبکہ فوجیوں نے آگے بڑھ کر ڈک کو ٹوکری سے نکالا اور اُسے ایک طرف ڈال دیا۔

"اور تو کوئی وہاں نہیں ہے" ____؟ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"لاشیں پڑی ہیں جناب! ____ لیکن حکومت کا پٹرول خرچ ہو رہا ہے ____ اس لئے میں نے سوچا کہ ہیلی کاپٹر پر لاشیں لادنے کا کیا فائدہ" ____ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پائلٹ کے ساتھ ساتھ فوجی بھی دھیرے سے مسکرا دیئے۔

"ٹو شٹ اَپ! ____ بکواس کی ضرورت نہیں ____ پائلٹ ____! واپس چلو" ____ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں عمران کو ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ پائلٹ کو بھی حکم دیا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے

گھوما اور واپس پرواز کرنے لگا۔

"عجیب دور آگیا ہے ____ شاباش ملنے کی بجائے ڈانٹ سننی پڑتی ہے" ____ عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر ایک بنچ نما سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو" ____ بلیک زیرو نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں اُسے ڈانٹ پلائی اور عمران منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ لیکن اس کی شکل ایسی بن گئی تھی کہ دونوں فوجیوں کو اپنے حلق سے اُبلنے والے قہقہوں کو روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھنے پڑے۔ ظاہر ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف کے سامنے ہنسنے کی جرأت تو نہ کر سکتے تھے۔ لیکن عمران کی شکل دیکھ کر ان کے منہ پھٹنے کے قریب ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ایک فوجی اڈے پر اُتر گیا۔ اور پھر ایکسٹو کے حکم پر ان سب بیہوش افراد کو ایک ویگن میں ڈال دیا گیا۔

"تم سٹیئرنگ سنبھالو" ____ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور خود وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"جو حکم میرے کالے آقا" ____ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ویگن کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ جب ویگن فوجی اڈے سے باہر آگئی تو بلیک زیرو نے چہرے پر پڑا ہوا نقاب اتار دیا۔

"شکر ہے نقاب کشائی تو ہوئی ____ کاش! یہ نقاب کشائی سب ممبروں کے سامنے ہو تو کتنا مزہ آتے" ____ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے کاشن دینے میں بڑی دیر کر دی ____ میں تو بُری طرح

گھبرا رہا تھا" ـــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"یار! ـــــــ وہ لیڈی کلر صرف لیڈی کلر ہی نہ تھا ـــــــ بلکہ وہ تو پاکیشیا کی پوری قوم کو ختم کرنے پر تلا ہوا تھا ـــــــ بڑے لمبے ہاتھ پھیلا رکھے تھے اس نے ـــــــ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی عام سا اڈہ ہوگا ـــــــ لیکن وہ تو پورا طلسم ہوشربا بنا ہوا تھا" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ویگن کو اس سڑک پر ڈال دیا جس پر دانش منزل تھی۔

"میں نے ہیلی کاپٹر سے دیکھا تھا کہ وہاں چٹانوں میں کتنی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ـــــــ یہ لوگ کس طرح ہلاک ہوئے" ـــــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔ اور عمران نے جب اسے مصنوعی گرد باد پیدا کرنے اور اس کی کارکردگی کی تفصیل بتائی تو بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ! ـــــــ یہ تو انتہائی خوفناک حربہ ہے" ـــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے کوشش کی کہ اڈہ صحیح سالم ہاتھ آ جاتے ـــــــ یہ مصنوعی گرد باد ہماری فوج کے لئے بھی ایک عمدہ ہتھیار ثابت ہو سکتا ہے بالکل جدید اور خوفناک" ـــــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ویگن کو دانش منزل کے گیٹ پر روک دیا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے نیچے اتر کر پھاٹک کھول دیا اور عمران ویگن اندر لیتا گیا۔

عمران نے مخصوص انداز میں ہینڈل گھما کر گیسٹ روم کا لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے ساتھ کھڑی جولیا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خود گیسٹ روم میں داخل ہو گیا۔ اور جولیا اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئی۔

کمرے کے فرش پر ڈک سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اس وقت اصل حالت میں تھا۔ اس کا میک اپ صاف کر دیا گیا تھا۔ اس نے چونک کر عمران اور جولیا دونوں کو اندر آتے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہاری درخواست چیف نے منظور کر لی ہے جولیا ـــــــ یہ لیڈی کلر تمہارے سامنے کھڑا ہے ـــــــ اب تم اس کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہو کر لو ـــــــ یہ تمہاری صنف کا فیصلہ ہے" ـــــــ عمران نے دروازے کو بند کر کے اس سے پشت لگا کر کھڑے ہوتے ہوئے

بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"میں اس سے اپنی صنف کو ہلاک کرنے کا ایسا بھیانک انتقام لوں گی کہ آئندہ کسی مرد کو یہ جرأت نہ ہو گی کہ وہ عورتوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا خیال بھی دل میں لاسکے"۔۔۔۔ جولیا نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھہرو! ۔۔۔ رک جاؤ ۔۔۔ مجھے بتاؤ کہ میں یہاں کیسے پہنچا"۔۔۔ ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا کرو گے ساری کہانی سن کر ۔۔۔ مختصر طور پر اتنا سن لو کہ تمہارا پہاڑی والا اڈہ ہمارے قبضہ میں ہے اور اس اڈے میں موجود ساری مشینری صحیح سالم بھی ہمارے قبضہ میں آچکی ہے ۔۔۔ وہاں سے ملنے والے کاغذات کی مدد سے دارالحکومت میں پھیلے ہوئے تمہارے تمام اڈے ۔۔۔ اور وہاں موجود تمام مشینری اور افراد قبضے میں لے لئے گئے ہیں ۔۔۔ ڈاگ مین تنظیم مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے ۔۔۔ تم چونکہ لیڈی کلر ہو۔ اس لئے سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے جولیا کی درخواست پر یہی فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری موت کسی عورت کے ہاتھوں سے ہی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ یہ عورتوں کی نمائندہ تمہارے سامنے موجود ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم غیر قانونی کام کر رہے ہو ۔۔۔ مجھے حکومت کے حوالے کر دو وہ مجھ پر مقدمہ چلائے گی ۔۔۔ اور اس کے بعد عدالت جو بھی فیصلہ کرے ۔۔۔ مجھے قبول ہے ۔۔۔ تم مجھے اس طرح نہیں مار سکتے"۔

ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہت خوب! ۔۔۔ اب تمہیں قانون اور عدالت یاد آگئی ہے۔ جب تم جیتی جاگتی عورتوں کو قتل کر کے ان کے پیٹ میں منشیات بھرتے اور سمگل کرتے تھے ۔۔۔ مصنوعی گرد باد سے لوگوں کو ہلاک کرتے تھے انتہائی خوفناک منشیات تیار کر کے انہیں جان بچانے والی دوا کی صورت میں پیک کر کے پوری دنیا میں پھیلاتے تھے۔ اس وقت قانون اور عدالت تمہیں یاد نہ تھی ۔۔۔ سنو ڈک! ۔۔۔ تمہارا مقدمہ اور تمہاری عدالت اب یہی جولیا ہی ہے اس کا فیصلہ تمہارے لئے حتمی ہو گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے فیصلہ کر دیا ہے"۔۔۔ اچانک جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے گریبان سے ریوالور نکالا اور اس سے پہلے کہ عمران اور ڈک کچھ سمجھتے۔ اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور ڈک بری طرح چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ جولیا مسلسل ٹریگر دبائے چلی گئی اور گولیاں فرش پر تڑپتے ہوئے ڈک کے جسم میں سوراخ کرتی گئیں اور پھر جب ریوالور سے ٹرچ کی آواز نکلی اسی لمحے ڈک کے ہاتھ پیر بھی سیدھے ہو گئے وہ ختم ہو چکا تھا۔

"میں نے تو سوچا تھا کہ آج میں جولیا کے داؤ دیکھوں گا تاکہ شادی کے بعد ان حربوں کا توڑ کر سکوں مگر ۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس کتے اور ناپاک آدمی کے جسم کو ہاتھ لگانا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں"۔۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"تم ۔۔۔ میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے"۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور دروازے سے ایک طرف ہٹ گیا۔

"ٹیڈ شٹ اپ! ۔۔۔ تم اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہو۔ لیکن گولیاں

ختم ہو گئی ہیں" ــــــ جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

"باپ رے ــــــ اس شیرنی سے شادی تو خودکشی کے مترادف ہے ــــــ سنجانے کب یہ گولیاں بھر لے" ــــــ عمران نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑتے ہوئے اونچی آواز میں کہا اور اسی لمحے کمرے میں بلیک زیرو کا قہقہہ گونج اٹھا۔ وہ آپریشن روم میں بیٹھا یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔

عمران نے بلیک زیرو کا قہقہہ سن کر اس طرح سر جھکا لیا جیسے عین چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو۔ اور بلیک زیرو کے دوسرے قہقہے سے تو پورا کمرہ گونج اٹھا۔

"سچ ہے ــــــ جب اپنے ہی اپنے نہ بنیں تو رقیب تو قہقہے لگاتے ہی ہیں" ــــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ اور منفرد ایڈونچر کہانی

ایڈونچر مشن

مصنف :۔ مظہر کلیم ایم اے

- تبت کے انتہائی دشوار گذار پہاڑی جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایسا مشن جہاں ہر طرف یقینی اور خوفناک موت کے جبڑے کھلے ہوتے تھے۔
- مارسیلا ۔ جنگل کوئن ۔ ایک نیا حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ کردار۔
- عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان بدھ بھکشوؤں کے روپ میں جب تبت کے جنگلوں میں داخل ہوئے تو ــــــ انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سچوایشنز۔
- جولیا کو خوفناک جنگل میں جبراً اغوا کر لیا گیا اور سیکرٹ سروس کے ارکان بے پناہ سر پٹکنے کے باوجود جولیا کو تلاش نہ کر سکے ــــــ جولیا کا کیا حشر ہوا ــــــ ؟
- مارسیلا ــــــ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان اور خوفناک لوگوں اور بدھ بھکشوؤں کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ جس کا ہر راستہ موت پر ختم ہوتا تھا۔
- جوزف ۔ جنگلوں کا بادشاہ ۔ ایک نئے اور انوکھے روپ میں ــــــ
- ایک ایسا مشن جس کے مکمل ہوتے ہی عمران نے سیکرٹ سروس سے بغاوت کر دی اور پھر خوفناک جنگلوں میں عمران اور جولیا دشمنوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے۔ وہ مشن کیا تھا؟ دلچسپ حیرت انگیز، تیز رفتار ایکشن اور سنسنی خیز سسپنس۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان ۵

شہرۂ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

اسپیشل ایجنٹ برونو ــــــ مکمل	ونڈر پلان ــــــ اول
ریڈ چیف ــــــ مکمل	ونڈر پلان ــــــ دوم
ڈیتھ سرکل ــــــ مکمل	بلیک کالار ــــــ مکمل
ٹرینچ فائر ــــــ مکمل	ڈیتھ گروپ ــــــ مکمل
ڈارک کلب ــــــ مکمل	ہیکل سلیمانی ــــــ اول
شوٹنگ پاور ــــــ مکمل	ہیکل سلیمانی ــــــ دوم
حلقہ موت ــــــ اول	لیڈی سندرتا ــــــ اول
حلقہ موت ــــــ دوم	لیڈی سندرتا ــــــ دوم
وے ٹو ایکشن ــــــ اول	چیلنج مشن ــــــ مکمل
وے ٹو ایکشن ــــــ دوم	ساجان سنٹر ــــــ اول
ٹاپ ٹارگٹ ــــــ آخری حصہ	ساجان سنٹر ــــــ دوم
لانسر ٹائیو ــــــ مکمل	ریڈ پاور ــــــ مکمل
ایجنٹ فرام پاورلینڈ ــــــ مکمل	لیڈی کلرز ــــــ مکمل
روڈ سائیڈ سٹوری ــــــ مکمل	پاورلینڈ کی تباہی ــــــ اول
گریٹ فائنٹ ــــــ مکمل	پاورلینڈ کی تباہی ــــــ دوم

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان